بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَكُمُ اللّٰه بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اذِلَّة

جلد 46
شمارہ 51/52

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN

17/24 شعبان 1418 ہجری 18/25 فتح 1376 ہش 18/25 دسمبر 1997ء

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ہجرت سے 53 سال قبل "داغ ہجرت" اور ان الذی فرض علیک القرآن لرآدك الی معاد کا الہام ہوا تھا جس کی صداقت ۱۹۴۷ء کی ہجرت سے ظاہر ہوئی۔

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ آپ کے دور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہجرت سے متعلق الہام پورا ہوا اور آپ نے باذن الٰہی قادیان سے ہجرت فرما کر ربوہ کے عظیم الشان مرکز کا قیام فرمایا۔

منارۃ المسیح:۔ جس کی بلندیوں سے اذان کے مبارک کلمات ۱۹۴۷ء کے ہولناک واقعات میں بھی بغیر کسی تعطل کے عرصہ ۷۱ سال سے پانچوں وقت شہادت توحید دے رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہجرت قادیان کے ۴۴ سال بعد صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء میں شرکت فرمائی زیر نظر تصویر میں حضور انور ایدہ اللہ صد سالہ جلسہ سالانہ کی صدارت فرما رہے ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

درویشانِ قادیان اپنے آقا کے ہمراہ

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو ...... دیار مہدی آخر زماں میں رہتے ہو

(حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ درویشان قادیان کا مسجد اقصیٰ قادیان میں گروپ فوٹو بتاریخ ۱۳ر جنوری ۱۹۹۲ء

دائیں سے بائیں: نیچے بیٹھے ہوئے :- مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی مرحوم۔ مکرم محمد اسماعیل صاحب گجراتی مرحوم۔ مکرم محمد دین صاحب بدر۔ مکرم طیب علی صاحب بنگالی۔ مکرم مستری دین محمد صاحب ننگلی۔ مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی۔ مکرم عبدالکریم صاحب ناصر آبادی مرحوم۔ مکرم ولی محمد صاحب مرحوم۔ مکرم سائیں عبدالرحمٰن صاحب مرحوم۔ مکرم مرزا محمد زمان صاحب مرحوم۔ مکرم عزیز احمد صاحب منصوری مرحوم۔ مکرم محمد شریف صاحب ڈوگر۔ مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری۔ مکرم نذیر احمد صاحب ننگلی۔ مکرم صوفی غلام احمد صاحب۔ مکرم محمد اسماعیل صاحب ننگلی۔ مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب مرحوم

دوسری لائن کرسیوں پر :- مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب مرحوم۔ مکرم منظور احمد صاحب چیمہ۔ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مرحوم۔ مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب۔ مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی۔ مکرم بدر الدین صاحب عامل۔ مکرم چودھری مبارک علی صاحب۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ سیدنا حضور پر نور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ مکرم چودھری اللہ بخش صادق صاحب ناظر خدمت درویشان ربوہ۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز۔ مکرم فضل الٰہی خان صاحب مرحوم۔ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر۔ مکرم برکت علی صاحب انعام۔ مکرم عبدالقادر صاحب دہلوی۔ مکرم مرزا منور احمد صاحب۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم۔ مکرم منظور احمد صاحب گھنوکے۔

تیسری لائن کرسیوں کے پیچھے :- مکرم محمد ایوب صاحب بٹ۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب مرحوم۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب۔ مکرم محمد یوسف صاحب گجراتی مکرم خواجہ عبدالستار صاحب۔ مکرم عطاء اللہ خان صاحب۔ مکرم امیر احمد صاحب مرحوم۔ مکرم بشیر احمد صاحب بانگروی۔ مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب۔ مکرم گیانی عبداللطیف صاحب۔ مکرم قاضی عبدالحمید صاحب مرحوم۔ مکرم خواجہ احمد حسین صاحب۔ مکرم چودھری عبدالسلام صاحب۔ مکرم غلام نبی صاحب۔ مکرم ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب۔ مکرم بشیر احمد صاحب مہار۔ مکرم مستری محمد دین صاحب مرحوم۔ مکرم محمد موسیٰ صاحب۔ مکرم بشیر احمد صاحب کالا افغانہ۔ مکرم محمد احمد صاحب کالا افغانہ۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب۔ مکرم مظہر حسین صاحب۔

پیچھے کھڑے ہوئے :- مکرم حکمت اللہ صاحب۔ مکرم مرزا محمد اقبال صاحب۔ مکرم محمود احمد صاحب مبشر۔ مکرم عبدالحمید صاحب مومن۔ مکرم مولوی فیض احمد صاحب۔ مکرم سکندر خان صاحب۔ مکرم غلام قادر صاحب۔ مکرم بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں۔ مکرم مرزا محمد اسحاق صاحب۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پر بھاکر۔ مکرم مستری منظور احمد صاحب۔ مکرم غلام حسین صاحب۔ مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب۔ مکرم عمر دین صاحب مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب۔ مکرم محمد صادق صاحب ننگلی۔ مکرم ظہور احمد صاحب گجراتی۔ مکرم عمر دین صاحب دہلوی۔ مکرم سید شہامت علی صاحب۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان ۱۹۴۷ء تا حال

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

ایک جماعتی عہد

بر موقع مجلس مشاورت مارچ ۱۹۴۸ء

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو احمدیہ جماعت کا مرکز مقرر فرمایا ہے۔ میں اس کے اس حکم کو پورا کرنے کیلئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہوں گا۔ اور اس مقصد کو کبھی بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔ اور میں اپنے نفس کو اور اپنے بیوی بچوں کو اور اگر خدا کی مشیت میں ہو تو اولاد کی اولاد کو ہمیشہ اس بات کیلئے تیار کرتا رہوں گا کہ وہ قادیان کے حصول کیلئے ہر چھوٹی اور بڑی قربانی کیلئے تیار رہیں۔ اے خدا مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللھم آمین۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۶)
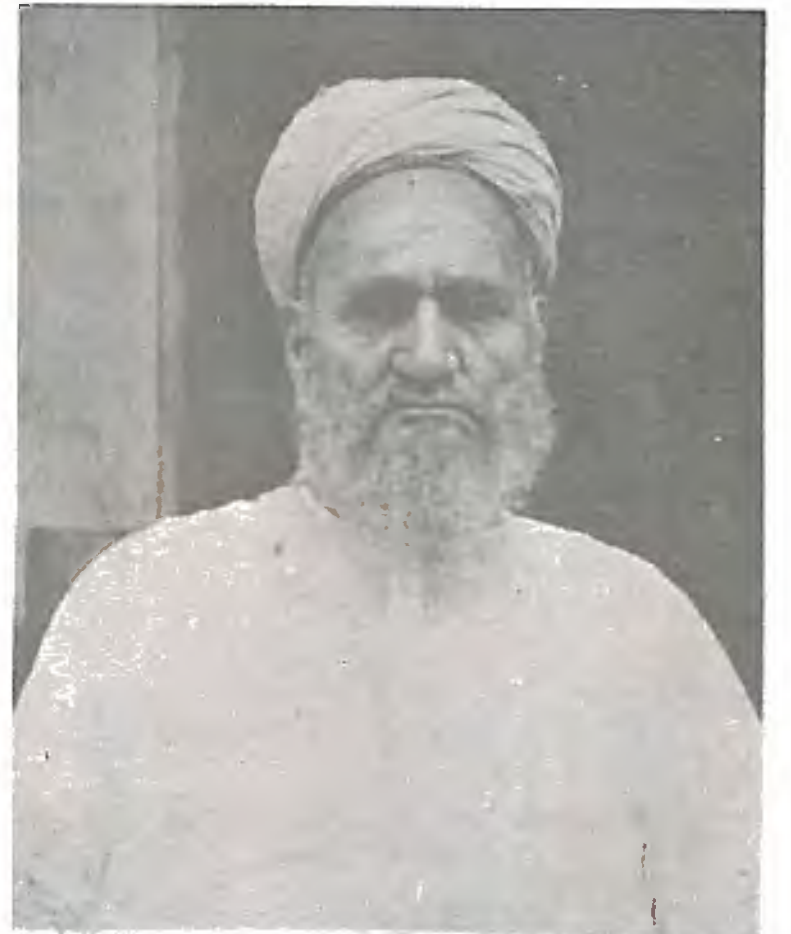
حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل جٹ رضی اللہ عنہ

امیر جماعت احمدیہ قادیان ۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۷ء

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان　　اداریہ　　18/25/دسمبر 1997

دَرد میں پگھلتی ہوئی شمعِ محبّت

پچاس سال بعد آج اپنے بند کمرے میں تقسیم ملک کے قہر آلود دنوں کا تذکرہ کرنے بیٹھا ہوں جنہیں مَیں نے کچھ تو اپنے بزرگوں کی زبانی سن رکھا ہے اور کچھ ان خاموش کتابوں میں پڑھا جو آج تک اُن کتابوں نے نہایت صبر وضبط اور حوصلے سے اپنے اوراق پارینہ میں سمیٹے رکھا ہے۔ ان سب سے میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر ایک طرف ہمیں حصول آزادی کی بھاری قیمت چکانی پڑی ہے تو آزادی کے بعد اپنے ہی آزاد ملک میں معصوم عوام کو اپنے ہی ہم وطنوں کے ذریعہ نہ چاہتے ہوئے بھی جانوں کے نذرانے پیش کرنے پڑے ہیں۔

صدیوں سے ہم اکٹھے رہنے والے ہندو اور مسلمان تقسیم ملک کے وقت ایک دوسرے کیلئے یوں اجنبی ہو گئے تھے گویا ہم نے بحیثیت قوم ایک دوسرے کو تقسیم وطن کے سال ہی دیکھا ہو۔ گویا ہمارے رشیوں، منیوں، پیروں پیغمبروں کی رُوحانی واخلاقی تعلیمات ہم سے کسی آسیبی طاقت نے چھین لی ہوں اور ہم جنگلی بھیڑیوں اور درندوں سے بھی بدتر ہو گئے ہوں۔

آج بھی بزرگ کپکپاتے ہونٹوں اور بھیگی ہوئی آنکھوں سے سرحد کے دونوں اطراف ننگِ انسانیت حرکات کی دہشتناک داستانیں سناتے ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح صدیوں سے اکٹھے رہنے والے انسانوں نے اپنے ہی جیسے انسانوں کے خون کی ندیاں بہادیں بہو بیٹیوں کی عزتیں لوٹیں۔ معصوم بچوں کو نہ صرف یتیم کر دیا بلکہ انہیں کیڑوں مکوڑوں کی طرح مسل کر رکھ دیا۔

لیکن نہیں۔ سب طرف درندگی نہیں تھی! تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اُس دَور میں بھی ایک ایسی جماعت تھی جس نے اپنے رُوحانی امام کی اقتداء میں تقسیم کے ہنگامہ خیز وقت میں بھی مخلوق خدا کی بھرپور خدمت کی تھی باقی جگہوں پر اِکادُکا بکھرے ہوئے بعض انسانوں کی طرف سے تو ایسی مثالیں آپ کو ضرور نظر آئیں گی لیکن بحیثیت جماعت اگر کسی نے اُس خوفناک دَور میں بلا لحاظ مذہب وملت انسانوں کی خدمت کی ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔

یہ صرف ہمارے منہ کا دعویٰ نہیں بلکہ اس دعویٰ کو ہم اپنے اس مضمون میں پختہ ثبوتوں کے ساتھ پیش کریں گے لیکن پہلے ہم بتاتے ہیں کہ یہ خدمات کن رنگوں کی تھیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ خیز دَور میں احمدیوں کو تین طرح کی نصیحتیں فرمائیں۔

۱۔ جو مسلمان مشرقی پنجاب کے علاقوں سے مغربی پنجاب میں پہنچ رہے ہیں ان کو نئے سرے سے بسانے میں ہر طرح کی مدد دی جائے۔

۲۔ جو ہندو اور سکھ مغربی پنجاب کے علاقوں سے مشرقی پنجاب میں منتقل ہو رہے ہیں انہیں پوری حفاظت اور عزت سے الوداع کیا جائے۔

۳۔ جو لوگ قادیان دارالامان میں مقیم ہیں وہ قادیان کے گردونواح سے ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو حفاظت سے مغربی پنجاب یا پاکستان کے کسی بھی علاقے میں پہنچانے کا انتظام کریں اور قادیان کے درویشوں پر یہ بھی لازم ہے کہ قادیان اور اس کے گردونواح میں مغربی پنجاب سے آکر رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کی باوجود ان کے شکوک وشبہات کے ہر طرح مدد کریں۔

چنانچہ مذکورہ تینوں ارشادات پر اس دَور کی احمدیہ جماعتوں نے پوری اطاعت وجانفشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عمل کیا تھا۔ ان ارشادات پر عمل کرنے سے جہاں دو طرفہ مہاجرین کو فائدہ ہوا وہاں احمدی مہاجرین بھی اوروں کی نسبت کہیں زیادہ حفاظت اور سہولت کے ساتھ اپنے اپنے مقامات پر پہنچے۔

اس دَور میں صدر انجمن احمدیہ کے پاس اپنا طیارہ بھی تھا اس طیارے کے ذریعہ بھی پناہ گزینوں کی ہر طرح کی امداد کی گئی۔ چنانچہ اخبار انقلاب لاہور کی اس زمانہ کی ایک خبر ملاحظہ فرمائیں۔ اخبار۔ "پناہ گزینوں پر روٹیوں کی بارش" کے عنوان سے لکھتا ہے۔

> "یہ معلوم ہونے پر کہ فتح گڑھ چوڑیاں میں جو پناہ گزین جمع ہیں وہ قلت خوراک کے باعث بھوکے مر رہے ہیں صدر انجمن احمدیہ.... نے کل ایک پرائیویٹ ہوائی جہاز کے ذریعے سے بہت بڑی مقدار میں وہاں روٹیاں گرائیں اس کے علاوہ تسلی وتشفی کیلئے عزم واستقلال کی تلقین کے پیغامات بھی گرائے گئے۔ (انقلاب لاہور ضمیمہ ۱۴ ستمبر ۴۷ء صفحہ ا کالم نمبر ۵)

حضرت امام جماعت احمدیہ نے پاکستان میں جاکر فوراً نظارت آبادی اور نظارت تجارت کے نام سے دو شعبے قائم فرمائے تاکہ ان کے ذریعہ آنے والے پناہ گزینوں کی مختلف جگہوں پر آبادکاری کے ساتھ ساتھ اُنہیں ان کے مناسب حال تجارت سے یا کام سے آگاہ کیا جاسکے۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۹۴)

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے ایک خطاب میں احمدیوں سے فرمایا:-

> "ہمارے ملک میں یہ عام دستور ہے کہ زمیندار ایک دو بستر زائد رکھتے ہیں تاکہ آنے والے مہمانوں کو دیئے جاسکیں ایسے تمام بستر ان لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں اور عزیزوں سے بھی جتنے بستر مہیا ہو سکیں جمع کر کے ان لوگوں میں بانٹنے چاہئیں..... تمام اردگرد کے تالابوں سے کسیر (یعنی دھان کی گھاس ناقل) جمع کر کے اپنے چھکڑوں میں اُن جگہوں پر پہنچائیں جہاں پناہ گزین آباد ہوئے ہیں.... تاکہ بستروں کے کام آسکے"۔

تمام جماعتوں کے پریذیڈنٹوں کو اپنی رپورٹوں میں اس بات کا ذکر کرنا چاہئے کہ انہوں نے اس ہفتہ میں یا اس مہینہ میں پناہ گزینوں کی کیا خدمت کی ہے۔ پھر فرمایا:-

> "زیادہ کمبلوں، لحافوں، توشکوں اور تکیوں کی ضرورت ہے چونکہ سردی روز بروز بڑھ رہی ہے اس کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ میں جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان کے اردگرد منڈیوں وغیرہ میں اگر دکانیں لگانے کا موقعہ ہو ایسی دکانیں جو غریب اور بے کس لوگ بغیر روپیہ کے جاری کر سکیں تو ان کے متعلق بھی فوراً مجھے چٹھیاں لکھیں۔ تاکہ ایسے لوگ جو تعلیم یافتہ ہیں اور تجارت کا کام کر سکتے ہیں انہیں وہاں بھجوا دیا جائے"۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱)

۲۔ جہاں تک غیر مسلم مہاجرین کی مدد کا تعلق تھا تو اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ان دنوں پنجاب میں دُور دور تک پھیلی ہوئی جماعتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:-

> "اپنے علاقہ کے ہندو اور سکھوں کی ہر ممکن طریقے سے حفاظت اور امداد کرو اگر تم ان کی حفاظت کرتے ہوئے مارے بھی گئے تو یہ شہادت ہو گی اگر کوئی جتھہ ہندوؤں یا سکھوں کا ہندوستان جاتا ہوا۔ تمہارے پاس سے گزرے تو تم ان کو اگر کھانا وغیرہ کھلا سکو تو ضرور کھلاؤ"۔ (الفضل ۸ نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۳ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۶)

چنانچہ صوبیدار نصر اللہ صاحب نے لکھا کہ:-

> حضور کی یہ تقریر سننے کے بعد ہم لوگ دوسرے یا تیسرے روز واپس آگئے صاف صاف اور کھلے بندوں ہم نے غیر مسلموں کی حفاظت شروع کر دی (ان دنوں کٹر مسلمان غیر مسلموں کی حفاظت کے قائل نہیں تھے ناقل) سکھوں کے متعلق زیادہ خطرہ تھا ان کی زیادہ حفاظت کرتے بلکہ بعض دفعہ میں خود رات کو بندوق کے ساتھ اُن کا پہرہ دیتا۔ پھر پولیس والوں نے غیر مسلموں سے مال کھانے کی کوشش کی ہم نے یہ کوشش بے کار کر دی حتّٰی کہ پولیس کے ساتھ بھی ہماری عداوت ہو گئی لیکن ہم نے صاف طور سے اُن لوگوں کو کہہ دیا کہ کچھ بھی ہو ہم نہ ان کا مال ضائع ہونے دیں گے اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی تکلیف ہونے دیں گے"۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۲۶۷)

اس قسم کے بیسیوں واقعات تاریخ احمدیت میں درج ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ہزاروں ایسے غیر مسلم پناہ گزین بنتے ہیں جن کی مغربی پنجاب کی احمدیہ جماعتوں نے نہ صرف بھرپور اعانت کی بلکہ انہیں بحفاظت ان کے مقامات تک پہنچانے میں مدد کی۔ یہ مختصر سا مضمون ان تمام واقعات کو اپنے اندر سمونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس موقع پر ہم صرف ایک معزز ہندو بزرگ لاہور کے نندہ لعل چوپڑہ پنشنر کرنل جو جودھامل بلڈنگ میں رہتے تھے جو محض احمدیوں کی کوشش سے جموں کی سرحد تک پہنچ سکے تھے۔ کی ایک شہادت ذیل میں درج کرتے ہیں جنہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے چھوٹے بھائی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ کو ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو لکھا:-

> "آپ کے اس انتظام، کرم فرمائی اور حفاظت کیلئے ہم سب تہہ دل سے آپ کے مشکور ہیں اور آپ کے اس احسان اور محبت کے اظہار کیلئے جہاں تک انسانیت کا تقاضا ہے میرا یقین واثق ہے کہ مَیں اور میری اولاد تازیست آپ کے گرویدہ احسان ہیں"۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۲۶۹)

۳۔ اب ہم تذکرہ کرتے ہیں ان درویشان قادیان کا جو ۱۹۴۷ء کے ہوش رُبا حالات میں مرکز احمدیت قادیان میں جان کی بازی لگا کر ٹھہر گئے تھے یہ درویشان جو اگرچہ خود بھی بے سروسامان تھے اور ماحول میں مشکوک نظروں سے دیکھے جاتے تھے لیکن پھر بھی ان مٹھی بھر لوگوں سے جو کچھ ہو سکا انہوں نے سرحد کے دونوں اطراف کے مظلومین کی اپنی طاقت کے مطابق خدمت کی۔

درویشان نے قادیان اور اس کے گردونواح میں کیمپ کی شکل میں ٹھہرے ہوئے۔ بہتر ہزار افراد (کتاب کاروان سخت جان بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۲۵۵) کی ہر ممکن مدد کی نہ صرف کھانے پینے اور بحفاظت ہجرت میں مدد دینے کے لحاظ سے بلکہ جب پناہ گزینوں کا ہجوم اس جگہ کو چھوڑ کر چلا گیا تو جانے کے بعد ان کی غلاظت بھی انہوں نے اپنے ہاتھوں سے صاف کی۔

مسلم خواتین جو اغوا کر لی گئی تھیں یا کسی وجہ سے پیچھے رہ گئی تھیں ان کو دیہاتوں سے اکٹھا کر کے پاکستان بھجوانے میں مدد کی۔

جب شروع شروع میں درویشوں کا سوشل بائیکاٹ کیا گا تو درویشوں نے احمدیہ ہسپتال کے ذریعہ علاقے کے غیر مسلم لوگوں کی بے لوث خدمت کی ان دنوں اس علاقے میں سوائے احمدیہ ہسپتال کے دور دور تک دیہاتوں میں کوئی اچھا ہسپتال نہ تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ درویشان قادیان کا سوشل بائیکاٹ علاقے کے لوگوں کی طرف سے اسی خدمت خلق کی وجہ سے توڑا گیا۔ دُور دُور سے اپنے مریضوں کو لانے والے دیہاتی

(باقی صفحہ 48 پر ملاحظہ فرمائیں)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں

وہ شرک سے پاک۔ اللہ کے مطیع اور اس کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَالَّذِی اَرسَلَ رَسُولَهُ بِالهُدٰی وَدِینِ الحَقِّ لِیُظهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ۔ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیدًا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔ وَالَّذِینَ مَعَهُ اَشِدَّآءُ عَلَی الکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَینَهُم تَرٰهُم رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبتَغُونَ فَضلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضوَانًا سِیمَاهُم فِی وُجُوهِهِم مِّن اَثَرِ السُّجُودِ۔ ذٰلِکَ مَثَلُهُم فِی التَّورَاةِ وَمَثَلُهُم فِی الاِنجِیلِ کَزَرعٍ اَخرَجَ شَطئَهُ فَاٰزَرَهُ فَاستَغلَظَ فَاستَوٰی عَلٰی سُوقِهِ یُعجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیظَ بِهِمُ الکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنهُم مَّغفِرَةً وَّاَجرًا عَظِیمًا۔ (الفتح ۲۹۔۳۰)

ترجمہ : وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں جب تو انہیں دیکھے گا۔ انہیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ جو ہے۔ یہ ان کی حالت تورات میں بیان ہوئی ہے اور انجیل میں ان کی حالت یوں بیان ہے کہ وہ ایک کھیتی کی طرح (ہوں گے) جس نے پہلے تو اپنی روئیدگی نکالی۔ پھر اس کو (آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ سے) مضبوط کیا اور وہ روئیدگی اور مضبوط ہو گئی۔ پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہو گئی۔ یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفار ان کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔ اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔

احادیث نبویؐ

☆- عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

(السنن الکبریٰ کتاب الشھادۃ باب بیان مکارم الاخلاق)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اعلیٰ ترین اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔

☆- عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابا هریرة کن ورعا تکن اعبدالناس وکن قنعًا تکن اشکرالناس واحب للناسِ ماتحب لنفسک تکن مومنا واحسن جوارمن جاورك تکن مسلما واقل الضحک فان کثرة الضحکِ تمیت القلب۔

(ابن ماجہ کتاب الزھد باب الورع والتقویٰ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ان کو مخاطب کر کے فرمایا اے ابوہریرہ! تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کر تو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔ قناعت اختیار کر تو سب سے بڑا شکر گزار شمار ہو گا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کیلئے پسند کرو گے تو صحیح مومن سمجھے جاؤ گے جو تیرے پڑوس میں بستا ہے اس سے اچھے پڑوسیوں والا سلوک کرو تو سچے اور حقیقی مسلم کہلا سکو گے کم ہنسا کرو کیونکہ بہت زیادہ قہقہے لگا کر ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

☆- عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون وتنصرون بضعفائکم۔

(ترمذی کتاب الجہاد باب ماجاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین)

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کمزوروں میں مجھے تلاش کرو یعنی میں ان کے ساتھ ہوں اور ان کی مدد کر کے تم میری رضا حاصل کر سکتے ہو یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے ہی تم کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچّائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا
اور
داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام﴾

نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں۔ کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے۔ اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی۔ مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے۔ مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کردے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا۔ اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے، اور نہ کسی بندوق سے، بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے، اور پاک دلوں پر ایک نور اُتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"۔ (تذکرہ صفحہ ۲۸۵-۲۸۶)

عرصہ قریباً اٹھائیس برس کا گذرا ہے کہ میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا۔ جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا۔ جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا۔ اور کہا کہ

یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے

یہ اس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی۔ مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے۔ اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کیلئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں۔

اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی۔ کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا۔ اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔

چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آرہا ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۱۹)

خدا کے بندوں کی فتح اور نصرت ہوتی ہے!

﴿ارشاد حضرت حاجی الحرمین حکیم الامّت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

"دیکھو قادیان کی زبان۔ یہاں کا لباس۔ یہاں کا کوئی منظر یا کوئی فضا۔ اس نواح کے لوگوں کے اخلاق و عادات یا رسم و رواج کچھ بھی ایسا دلچسپ ہے جس سے لوگ اِس طرح اس کے گرویدہ ہو کر اور دور سے اس طرح سمٹ آتے جیسے پروانے شمع پر۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ میرے خیال میں تو یہ بھی ایک وادیٔ غیر ذی زرع ہے اس وادی غیر ذی زرع میں زبان کا کمال تو تھا۔ مگر یہاں تو وہ بھی نہیں۔ وہاں جتھا تھا جو ایک خوبی ہے۔ یہاں یہ بھی تو نہیں۔ صرف ایک آواز ہے جو خدا کے ایک برگزیدہ انسان نے خدا سے نصرت اور تائید کے الہام پا کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی دلکش، دِل آویز اور سریلی راگنی گائی۔ اور تم نے اُس کو سن کر قبول کر لیا..... خدا جو کہ قادِر مقتدر ہستی اور ربّ العالمین ہے۔ اُس نے یہ قاعدہ بنادیا ہے کہ مامورین اور مرسلوں کے ساتھ ابتداء میں معمولی اور غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ اور جتنے اکابر اور بڑے بڑے مدبّر کہلانے والے ہوتے ہیں وہ اُن کے مقابل میں کھڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی سفلی کوششیں اُن کے نابود کر دینے میں صرف کرلیں۔ پھر اُن کو ذلیل اور پست کر دیا جاتا ہے۔ اور خدا کے بندوں کی فتح اور نصرت ہوتی ہے۔ اور وہی آخر کار کامیاب اور مظفّر و منصور ہوتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اِس لئے ہوتا ہے کہ تا کوئی خُدائی سلسلہ پر احسان نہ رکھے بلکہ خدا کی قدرت نمائی اور ذرّہ نوازی کا ایک بیّن ثبوت ہو کر ان مومن ضعفاء کے دلوں میں ایمانی ترقی ہو اور اُن کے دلوں میں خدا کے عطایا۔ اُس کی قدرتوں اور کرموں کے گُن گانے کے جوش پیدا ہوں"۔ (خطباتِ نور۔ جلد دوم صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵)

پیغام سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ

بر موقع جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۶/۲۷/۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء بمقام قادیان

تم لوگ جن کو اس موقع پر قادیان میں رہنے کا موقعہ ملا ہے اگر نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تاریخ احمدیت میں عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے اور آنے والی نسلیں تمہارا نام ادب و احترام سے لیں گی اور تمہارے لئے دعائیں کریں گی اور تم وہ کچھ پاؤ گے جو دوسروں نے نہیں پایا۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ہو الناصر

برادرانِ جماعت احمدیہ مقیم قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۹۱۲ء میں جب میں حج کیلئے گیا تھا تو حج سے واپسی ایام دسمبر میں ہوئی تھی۔ جہاز دو دن لیٹ ہو گیا اور میں جلسہ میں شمولیت سے محروم رہا۔ اس کو پورے پینتیس سال ہو گئے۔ آج پورے ۳۵ سال کے بعد پھر اس سال کے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم ہوں۔ ہم قادیان کے جلسہ کی یادگار میں باہر بھی جلسہ کر رہے ہیں لیکن اصل جلسہ وہی ہے جو کہ قادیان میں ہو رہا ہے اور پورے چالیس سال کے بعد پھر یہ جلسہ مسجد اقصیٰ میں ہو رہا ہے مسجد اقصیٰ میں ہونے والا آخری جلسہ وہی تھا جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے آخری سال میں ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد پہلا جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ہوا اور ۱۹۱۱ء سے جلسے مسجد نور میں ہونے شروع ہوئے اور گذشتہ سال تک دار العلوم کے علاقہ میں ہی جلسے ہوتے چلے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کسی حکمت کے ماتحت آج پھر مسجد اقصیٰ میں ہمارا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے اس لئے نہیں کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مشتاقوں کی تعداد کم ہو گئی ہے بلکہ شمع احمدیت کے پروانے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے قادیان نہیں آسکتے۔ یہ حالات عارضی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں پورا یقین ہے کہ قادیان احمدیہ جماعت کا مقدس مقام اور خدائے وحدہ لاشریک کا قائم کردہ مرکز ہے۔ وہ ضرور پھر احمدیوں کے قبضہ میں آئے گا اور پھر اس کی گلیوں میں دُنیا بھر کے احمدی خدا کی حمد کے ترانے گاتے پھریں گے۔ جو لوگ اس

وقت ہمارے مکانوں اور ہماری جائیداد پر قابض ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کا قبضہ قبضہ مخالفانہ ہے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ لوگ مجبور اور معذور ہیں وہ لوگ بھی اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں اور ان کی جائیدادوں سے انہیں بے دخل کیا گیا ہے۔ گو وہ ہمارے مکانوں اور ہماری جائیدادوں پر جبراً قابض ہوئے ہیں مگر ان کے اس دخل کی ذمہ داری اُن پر نہیں بلکہ اُن حالات پر ہے جن میں سے ہمارا ملک گزر رہا ہے۔ اسلئے ہم ان کو اپنا مہمان سمجھتے ہیں اور آپ لوگ بھی انہیں اپنا مہمان سمجھیں ان سے بھی اور تمام ان شریف لوگوں سے بھی جنہوں نے ان فتنہ کے ایام میں شرافت کا معاملہ کیا ہے۔ محبت اور درگزر کا سلوک کریں اور جو شریر ہیں اور انہوں نے ہمارے احسانوں کو بھلا کر ان فتنے کے ایام میں چوروں اور ڈاکوؤں کا ساتھ دیا ہے آپ لوگ ان کے افعال سے بھی چشم پوشی کریں۔ کیونکہ سزا دینا یا خدا تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھا ہے یا حکومت کے سپرد کیا ہے اور حکومت آپ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اور لوگوں کے ہاتھ میں ہے اگر حکومت اپنا فرض ادا کرے گی تو وہ خود اُن کو سزا دیگی۔ بہر حال یہ آپ لوگوں کا یا ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم حکومت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ خدائے واحد لاشریک کے سامنے رعایا بھی اور حاکم بھی پیش ہوں گے اور ہر ایک اس کے سامنے اپنے کاموں کا جواب دہ ہوگا۔ پس خدا کے حکم کے ماتحت اس حکومت کے فرمانبردار رہو۔ جس حکومت میں تم بستے ہو۔ یہی احمدیت کی تعلیم ہے جس پر گزشتہ ستاون سال سے ہم زور دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ تعلیم آج کل کے حالات سے بدل نہیں سکتی۔ اور نہ آئندہ کے حالات کبھی بھی اسے بدل سکتے ہیں۔ دنیا میں کبھی بھی امن قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس تعلیم پر عمل نہ کیا جائے کہ ہر ملک میں بسنے والے اپنی حکومت کے فرمانبردار رہیں اور اس کے قانون کی پابندی کریں۔ کوئی اس تعلیم کو مانے یا نہ مانے احمدی جماعت کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس تعلیم پر قائم رہے۔ ملک کے قانون کے ماتحت اپنے حق مانگنے منع نہیں۔ لیکن قانون توڑنا اسلام میں جائز نہیں۔ میں نے سنا ہے کہ بعض غیر مسلموں نے میری ایک تقریر کے بعض فقرات کو بگاڑ کر قادیان میں اشتہار دیا کہ میں نے کہا ہے کہ تمام ہندوستان کے احمدیوں کو آزاد کشمیر کی گورنمنٹ کی امداد کرنا چاہئے۔ اور جنگ میں اُن کا ساتھ دینا چاہئے۔ میری اس تقریر میں جنگ کا کوئی ذکر نہیں تھا بلکہ سردی میں ٹھٹھرنے والے لوگوں کیلئے کپڑے کی امداد کا ذکر تھا۔ اسی طرح ہندوستان کے احمدیوں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ بلکہ پاکستان میں رہنے والے لوگوں سے خطاب تھا اور جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں احمدیت کی یہ تعلیم ہے کہ جس حکومت میں کوئی رہے اس کی اطاعت کرے پاکستان کے احمدی پاکستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ اور ہندوستان کے احمدی ہندوستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ اسی طرح جس طرح پاکستان کے رہنے والے ہندو پاکستان کا خیال رکھیں گے اور ہندوستان میں رہنے والے عام مسلمان ہندوستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ یہی وہ بات ہے جس کی پاکستان کے لیڈر ہندوستان کے مسلمانوں کو تلقین کر رہے ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کو ہندوستان کے لیڈر پاکستان کے ہندوؤں کو سمجھا رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کے بعض باشندے اپنے چوٹی کے لیڈروں کی بات بھی نہیں سمجھ سکتے تو وہ میری بات کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ پس تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور احمدیت کی اس نصیحت پر ہمیشہ کاربند ہو کہ جس حکومت میں رہو اس کے فرمانبردار رہو۔

میں آسمان پر خدا تعالیٰ کی انگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اسے رد نہیں کر سکتی اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلی پاؤ اور خوش ہو جاؤ۔ اور دعاؤں اور روزوں اور انکساری پر زور دو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ کوئی مالک اپنا گھوڑا بھی کسی ظالم سائیس کے سپرد نہیں کرتا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے بندوں کی باگ ان ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے جو بخشتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں اور خود تکلیف اٹھاتے ہیں تا کہ خدا کے بندوں کو آرام پہنچے۔ ہر ایک مغرور خود پسند اور ظالم عارضی خوشی دیکھ سکتا ہے مگر مستقل خوشی نہیں دیکھ سکتا۔ پس تم نرمی اور عفو سے کام لو اور خدا کے بندوں کی بھلائی کی فکر میں لگے رہو۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے دل بھی ہیں وہ ان کے دل کو بدل دے گا اور حقیقت حال ان پر کھول دے گا یا ایسے حاکم بھیج دے گا جو انصاف اور رحم کرنا جانتے ہوں تم لوگ جن کو اس موقع پر قادیان میں رہنے کا موقعہ ملا ہے اگر نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تاریخ احمدیت میں عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے اور آنے والی نسلیں تمہارا نام ادب و احترام سے لیں گی۔ اور تمہارے لئے دعائیں کریں گی اور تم وہ کچھ پاؤ گے جو دوسروں نے نہیں پایا۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو۔ فلنولینک قبلۃ ترضھا

خاکسار

مرزا محمود احمد

(خلیفۃ المسیح الثانی) ۲۳ر دسمبر ۱۹۴۷ء

٭ مکتوب اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۴۴ اور ۴۶ مرتبہ جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔

درویشان کرام جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں
ہمارے دل ان کیلئے محبت و احترام کے جذبات سے مملو ہیں

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے درویشان قادیان کے متعلق فرمایا

کچھ ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے درویشان قادیان جو اپنے ذریعہ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدان عمل قادیان کی مختصر سی بستی تک محدود ہے وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں ہمارے دل ان کیلئے محبت اور احترام کے جذبات سے مملو ہیں ہم ان کے احسانمند ہیں کہ انہوں نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اور دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے ان کیلئے محدود ہو کر رہ گئی ہے ان کے ذرائع معاش محدود ہیں مگر ضروریات انسانی ہم جیسی ہی ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ہم ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھیں۔

(اخبار بدر ۲۸ر اگست ۱۹۶۹ء)

جہاں کہیں بھی احمدی بستا ہے وہ آپ کی قدر کرتا ہے اور آپ کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے
یہ درویش ہیں جن کی قربانیوں نے جن کے حسن خلق نے ہماری راہ ہموار کی ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وہ ہمارے قربانی دینے والے بھائی جو ایک لمبا عرصہ سے ان مقدس مقامات کی حفاظت کر رہے ہیں ہم ان کے دل کی گہرائیوں سے ممنون ہیں اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی بستا ہے وہ آپ کی قدر کرتا ہے آپ کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اگر ہم سے آپ کے حقوق ادا کرنے میں پیچھے کوئی غفلت ہوئی تو میں اقرار کرتا ہوں کہ ہم ان غفلتوں کے نتیجہ میں اپنے خدا سے معافی مانگتے ہوئے ہر قسم کی تلافی کی کوشش کریں گے قادیان کی واپسی جب بھی ہو اس سے پہلے پہلے لازم ہے کہ یہاں آپ کی عزت اور آپ کے وقار کو بحال کیا جائے تا کہ آپ سربلندی کے ساتھ ان گلیوں میں پھر سکیں آپ کو کوئی احساس محرومی نہ رہے اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے اور اللہ کی تقدیر سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے توفیق بخشے گا کہ اس فیصلہ پر عمل درآمد کر کے دکھاؤں کہ قادیان کے درویشوں کی دنیا اور آخرت کیلئے بہتری کے جو کچھ بھی سامان ہو سکتے ہیں ہم ضرور وہ سامان پورا کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ واپسی سے پہلے پہلے وہ حالات پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جن کے نتیجہ میں آپ نفس کی پوری عزت اور احترام کے ساتھ سربلند کرتے ہوئے ان گلیوں میں پھریں اور پھر ہمیں خوش آمدید کہیں اور پھر ہمیں اس طرح بلائیں جس طرح ایک معزز میزبان اپنے مہمان کو بلاتا ہے خدا کرے کہ وہ دن جلد آئیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ دو تین دن جو قادیان میں ہے مختلف منصوبے سوچنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کے متعلق لائحہ عمل تیار کرنے میں صرف کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے قادیان ہی نہیں بلکہ قادیان کی برکت سے قادیان کے درویشوں کی برکت سے ان منصوبوں کا فیض سارے ہندوستان کی جماعت کو پہنچے گا اور انشاء اللہ دن بدن یہاں کے حالات تبدیل ہونا شروع ہوں گے۔ یہاں کے حالات تبدیل ہوں گے۔ تو پھر آپ ہمیں بلانے کے اہل ثابت ہوں گے خدا کرے کہ جلد ایسا ہو اور خدا کرے کہ پاکستان کے حالات بھی تبدیل ہوں اور جلد تر تبدیل ہوں اللہ بہتر جانتا ہے کہ پہلے واپسی کہاں ہے مگر جہاں بھی اس کی انگلی اشارہ کرے گی ہم غلامانہ اس کی پیروی کرتے ہوئے حاضر ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہر حال میں رضا اور صبر کے ساتھ اپنے مولیٰ کا پیار حاصل کرتے ہوئے جان دیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(۱۰ر جنوری ۱۹۹۲ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان)

درویشوں نے اور بعد میں آکر بسنے والوں نے اتنی بڑی قربانی دی ہے کہ وہاں پہنچ کر اندازہ ہوتا ہے دور بیٹھے اس کی باتیں سنکر آپ کو تصور نہیں ہو سکتا کہ کتنے محدود علاقے میں رہ کر انہوں نے ساری زندگیاں ایک قسم کی قید میں کاٹی ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات کو ایک طرف پھینک دیا قربان کر دیا اور مقامات مقدسہ کی حفاظت اور ان کی نگہبانی کیلئے اپنی اپنے بچوں اپنے بیگمات کی زندگیاں قربان کیں بہت ہی بڑی عظیم الشان

قربانی ہے اس کا بھی حق ہے اس لئے ساری دنیا کی جماعتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے حالات کو بہتر بنانے کیلئے بھرپور کوششیں کریں۔ (خطبہ جمعہ ۱۷/ جنوری ۱۹۹۲ء مسجد فضل لندن)

تمام دنیا کے احمدی تاجروں اور صنعت کاروں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر اس نیت سے کہ قادیان جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش اور روحانی پیدائش کا مقام ہے اس کی خاطر وہ اپنی توفیق کے مطابق کچھ خدمت کا حصہ لیں تو قادیان کی بہت سی رونقیں بحال ہو سکتی ہیں جن کا مرکز سلسلہ کے آخری قیام سے گہرا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ایک لمبا عرصہ محنت کا کام ہے مسائل بہت سے ہیں جو ڈوبے پڑے ہیں۔ آپ کو دکھائی نہیں دے رہے مگر بہت سے مسائل ہیں جن پر نظر پڑتی ہے تو خطرہ محسوس ہوتا ہے ICEBERG کی جو مثال میں نے دی ہے یہ عمداً دی ہے کیونکہ اس میں جو حصہ باہر دکھائی دیتا ہے بڑا خوشنما لگتا ہے اور خوشخبری کا پیغام ہوتا ہے کہ اس کی طرح کا ایک جزیرہ سمندر کے ساتھ اندر مل گیا لیکن جو ڈوبا ہوا حصہ ہے اس سے لاعلمی کے نتیجہ میں ہمیشہ حادثات ہو جاتے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان جہاز نچلے حصوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے تو مراد یہ ہے کہ جو مسائل گہرے ہیں اور ڈوبے ہوئے ہیں ان پر اگر نظر نہ رکھی جائے تو وہ خطرناک ہو سکتے ہیں اس لئے قادیان سے تعلق رکھنے والے ان مسائل پر نظر رکھنا ہمیں ضروری ہے۔ جو اس وقت سطح سے نیچے ہیں ان میں ایک حصہ قادیان کے درویشوں کی اقتصادی بحالی کا حصہ ہے یہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے اور دوسرا حصہ قادیان کے باشندوں میں یہ احساس کرواتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے وقار کے ساتھ تمہارے دنیاوی فوائد بھی وابستہ رہیں۔

(۱۷/ جنوری ۹۲ مسجد فضل لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الہامات میں تفصیل سے خبریں دی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں ہمیں قادیان جانا ہوگا اور ایسا ایک دفعہ نہیں ہوگا دو دو بار تین تین بار چار چار بار ہوگا اور بالآخر اللہ تعالیٰ زمانے کے حالات ایسے بدل دے گا کہ یہ ملک اور اس ملک کے باشندے ہمیں ہمیشہ کے لئے اپنا باسی بنانا قبول کریں گے اور بڑی محبت سے ہمیں یہاں آکر بس رہنے کی دعوت دیں گے اس کے کچھ آثار میں نے اپنی سیر کے دوران دیکھ لئے ہیں واقعۃً ایک موقعہ پر جب ہم دارالانوار کی سیر سے واپس آرہے تھے تو ایک کوٹھی کے دروازے پر ایک سکھ معزز اور ان کی بیگم کھڑے تھے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے بھی سلام کیا اور قریب آکر کہا میں یہ گزارش کرنے کیلئے کھڑا ہوں کہ اب آئیں تو واپس نہ جائیں ہمیں آپ کی ضرورت ہے ہمیشہ کیلئے ہمارے ہو کر یہاں رہیں۔

یاد رکھئے یہ محبت کے جذبات جہاں ان کے حسن خلق کی گواہی دیتے ہیں ان کی انسانی قدروں کی گواہی دیتے ہیں وہاں قادیان کے درویشوں کے حق میں بھی ایک بڑی شہادت ہے کہ ان لوگوں نے نہایت صبر کے ساتھ یہاں دن گذارے بڑی محبت کے ساتھ دن گذارے بہت اعلیٰ اخلاق پر قائم رہتے ہوئے دن گذارے۔ وہ لوگ جو دور تھے ان کو قریب کیا اور ان کے دلوں سے سب وہم اور شکوک دور کر دئے نیک اعمال کے ذریعے اور حسن سلوک کی زندگی کے ذریعے پس یہ درویش ہیں جن کی قربانیوں نے جن کے حسن خلق نے ہماری راہ ہموار کی ہے آج بھی ان کو دعا میں یاد رکھیں واپسی پر بھی ان کو دعاؤں میں یاد رکھتے چلے جائیں اور خدا کی اس وحی پر یقین کامل رکھیں اور اس ایمان کے ساتھ واپس لوٹیں کہ خدا پھر بھی آپ کو واپس لے کے آئے گا۔ خدا کرے کہ میں بھی آپ کے ساتھ پھر آؤں خدا کرے کہ ہم بار بار یہاں آئیں اور بار بار یہ جلسے کا نظارہ وسیع تر ہوتا چلا جائے اور پھیلتا چلا جائے یہاں تک کہ وہ جلسہ جو پاکستان میں ہم نے آخری جلسہ دیکھا تھا ڈھائی لاکھ کا خدا کرے کہ ایسا دن آئے کہ قادیان میں ہم دس دس لاکھ بیس بیس لاکھ کے جلسے منانے لگیں اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(۲۸/ دسمبر ۱۹۹۱ء بر موقع صد سالہ جلسہ سالانہ اختتامی خطاب)

درویشان قادیان کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت

خدا کا فضل ہو تم پر ہمارے مہرباں تم ہو
تمہارے دم سے وابستہ ہے رونق اس گلستاں کی
ہوا کیا گر نہیں تم کو میسر دولت دنیا
تمہارے کام نے انسانیت کی لاج رکھ لی ہے
مبارک ہو تمہیں یہ حالت درویشیٔ احمد
محبّت ہے ہمیں اس قادیاں کی ہر عمارت سے
مسیح پاک کے فرزند تم پر فخر کرتے ہیں
دُعائے شمس ہے ہر دم رہو تم فی امان اللہ

ہمیں محبوب ہو پیارو ہماری جان جاں تم ہو
مسیحائے محمد کے مکاں کے پاسباں تم ہو
مکاں والوں سے بہتر ہو بظاہر بے مکاں تم ہو
خلوص و طاعت و مہر و وفا کا اک نشاں تم ہو
غلامان مسیح پاک ہو فخر شہاں تم ہو
محبّت ہے ہمیں تم سے کہ اہل قادیاں تم ہو
نہیں تھکتی ہے جن کے ذکر سے ان کی زباں تم ہو
رہو دارالاماں میں اور اس کے پاسباں تم ہو

(ڈاکٹر محمد جلال شمس ہمبرگ جرمنی)

پیغام حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۴۸ء کے موقعہ پر حسب ذیل پیغام بھجوایا:-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی طرف سے درخواست پہنچی ہے کہ میں قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ کو کوئی پیغام بھیجوں۔ سو میرا پیغام یہی ہے کہ میں آپ سب کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھتی ہوں اور یقین رکھتی ہوں کہ آپ بھی مجھے اپنی دُعاؤں میں یاد رکھتے ہوں گے کہ ایک دوسرے کے متعلق مومنوں کا سب سے مقدم فرض مقرر کیا گیا ہے۔ آپ لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ گذشتہ فسادات اور غیر معمولی حالات کے باوجود آپ کو خدا تعالیٰ نے قادیان میں ٹھہرنے اور وہاں کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے اور خدمت بجالانے کی توفیق دے رکھی ہے۔ مَیں یقین رکھتی ہوں کہ آپ لوگوں کی یہ خدمت خدا کے حضور مقبول ہوگی اور احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ کیلئے خاص یادگار رہے گی۔

میں ۱۸۸۴ء میں بیاہی جاکر قادیان میں آئی اور پھر خدا کی مشیّت کے ماتحت مجھے ۱۹۴۷ء میں قادیان سے باہر آنا پڑا۔ اب میری عمر اسّی سال سے اُوپر ہے اور مَیں نہیں کہہ سکتی کہ خدائی تقدیر میں آئندہ کیا مقدر ہے۔ مگر بہر حال مَیں اپنے خدا کی ہر تقدیر پر راضی ہوں اور یقین رکھتی ہوں کہ خواہ درمیانی امتحان کوئی صورت اختیار کرے قادیان انشاء اللہ جماعت کو ضرور واپس ملے گا مگر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو موجودہ امتحان کو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ برداشت کر کے اعلیٰ نمونہ قائم کریں گے۔

چند دن سے قادیان مجھے خاص طور پر زیادہ یاد آرہا ہے۔ شاید اس میں جلسہ سالانہ کی آمد آمد کی یاد کا پرتو ہو یا آپ لوگوں کی اس دلی خواہش کا مخفی اثر ہو کہ میں آپ کیلئے اس موقعہ پر کوئی پیغام لکھ کر بھجواؤں۔

میری سب سے بڑی تمنا یہی ہے کہ جماعت ایمان اور اخلاص اور قربانی اور عملِ صالح میں ترقی کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور دُعا کے مطابق میری جسمانی اور روحانی اَولاد کا بھی اس ترقی میں وافر حصہ ہو۔

آپ لوگ اس وقت ایسے ماحول میں زندگی گذار رہے ہیں جو خالصتاً روحانی ماحول کا رنگ رکھتا ہے۔ آپ کو یہ ایام خصوصیّت کے ساتھ دُعاؤں اور نوافل میں گذارنے چاہئیں اور عمل صالح اور باہم اخوّت واتحاد اور سلسلہ کیلئے قربانی کا وہ نمونہ قائم کرنا چاہئے جو صحابہؓ کی یاد کو زندہ کرنے والا ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(دستخط) اُمّ محمود

رتن باغ لاہور۔ ۱۸/ دسمبر ۱۹۴۸ء

پیغام

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان

اس خصوصی شمارہ کیلئے ہم نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان سے اپنا پیغام دینے کی گزارش کی تھی محترم موصوف نے ہماری درخواست قبول کرتے ہوئے درج ذیل پیغام ارسال فرمایا ہے۔ (ادارہ)

تقسیم ملک سے قبل قادیان کے صوبہ پنجاب اور ساتھ کے صوبوں میں خدا کے فضل سے احمدیہ جماعتیں قائم تھیں۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد پنجاب۔ ہریانہ 'ہماچل پردیش' کے علاقوں سے لوگ ہجرت کر گئے اور یہ سارا علاقہ احمدیہ جماعتوں سے خالی ہو گیا۔

تقسیم ملک کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ تک ہندوستان کی بیرونی جماعتوں کا مرکز قادیان سے رابطہ بالکل ٹوٹ گیا۔ یا کمزوری آگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پیغام جلسہ سالانہ ۱۹۴۸ء کی روشنی میں نئے سرے سے قادیان کے مرکزی دفاتر نے کام شروع کیا اور دعوۃ و تبلیغ کیطرف سے بھی حضور انور کی ہدائتوں کی روشنی میں ایک لحاظ سے بالکل نئے سرے سے کام شروع کیا گیا۔ ابتداء میں مبلغ اور مربیان بھی بہت کم تھے۔ مالی وسائل کی کمی کے سبب باقاعدہ جماعتوں سے رابطہ بھی بہت کم رہا۔ اور تقسیم ملک کے سانحہ کی وجہ سے جماعتوں کو سنبھلنے میں کافی وقت لگ گیا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ الٰہی سلسلوں پر بڑے بڑے ابتلاء آتے ہیں اسی طرح بہت بڑے بڑے ابتلاء میں سے جماعت گذری۔ بڑے نامساعد حالات میں ابتدائی کاروائیاں کی جاتی رہیں۔ جماعت کی تبلیغی مساعی کے متعلق اسی پرچہ میں تفصیل سے بڑی اہم اور مفید معلومات قارئین کو ملیں گی۔

میری قارئین سے گزارش ہے کہ اب تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور خلافت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں شیریں پھل سینکڑوں بلکہ ہزاروں گنا عطا ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے ان تمام بھائیوں کو جنہوں نے اس کیلئے اپنی قربانیاں پیش کیں چاہے وہ وفات شدہ ہیں یا ریٹائرڈ ہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں مزید ترقیات عطا ہوں گی۔

(مرزا وسیم احمد)

خطبہ جمعہ

جماعت کی تربیت مضبوط کریں اور وہ مضبوط تربیت اپنی ذات میں ایک غیر معمولی کشش کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ر اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۳ر اخاء ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام وینکوور (برٹش کولمبیا، کینیڈا)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج کا یہ جمعہ بھی ہم برٹش کولمبیا ہی میں پڑھ رہے ہیں اور یہ برٹش کولمبیا میں پڑھا جانے والا دوسرا جمعہ ہے۔ برٹش کولمبیا کی سیر کا بہانہ لطف الرحمٰن صاحب کی ایک دعوت بنی جنہوں نے ہمیں برٹش کولمبیا کے ساتھ واقع امریکن علاقہ جو سب سے زیادہ شمالی علاقہ کہلاتا ہے، اس کے دیکھنے کی دعوت دی۔ اس علاقے کے متعلق میں گزشتہ خطبے میں کچھ بیان کر چکا ہوں۔ خوبصورت بھی ہے اور کئی جگہ خوبصورت نہیں بھی مگر خوبصورتی محدود ہے اور اگرچہ بہت غیر معمولی خوبصورتی بھی دیکھنے میں آئی مگر اس کے محدود ہونے کا احساس بھی ساتھ رہتا ہے۔ اس پہلو سے میں ان کو، ان کے خاندان کو چھیڑتا رہا کہ الاسکا کی وہ بات نہیں جو ناروے کی تھی حالانکہ بعض علاقے واقعی بہت خوبصورت تھے مگر وہ جو کہتے ہیں کہ ۔

ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
ہم سے جہاں میں لاکھ سہی تم مگر کہاں

وہ آواز دل سے جہاں تک ناروے کے شمال کا تعلق ہے بار بار اٹھتی رہی مگر بہر حال الاسکا بھی ایک اچھا علاقہ ہے اور آپ میں سے جن کو توفیق ہو ان کو جانا چاہئے۔ بہت سے مقامات واقعۃً دیکھنے کے قابل ہیں اور ان کی اپنی ایک تہذیب ہے، اپنا ایک تمدن ہے، اپنا ایک جغرافیہ اور اس کی آب و ہوا۔ یہ عام حالات میں شمالی علاقوں سے بالکل مختلف ہے۔ بہر حال وہاں سے واپسی پر پھر ہمیں یہ برٹش کولمبیا دکھانے کے لئے لے گئے اور سب بچوں کی نظریں مجھ پر لگی ہوئی تھیں کہ اب بتائیں یہ ناروے سے زیادہ خوبصورت ہے کہ نہیں۔ میں ان سے کہتا رہا کہ میرا امتحان نہ لو اتنا ہی کافی ہے کہ بہت خوبصورت ہے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ برٹش کولمبیا کے وہ علاقے جو میں اب تک دیکھ چکا ہوں ان کی البرٹا کے خوبصورت علاقوں سے کوئی بھی نسبت نہیں۔ البرٹا میں جو کیلگری کے گرد علاقہ ہے اور اسی میں سے ایک جسپر پارک بھی ہے، Banff کا علاقہ ہے ان علاقوں کی جب ہم نے سیر کی تھی تو ہماری فیملی، ہمارے بچوں نے اس کا نام "ناروے ٹو (Two) رکھا ہوا تھا اور غیر معمولی حسن ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان، اس کی صنعت اس حیرت انگیز طریق پر ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کو کچھ کہنے کی بھی سکت باقی نہیں رہتی کہ یہ کیا چیز دیکھ رہے ہیں۔ مگر وہاں پھر کر گہرائی سے دیکھنا چاہئے۔ بڑی سڑکوں سے گزرنے سے خوبصورتی تو دکھائی دے گی مگر علاقے کی اصل شان نظر نہیں آتی۔ تو اس پہلو سے میں اس خاندان سے معذرت کے ساتھ ایک دفعہ پھر یہ عرض کروں گا کہ آپ وہ بھی دیکھ لیں جو ہم نے دیکھا ہوا ہے جس کی یادیں بار بار ستاتی ہیں پھر بعد میں کسی وقت مقابلے ہونگے۔

برٹش کولمبیا کی ایک شان تو بہر حال ماننی پڑتی ہے کہ یہ اتنی بڑی ریاست ہے کہ سارے پاکستان سے اس کا رقبہ زیادہ ہے اور امریکہ کی تین مشہور ریاستوں سے بھی، ان کے اجتماعی رقبے سے اس کا رقبہ زیادہ ہے۔ اس پہلو سے میں نے جو جائزہ لیا تھا اس کی تفصیل یہ بنتی ہے کہ برٹش کولمبیا نو لاکھ سینتالیس ہزار آٹھ سو مربع کلو میٹر پر پھیلی پڑی ہے۔ پاکستان کا کل رقبہ سات لاکھ چھیانوے ہزار پچانوے کلو میٹر ہے۔ اس میں کشمیر کا علاقہ یا نصف کشمیر جو کل کشمیر کا حصہ ہے اسے شامل کریں تو وہ نو لاکھ سات ہزار مربع کلو میٹر بنے گا۔ جب کہ برٹش کولمبیا نو لاکھ سینتالیس ہزار مربع کلو میٹر ہے۔ یونائٹڈ سٹیٹس کی جو تین ریاستیں میں نے بیان کی تھیں ان میں ایک کیلیفورنیا ہے جو بہت بڑی اور وسیع ریاست ہے اور معدنی خزائن اور اور بہت سے زرعی خزائن کے لحاظ سے یہ امریکہ کی چوٹی کی ریاست ہے جو امریکہ کو سبزیاں اور پھل اور گوشت مہیا کرتی ہے اور مچھلی بھی اور بہت پھیلی پڑی ہے، اس کو اور اس کے ساتھ واشنگٹن سٹیٹ کو اور اوریگن سٹیٹ کو ملا لیں تو ان سب کا رقبہ مل کر برٹش کولمبیا سے پیچھے رہے گا۔ پس اس پہلو سے برٹش کولمبیا کے رہنے والوں کو مبارک ہو کہ ایک بہت بڑی ریاست کے باشندے ہیں۔

اس مختصر جغرافیائی ذکر کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف واپس لوٹتا ہوں۔ بہت کچھ دیکھا، بہت ہی خوبصورتی کے ایسے مواقع تھے جن میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی صنعت کا گہرا دل پر اثر پڑا اور یہ سفر خوشگوار گزرا کیونکہ خوبصورتی بھی تھی اور چھیڑ چھاڑ بھی تھی اور ان بچوں کی نظر جب بھی کوئی خوبصورت جگہ آتی میری طرف اٹھتی تھی کہ دیکھیں اب کیا کہتے ہیں۔ میں کہتا ہاں بہت اچھی جگہ ہے، مگر ۔ مگر، سنتے ہی ان کی نظریں نیچی ہو جاتی تھیں۔ بہت 'مگر' ہم سے سن چکے ہیں مگر واقعۃً جگہیں اچھی بھی تھیں اور اس کا اقرار مجھ پر فرض ہے۔

اس سفر میں جو بہت بڑے فوائد پہنچے ان میں سے ایک وینکوور مسجد کا فائدہ ہے جو میں احباب کو بتاتا ہوں۔ وینکوور مسجد کے متعلق میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ لطف الرحمان صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں، خود اکیلے ہی اس مسجد کو بنائیں لیکن ابھی کچھ تھوڑا سا مشروط وعدہ تھا۔ اس لئے میں نے گزشتہ سے پیوستہ خطبے میں اس کا ذکر نہیں کیا لیکن خود جمعہ سے واپسی پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے تو پکا ارادہ ظاہر کیا تھا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مجھے توفیق ملے اور انہوں نے کہا کہ میرے والد کی یہی خواہش تھی اس لئے میں اس وعدے کو پختہ کرتا ہوں۔ یہ ساری مسجد جتنی بھی بڑی ہو وہ اکیلے مجھے بنانے کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس ضمن میں میں نے غور کے بعد یہی فیصلہ دہرایا ہے جو ہمیشہ میں ایسے موقعہ پر کیا کرتا ہوں۔ مساجد کی تعمیر میں کسی ایک شخص کے سپرد کلیۃً اس کی مالی ذمہ داری میں کبھی نہیں کرتا اس شرط کے ساتھ کہ دوسرے حصہ نہ لے سکیں۔ اللہ کے گھر کی تعمیر میں حصہ لینا ایک بڑی سعادت ہے۔ چنانچہ ہمیشہ گزشتہ فیصلوں میں میں نے یہی آخری نتیجہ نکالا تھا کہ ایک شخص کو اجازت ہو جس حد تک اس کی تعمیر کی آخری ضرورت ہے وہ پوری کرنے کے لئے تیار رہے مگر اگر باقی جماعت حصہ لینا چاہے تو اس کو میں روک نہیں سکتا۔ تو اس شرط کے ساتھ میں اس وعدے کو منظور کرتا ہوں کہ وینکوور ہو یا کینیڈا کی دوسری جماعتیں یا امریکہ کی ریاست کی دوسری جماعتیں وہ اگر اپنے شوق سے سعادت کی خاطر اس میں کچھ حصہ لینا چاہیں تو ان کو اجازت ہے اور ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے بھی ذاتی طور پر اس میں تبرکاً کچھ حصہ ڈالا ہے مگر شرط وہی ہے کہ اگر جماعت ایک پیسہ بھی نہ دے تو لطف الرحمان صاحب انشاء اللہ اکیلے ہی اس مسجد کی تعمیر کریں گے اور جو روپیہ جماعت دے گی اسے مسجد میں ڈال کر باقی ضرورتیں انہی کی طرف سے پوری کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء دے اور جماعت میں ایسے مخلصین بہت پیدا فرمائے جو بڑے بڑے کاموں کو اکیلے سنبھال لیں۔

اس ضمن میں ایک عرض میں یہ کرنی چاہتا ہوں کہ جماعت کینیڈا کی مالی قربانی میں میں نے اس دفعہ بہت نمایاں فرق دیکھا ہے۔ اس پہلو سے کہ پہلے بعض اکیلے اکیلے ایسے لوگ جو متمول تھے وہ ان کی ضرورتیں پوری کر دیا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ جماعت کا چندہ کافی ہو گیا۔ میں نے امیر صاحب کو چند سال پہلے توجہ دلائی تھی کہ ہمیں لوگوں کی ذات میں دلچسپی ہے نہ کہ مال میں دلچسپی۔ اگر سارے افراد جماعت مالی قربانی میں

پیش پیش نہ ہوئے تو بڑا بھاری نقصان ہے۔ چند عمارتیں مکمل ہونا یہ کوئی اخلاص کی نشانی نہیں، چند آدمیوں کے اخلاص کی نشانی ہے مگر جماعت محروم رہے گی اور اس کی دینی تربیت میں بھی فرق پڑے گا۔ اس لئے آپ یہ زور دیں کہ ہر فرد بشر مالی قربانی میں شامل ہو۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اس دورے میں بہت نمایاں فرق دیکھا ہے۔

اور ملاقات کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ملاقات کی جو فہرستیں تیار ہوتی ہیں ان میں میری ہدایت کے مطابق اس شخص کی مالی قربانی کا ذکر موجود ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے احباب تھے جو مالی قربانی میں معیار سے گرے ہوئے تھے، نسبت کے لحاظ سے بہت کم تھے لیکن ان کا بھی اخلاص بہر حال خدا تعالیٰ کے فضل سے بلند تھا۔ جس کو بھی میں نے توجہ دلائی اس نے بلا تاخیر وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی اس معاملے میں مجھے ان سے شکایت نہیں ہوگی۔ پس جماعت کینیڈا کا مالی نظام معلوم ہوتا ہے مستحکم ہو چکا ہے۔ اس ضمن میں جو غیر معمولی اخلاص سے خدمت کرنے والے لوگ تھے جنہوں نے شروع میں بہت بوجھ اٹھائے ان میں سے ایک امتیاز کا ذکر ہے جو میں اپنے طور پر کر رہا ہوں۔ ان صاحب کی ہرگز خواہش نہیں ہوتی کہ ان کا نام بتایا جائے مگر ان کے کچھ ایسے حالات ہیں، بیٹے کی وفات کی وجہ سے غم کے حالات، کہ وہ خاندان آپ کی دعاؤں کا محتاج ہے۔ میری مراد چوہدری الیاس صاحب سے ہے۔ ان کے اندر ایک ایسی خوبی پائی جاتی ہے جو میں ہمیشہ چوہدری شاہنواز صاحب مرحوم کے متعلق بیان کرتا رہا ہوں۔ حضرت چوہدری شاہنواز صاحب کی ایک ایسی عظیم خوبی تھی، خاموش اور دکھاوے سے بالکل پاک، کہ جن لوگوں کو وہ اپنے کاموں میں تربیت دیتے تھے ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے کہ وہ اپنا الگ کام بنائیں اور کبھی بھی ان سے ادنیٰ سا بھی حسد محسوس نہیں کیا۔ چنانچہ جماعت میں بہت بڑے بڑے ایسے قربانی کرنے والے لکھ پتی، بعض اب کروڑ پتی ہو چکے ہیں، وہ سب چوہدری شاہنواز صاحب کی اس خوبی کا ثمرہ ہیں۔ اور میں ہمیشہ بڑی عزت کی نگاہ سے اس بات کو دیکھتا تھا کہ خود ہی امیر نہیں بلکہ دوسروں کو امیر بنانے کے لئے ایک دلی تمنا رکھتے تھے اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ آزاد ہو جاتا تھا۔ یہی خوبی الیاس صاحب میں بھی میں نے دیکھی ہے اور شروع سے ہی میری اس بات پر نظر تھی کہ یہ ایسے احمدی دوستوں کو تربیت دیتے رہے جن میں انہوں نے مادہ پایا اور تربیت دینے کے بعد ان کو اسی کام میں جو ان کا اپنا تھا آزاد چھوڑ دیا اور قطعاً ذرہ بھی رقابت محسوس نہیں کی۔ چنانچہ لطف الرحمان صاحب جن کا ذکر بارہا آچکا ہے وہ انہی کی اسی خوبی کا ثمرہ ہیں۔ شروع میں ان کو جو آئل فیلڈز وغیرہ کے معاملات میں یعنی تیل کے سرچشموں کو استعمال کرنے اور ان کی فنی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں چوہدری الیاس صاحب نے بہت کام کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے ایک اور مخلص دوست ہیں وسیم صاحب ان کو بھی چوہدری الیاس صاحب ہی نے بنایا اور وسیم نے بھی بعض ایسے کام خود اپنے ذمے لئے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت قربانی کا ایک مقام رکھتے ہیں۔ مشرقی یورپ میں مساجد کی تعمیر کے لئے انہوں نے پندرہ لاکھ ڈالر اپنی طرف سے پیش کئے اور اصرار کے ساتھ منوا کر چھوڑا۔ اس میں بھی شرط یہی تھی کہ دوسرے بھی جتنے دیں میں انکار نہیں کروں گا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے اب وہ رقم سب چندے ملا کر تیس لاکھ ڈالر سے بڑھ چکی ہے اور اسی قدر ہماری ضرورتیں بھی بڑھ چکی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے حیرت انگیز کام دکھا رہا ہے۔

اسی ضمن میں ایک اور بات بھی میں آپ کو بتاؤں کہ جو کتاب میری اس وقت زیر نظر ہے یعنی جس کا ذکر میں بار بار کر رہا ہوں وہ دراصل میری ساری زندگی کے حصول علم کا ایک خلاصہ ہے اور وہ خلاصہ آج کل کے زمانے کی ضرورتوں کے اوپر بعینہ اطلاق پاتا ہے۔ اس پر میں اس لئے زور دے رہا ہوں کہ اس کتاب کی طرف غیر معمولی توجہ کا سبب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر ہے جو میں آپ کے سامنے پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ میں سے جو بھی توفیق پائے اس کے اوپر پورا اترنے کی کوشش کریگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔"

یہ وہ بنیادی بات ہے جس کے متعلق ضرورت تھی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے ان مضامین پر ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو دنیا کے اہل علم کو قرآن کی سچائی کا قائل کر سکے اور ان کے پاس کوئی جواب نہ رہے۔ یہ کام پہلے میں تحریک کرتا رہا ہوں کہ جماعت کے دوسرے مختلف اہل علم سنبھالیں لیکن غالباً ان کے بس کی بات نہیں تھی کیونکہ قرآن کا علم بھی ساتھ ہونا ضروری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عارفانہ کلام کا علم بھی ضروری ہے اور دنیا کے ان مضامین کا علم بھی ضروری ہے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین لفظوں میں بیان فرما دیا۔ طبعی، طبابت اور ہیئت۔ یہ تین سائنسیں ایسی ہیں جو سائنس کے ہر مضمون پر حاوی ہیں۔ پس آپ نے فرمایا ان پہلوؤں سے جو اعتراض وارد ہوتے ہیں لازم ہے کہ ان کا جواب دیا جائے" اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں"۔

اب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک احسان رہا ہے مجھ پر کہ باوجود ان پڑھ ہونے کے ان علوم کی طرف بچپن ہی سے مجھے توجہ رہی ہے۔ اور ہمیشہ جب بھی کسی رسالے میں یا کسی کتاب میں ایسے علوم جو سائنس کی گہرائیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے جیسے کم علم آدمی کے لئے بظاہر ان کا سمجھنا ممکن نہیں تھا، مگر اگر دلچسپی ہو تو سائنس کے علوم بہت گہرائی سے سمجھ آتے ہیں، پس ہمیشہ سے مجھے دلچسپی رہی اور اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ ان علوم کی گہرائی تک اترنے میں میں نے صرف کیا لیکن علم نہیں تھا کہ کیوں ایسا کر رہا ہوں۔ اب جب یہ کتاب لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں حیران ہوا کہ وہ ساری باتیں جو میں نے چالیس چالیس سال پہلے پڑھی ہوئی تھیں ان سب کی مجھے ضرورت تھی۔ پس ساری زندگی کے میرے علم کی جستجو کا یہ ماحصل ہے اور اس پہلو سے مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جب بھی کسی متعلقہ حصے کو اس علم کے ماہر کو دکھایا گیا اس نے کبھی اس پہ ایسا اعتراض نہیں کیا کہ تم اس کو سمجھ نہیں سکے، اصل مراد کچھ اور تھی۔

بہر حال اس کتاب کے متعلق میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ

"سپردم بہ تو مایہء خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را"

کہ اے اللہ تیرے سپرد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خواہش کا اظہار ہے، ایسا اظہار ہے جو دنیا پر قرآن کی برتری کو ثابت کرنے والا ہے اس لئے اگر کچھ کمزوری ہو گئی ہے اور ہوئی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس سے صرف نظر فرمائے اور آئندہ اسے بہتر بنانے کی توفیق ملے۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ جو بیان کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ مجھے یہ خواہش ہوا کرتی تھی کیونکہ یقین تھا کہ دنیا کو اس کتاب کی ضرورت ہے کہ اگر مجھے ایک لاکھ ڈالر مل جائے تو اس کی وسیع اشاعت کے لئے اور غیروں تک، ماہرین تک اس کتاب کو پہنچانے کے لئے مجھے بہت اچھی ابتداء مل جائے گی یعنی آغاز اس کا اچھا ہو جائے گا۔ اور اپنی اس خواہش کا کبھی نہ کسی سے ذکر کیا، نہ ارادہ تھا لیکن کل آتے ہوئے موٹر میں ایک خط میرے نام تھا لطف الرحمان صاحب کا، اس میں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے والدین کی طرف سے اور اپنی طرف سے ایک لاکھ ڈالر اس طبع ہونے والی کتاب کے لئے پیش کروں۔ اب ایک لاکھ ڈالر کا ویسے تو عدد ایسا ہے جس کی خاص ذکر کی ضرورت نہیں تھی، جماعت ماشاء اللہ اب کروڑوں سے اربوں میں پہنچ رہی ہے۔ مگر یہ ایک لاکھ ڈالر مجھے بہت پسند آئے کیونکہ ایک خواہش کا اظہار تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح پورا فرمایا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک رنگ میں ایک غیبی تائید بھی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ اب جلد، بہت جلد یہ کتاب طبع ہو کر سامنے آجائے گی۔ اس ضمن میں کل ہی مجھے ایک کتاب ملی ہے جو رفیع صاحب جو کیلیفورنیا سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے بھیجی ہے۔ میرے علم میں قطعی طور پر یہ نہیں آسکے وہ کون سے رفیع صاحب ہیں مگر ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں اور انہوں نے کتاب بھیجی ہے جس کا عنوان ہے Darwin's Black Box یعنی ڈارون کا کالا بکس اور یہ 'میکائیل جے بے ہے' کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس کتاب کا تعلق اسی مضمون سے ہے جو میری کتاب کے مضمون کا ایک حصہ ہے۔ یعنی ساری کتاب سائنس سے تعلق نہیں رکھتی، محض ایک حصہ ہے جو تعلق رکھتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اس پہلو سے شہرت پا چکی ہے۔ مگر میں رفیع صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ کا شکریہ۔ میں نے عمداً ایسی تمام کتابیں نہیں پڑھیں، ایک بھی نہیں پڑھی کیونکہ میں لوگوں کی محنت سے فائدہ اٹھانا یا ان کی محنت چرانا نہیں چاہتا تھا۔ اور خاص طور پر قرآن کے ساتھ تعلق کے لئے کتاب تھی اس لئے جو کچھ مجھے ذاتی طور پر قرآن اور سائنس میں رابطہ محسوس ہوا وہی میں نے لکھا ہے۔ اس معاملے میں ڈاروینین ازم کے

خلاف بہت کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن میں نے ان میں سے ایک بھی عمداً نہیں پڑھی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ان کی ایک طرز عمل اپنی سی ہوگی اور اس کتاب میں جو طرز عمل اختیار کی گئی ہے وہ بالکل اپنی سی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جب یہ کتاب طبع ہوگی تو رفیع صاحب بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے۔ بہر حال نتیجہ کچھ بھی ہو یہ خالصۃً للہ ایک کوشش ہے اور میں امید رکھتا ہوں کو اس کے نتیجے میں ضرور علمی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوگا یا ہیجان برپا ہوگا۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کینیڈا کے تاثرات ہیں ان میں سے ایک تاثر منفی بھی ہے۔ مالی لحاظ سے خدا کے فضل سے جماعت نے بہت ترقی کی ہے جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں لیکن تربیت کے لحاظ سے ابھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ مجھے جو خاندانوں سے ملاقات کے فائدے پہنچتے ہیں ان میں ایک یہ فائدہ بھی ہے کہ میں نوجوان بچیوں اور بچوں کے آثار سے اندازہ لگالیتا ہوں کہ ان کا رخ کس طرف ہے۔ اس دفعہ جو خاندانی ملاقاتیں ہوئی ہیں ان میں خصوصاً احمدی بچیوں کی طرف سے میرے دل کو بہت دکھ پہنچا ہے کیونکہ ان کی طرز ہی ایسی تھی جیسے وہ باہر کا راستہ اختیار کر چکی ہیں۔ ان کی سجاوٹ، سج دھج اور لباس کی طرز اور پھر بے پردگی، یہاں تک کہ سر سے پلو ڈھلکتا تھا تو ماں توجہ دلاتی تھی کہ اس شخص کے سامنے نہ کرد۔ یعنی گویا باہر ویسے پھرتی رہو کوئی اعتراض نہیں مگر میرے سامنے سر ڈھانپ کر بیٹھو۔ یہ درست طریق نہیں ہے۔ یہ حقیقت میں تقویٰ کے خلاف بات ہے۔ جس حالت میں آپ ہیں اسی حالت میں میرے سامنے آئیں۔ معمولی ادب واحترام اپنی جگہ ہوا کرتا ہے لیکن اس قسم کے سر ڈھانکنے سے بات نہیں ڈھک سکتی۔ جو حقیقت ہے وہ تو مجھ پر فوراً ظاہر ہو جاتی ہے۔ نظر ڈالتے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بچیاں ہماری رہی بھی ہیں کہ نہیں۔ غیروں کی تو نہیں ہو چکیں۔ اور افسوس کی بات ہے کہ ماں باپ کو بچپن سے ہی ان کے حالات دیکھنے کے باوجود اس طرف توجہ نہیں ہوئی اور یہی کافی سمجھتے رہے کہ دینی علم نہ سہی، دنیاوی علم میں بڑی ترقی کر رہی ہیں اور بڑی سمارٹ ہیں اور سکول و کالج میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔

یہ درست ہے کہ ہر جگہ پردے کو انتہائی شدت سے نافذ نہیں کیا جا سکتا لیکن **دوسری تہذیب سے متاثر ہو کر اگر آپ اپنی اعلیٰ اقدار کو چھوڑ دیں اور اپنی بچیوں اور بچوں کو غیروں کی طرف جانے دیں تو آپ کا مستقبل لٹ جائے گا، کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔** سکھوں سے فائدہ اٹھائیے۔ دیکھو سکھوں کی پہلی نسل نے اپنی قدیم روایات کو مضبوطی سے پکڑا ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی کہ ان کی پگڑیاں اور ان کی ڈاڑھیاں ان کے متعلق دنیا پہ کیا تاثر پیدا کرتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ساری دنیا اس پہلو سے ان کی عزت پر مجبور ہے اور کبھی کسی جگہ بھی ان کو قدامت پسند نہیں سمجھا گیا۔ انہوں نے اپنا مقام پیدا کر لیا ہے معاشرے میں۔ لیکن ان کے بعد کی جو نسلیں ہیں، ایک نسل چھوڑ کر دوسری نسل وہ اس پہلو سے بزدلی دکھا گئیں۔ اب اگر آپ ان کی نسلوں کے بچوں کو یہاں دیکھیں تو کچھ بھی انہوں نے ماضی کا باقی نہیں رہنے دیا۔ بظاہر صرف پگڑی اتاری ہے اور ڈاڑھی مونڈی ہے مگر اس روایت نے ان کی اعلیٰ اخلاقی اقدار اور دیگر ایسی خوبیوں کو جس کے ذریعہ سے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی دولت کمانے کے اہل تھے ان کو ملیا میٹ کر دیا ہے۔

بعض روایتیں پکڑنی چاہئیں۔ اس پہلو سے کہ وہ ہمارے اندرونی کردار کی حفاظت کرتی ہیں۔ اس پہلو سے لباس بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر لباس ایسا ہو کہ جیسا معاشرے میں غیر ذمہ دار لوگوں کا لباس ہوا کرتا ہے تو اس تھوڑے سے فرق کے نتیجے میں بھی آپ کی تمام سابقہ روایات ملیا میٹ ہو سکتی ہیں۔ پس یہ پہلو ایسا ہے جس میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر وینکوور کا یہ حال ہے تو ٹورانٹو کا بھی ایسا ہی ہوگا اور باہر سے آنے والے دوسرے لوگوں کے اوپر اسی بیماری نے حملہ کیا ہوگا۔

بعض جگہ میں نے دیکھا اور سمجھایا بھی ایک دفعہ پھر اب میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ طریق درست نہیں ہے۔ یہ دین کے لحاظ سے بہت نقصان دہ ہے۔ آپ غیروں کو تو اپنی طرف کھینچیں یعنی آپ میں سے وہ جو اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل ہیں، جتنا چاہیں غیروں کو کھینچیں اگر اپنے بچے ہاتھوں سے نکل رہے ہوں تو کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ آپ کی نسلیں برباد ہو جائیں گی۔ آج نہیں تو دو دہاکوں کے اندر آپ کچھ اور کیفیت پائیں گے۔ ایسے احمدیوں سے ہمیں ایک ذرہ بھی دلچسپی نہیں جو اس طرح باہر کی طرف بے لگام دوڑے پھرتے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے بنیادی کمزوری نفسیاتی کمزوری ہوا کرتی ہے۔ **اگر آپ کسی غیر معاشرے سے متاثر ہو جائیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ ایک غالب معاشرہ ہے تو وہیں اس بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ آپ کی اقدار نے زندہ رہنا ہے کہ نہیں۔** پھر رفتہ رفتہ آگے بڑھیں یا تیزی سے آگے بڑھیں یہ محض وقت سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ حقیقت میں ایک دفعہ کسی کا دل نفسیاتی دباؤ میں آجائے اور یہ سمجھ لے کہ غیر اقدار ہم سے زیادہ اعلیٰ اور زیادہ پسندیدہ اقدار ہیں تو وہیں ان کا دین ختم۔ پھر آگے وقت کی بات ہے کہ کتنی دیر میں ہلاکت کی طرف سفر مکمل ہوگا۔ مگر وہ قدم ہمیشہ بیرونی سمت میں اٹھتے چلے جاتے ہیں پھر ان کی واپسی کم دیکھی گئی ہے۔

اس لئے سب سے پہلے نفسیاتی طور پر خودداری پیدا کریں۔ اور اپنے خاندانوں کو یہ سمجھائیں کہ تمہاری اقدار ذلت کے ساتھ دیکھنے والی اقدار نہیں ہیں بلکہ عزت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے والی اقدار ہیں۔ بعض ماں باپ سمجھتے ہیں کہ اب ان بچیوں کو کیسے ہم پردہ کروائیں، برقعہ اوڑھائیں۔ برقعے کی بات تو بہت دور کی بات ہے میں ان سے یہ کہا کرتا ہوں کہ جب باہر نکلیں تو قرآن کی بنیادی تعلیم پر عمل کریں۔ جو خدا تعالیٰ نے ان کو خوبصورتی عطا فرمائی ہے اس کو دکھائیں تو نہ۔ اس کو دکھا کر لوگوں کی توجہ اپنے بدن کی طرف کیوں پھیرتی ہیں۔ یہ ایک قسم کی پیشکش ہے کہ آؤ اب مجھے چھیڑو۔ آؤ مجھے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اکثر ایسی بچیاں پھر واقعتاً عملاً اپنے آپ کو غیروں کے لئے پیش کر دیا کرتی ہیں کیونکہ غیروں کی لالچ کی نظر ان پر پڑتی ہے اور لالچ کی نظر ڈالنے والے سو ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور پھر آخر ان بچیوں کو جیت جایا کرتے ہیں۔ تو یہ ایک بہت خطرناک بات ہے جس کو آپ یعنی مائیں معمولی سمجھ رہی ہیں۔ اگر برقعہ نہیں اوڑھا سکتیں تو ان کو یہ بتائیں کہ تم اپنے جسم کی اور اپنے حسن کی حفاظت کرو۔ ایسا لباس اوڑھو جس کی وجہ سے غیر کو دلچسپی پیدا نہ ہو۔ اگر ننگا یہاں کا لباس لے کے نکلیں گی تو لازماً غیروں کی نظر اپنی طرف کھینچیں گی۔

دوسرا ان کو یہ سمجھانا چاہئے کہ ارد گرد کی دنیا بالکل بے حقیقت اور بے معنی چیز ہے۔ جو بدنی دلچسپیاں ہیں انہوں نے قوم کو تقریباً ہلاک کر دیا ہے۔ سب سے خطرناک بیماریاں، غلیظ گندی بیماریاں اس قوم میں اس کثرت سے پھیل رہی ہیں کہ آپ ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ ایسے بعض خاندان جنہوں نے اس بات کی پروا نہیں کی ان کو یہ بیماریاں لاحق ہوئیں اگرچہ بہت کم، لیکن سمجھ آجاتی ہے کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ چند دن کی زندگی ہے یہ عیش و عشرت کی۔ اس کے بعد ان کے بڈھے ہسپتالوں میں جان دیتے ہیں یا اولڈ پیپلز ہوم (Old Peoples Homes) میں جا کے جان دیتے ہیں۔ دس پندرہ سال کا کرشمہ ہے بس اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ اور جب واپسی ہوگی تو سخت حسرت کے ساتھ واپسی ہوگی، کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ اور واپسی ضرور ہے لازماً ہم سب نے اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور سب کچھ گنوا کر، کھو کر اگر حاضر ہوئے بھی تو پھر آئندہ دنیا میں یہاں کی زندگی کے عمل کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔ اگر کام آئیں گے تو منفی صورت میں کام آئیں گے۔

پس اس پہلو سے میں ایک دفعہ پھر آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ **تربیت کی طرف پوری توجہ کریں اور امیر صاحب کینیڈا کا فرض ہے کہ وہ ہر جگہ تربیتی کمیٹیاں مقرر کریں۔ وہ گہرا تجزیہ کریں اور محض ظاہری طور پر یہ توجہ نہ دلائیں کہ جی برقعہ اوڑھو، پردہ کرو بلکہ دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔** یہ تبدیلیاں پیدا کرنے میں MTA بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کا ہم نے انگلستان میں عملاً تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ شروع میں بعض شہروں میں بڑی کثرت کے ساتھ ایسے گھر تھے جن میں MTA کا انٹینا نہیں لگا ہوا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں کچھ بھی نقصان نہیں ہے۔ صرف چند ایک تھے۔ اللہ تعالیٰ جزاء دے انصار اللہ کے اس وقت کے صدر صاحب کو انہوں نے یہ مہم اپنے ذمہ لی اور اس سکیم کو کامیاب کرنے کے لئے کچھ قرضے بھی ان کو میں نے مہیا کئے۔ ہر شہر، ہر گھر میں MTA کا انٹینا لگ جائے اور اللہ کے فضل سے بڑی بھاری اکثریت کے گھروں میں یہ انٹینے لگ چکے ہیں اور ان کے خاندانوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ ان کے بڑے

بھی اور ان کے بچے بھی جن کا کوئی بھی جماعت سے تعلق نہیں تھا بے اختیار جماعت کے اوپر الٹے پڑتے ہیں۔ اب یہاں بھی کل آپ نے وہ نغمہ سنا تھا جو غالباً "سر دم سارا اچھی پچھی اے" وہ یہاں کی بچیوں نے MTA سے سیکھا تھا اور اس کا بہت اچھا اثر طبیعت پہ پڑا۔ لیکن یہ ایک واقعہ نہیں امریکہ میں میں نے بارہا دیکھا کہ وہاں MTA کا اس سے بھی زیادہ گہرا اثر پڑ چکا ہے اور بچیوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ وہ بیرونی دنیا کو چھوڑ کر جماعت کے اندر کی طرف سفر اختیار کر چکی ہیں۔

تو تربیت محض یہ کہنے سے نہیں ہوگی کہ اچھے کام کیا کرو، برے کام چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نصیحت سے بعض دفعہ طبیعتیں اور بھی متنفر ہو جاتی ہیں۔ **تربیت کیلئے حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ عقل سے کام لیں اور بچوں کے دلوں میں وہ ہیجان پیدا کریں جو ہیجان انکو واپس خدا کی طرف کھینچ لائے۔** اگر ایسا کرنے میں آپ کامیاب ہو جائیں جو مشکل کام نہیں رہا اور MTA اس میں انشاء اللہ آپ کی مددگار ہوگی تو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں فرق پڑے گا۔ اس کا ایک تجربہ میں نے اپنی ملاقاتوں کے دوران کر کے دیکھا۔ جن بچوں یا بچیوں کے متعلق محسوس ہوا کہ وہ گویا ہمارے نہیں رہے، ان سے ضمناً میں نے پوچھا کہ MTA بھی آپ کبھی دیکھتے ہیں تو جواب ملا کہ ہمارے گھر میں ہے ہی نہیں۔ صاف پتہ چلا کہ MTA کے ہونے اور نہ ہونے کا ایک فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو تربیت کی توفیق بخشے۔

تبلیغ کی طرف توجہ دینے کی بھی بہت ضرورت ہے مگر اس تربیتی حالت میں آپ کیا توجہ دیں گے۔ جب تک تربیت کی حالت بہتر نہ ہو لوگوں کو ایسے گھروں میں داخل کرنا جو خود بے دین ہو رہے ہوں ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ **جماعت کی تربیت مضبوط کریں اور وہ مضبوط تربیت اپنی ذات میں ایک غیر معمولی کشش کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گی۔ آج تبلیغ کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اپنے اندر روحانی عادات پیدا کریں۔ اللہ سے تعلق اور محبت پیدا کریں اور وہ ایک ایسی کشش ہے جس کا مقابلہ بیرونی دنیا نہیں کرسکتی۔** وہ کشاں کشاں چلے آئیں گے اگر آپ کے اندر وہ خدائی علامات دیکھیں گے۔ پس صرف بچوں کی تربیت کی طرف نہیں اپنی تربیت کی طرف بھی پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں۔

جس ہومیو پیتھی کتاب کا میں ذکر کر رہا ہوں اس سلسلے میں کینیڈا کے سفر کا میرا خیال ہے ساری دنیا پر یہ احسان ہوگا کہ اس سفر میں مجھے یہ کتاب پہلی دفعہ دیکھنے اور پڑھنے کی توفیق ملی۔ ایک خطبے میں میں نے کہا تھا کہ سید عبدالحی صاحب ناظر تالیف و تصنیف انشاء اللہ اس کی درستی کر سکیں گے۔ مگر مجھے اس وقت علم نہیں تھا کہ اس میں کون سی چیزیں ایسی ہیں جن کی درستی مطلوب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنی خوفناک غلطیاں ہیں اور ایسی خوفناک علمی غلطیاں بھی ہیں جو لفظ "نہ" کے ہونے یا نہ ہونے سے (یعنی کسی چیز کے اثبات کی بجائے نفی استعمال ہو گئی ہے) بات کچھ کی کچھ بن گئی ہے۔ میں تو حیران ہو کے دیکھتا ہوں جماعت احمدیہ کو کہ محض اس لئے کہ مجھے تکلیف نہ ہو مجھے اطلاع تک نہیں دی کہ اتنی خوفناک غلطیاں اس کتاب میں ہیں۔ بہت سے ایسے مضامین ہیں جو مجھے بھی سمجھ نہیں آرہے تھے کہ میں نے کب کہے تھے، ان کا مطلب کیا ہے۔ اس میں مجھے بہت وقت لگا، بہت غور سے بار بار پڑھا پھر سمجھ آئی کہ او ہو غلطی اس وجہ سے ہوئی ہے۔ لیکن صرف یہی غلطی نہیں عام زبان کی غلطیاں بھی بے شمار ہیں۔ اس لئے ناممکن ہے کہ سید عبدالحی صاحب ہوں ان کی کوئی اور علماء کی ٹیم جو اس کتاب کو ٹھیک کر سکے۔ لکھنے والوں نے یہ ظلم کیا ہے کہ مجھے یہ کہا کہ دہرائی بھی بہترین ہو گئی ہے کوئی غلطی باقی نہیں رہی۔ بولنے کی اردو کو لکھنے کی اردو میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جو ہرگز نہیں کیا گیا نہ ان سے کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی جماعت اس کتاب کے انداز کو سمجھ سکتی تھی اگر میں دوبارہ اس کا مطالعہ نہ کرتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ میں اب آپ کو بتاؤں کہ اس سفر کے آخری چند دن میں مجھے چلتے پھرتے راتوں کو، دن کو سفر میں اس کتاب کے دوبارہ مطالعہ کی توفیق ملی ہے اور اس کی جو درستیاں کرنی پڑی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں کہ غلطیاں جگہ کیسے پا گئیں۔ اردو بھی نہایت غلیظ، 'تھی' کی بجائے 'تھا' لکھا ہوا ہے۔ 'ہیں' کی بجائے 'ہے' لکھا ہوا ہے اور اس کثرت سے یہ غلطیاں ہیں کہ ہر صفحے پر آپ کو نظر آئیں گی۔ لکھنے والوں نے جو مجھے خط لکھتے ہیں انہوں نے، اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس فائدے کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ جزاک اللہ۔ آپ نے بہت اچھا کام کیا اور بعض ہومیو پیتھ بھی بڑے اچھے اچھے بن گئے ہیں۔ لیکن یہ غلطیاں اپنی جگہ موجود ہیں۔ میرے دل میں کئی دفعہ یہ خواہش اٹھی کہ کوئی تو مجھے یہ لکھ دیتا کہ "رکھ چھوڑا ہے ان عقدوں کا حل آپ کے لئے"۔ یہ عقدے میرے سوا کوئی حل کر ہی نہیں سکتا تھا۔ میں نے لکھی، مجھے پتہ ہے میں کیا لکھنا چاہتا تھا۔ اور چند باتیں جو اس ضمن میں مجھے بیان کرنی ضروری ہیں وہ یہ ہیں کہ آپ اس کا سٹائل سمجھیں ورنہ آپ اس کو غیر معمولی باتوں کو دہرانا سمجھیں گے۔ جب میں نے یہ لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا تو میری ہومیو پیتھی کلاس میں حاضر ہونے والے مردوں اور عورتوں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں کچھ بھی ہمارے پلے نہیں پڑے گا، ہمیں سمجھ آہی نہیں سکتی اور اگر سمجھ نہیں آرہی تو ہم آ تو جائیں گے مگر فائدہ کیا۔ ان سے میں نے کہا کہ میں ایک بالکل نئی طرز میں یہ لیکچرز دوں گا جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیئے گئے۔ اور اس طرز میں آپ کے دماغ پر ذرہ بھی بوجھ نہیں ہوگا کہ آپ ان باتوں کو سنیں اور پھر یاد کرنے کے لئے رٹیں۔ آپ بے تکلفی سے کہانی کی طرح ان باتوں کو سنتے رہیں۔ اس وجہ سے اس کتاب میں ایک نئی چیز پیدا ہوئی جو اس سے پہلے کبھی کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئی۔

شروع ہی سے میں نے ان باتوں کو جن کو میں سمجھتا تھا کہ دہرائے بغیر وہ دلوں میں بیٹھ نہیں سکتیں بار بار دہرانا شروع کیا اور سننے والوں کے اوپر ان کا بوجھ کم کرنے کے لئے ان کو دہرایا گیا ہے۔ اس وجہ سے جو بھی کوئی پڑھے گا وہ اسے تکرار نہ سمجھے بلکہ اصرار سمجھے۔ بعض باتوں پر اصرار کیا گیا ہے جب تک وہ بار بار سنی نہ جائیں یا پڑھی نہ جائیں از خود یاد نہیں ہونگی۔ پس آپ گزرتے چلے جائیں گے اور آپ کے دل میں از خود ہومیو پیتھی کا مضمون بیٹھتا چلا جائے گا۔ اور دوسری بات اس میں اب دہرائی کے دوران میں نے یہ محسوس کی ہے کہ شروع کے ایک دو ابواب میں ہی دراصل ساری کتاب کا خلاصہ آچکا ہے۔ کیونکہ جب بھی کسی بیماری کا ذکر ہوا۔ مثلاً مرگی کا تو اس کے متعلق وہ دوا جو مرگی سے تعلق میں تھی اس کو سمجھانے کی خاطر وہ ساری دوائیں بیان کیں جو مرگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان کا فرق کیسے کیا جائے، کیوں ایک کو چنا جائے، کیوں دوسری کو چھوڑ دیا جائے۔ پیاس کا میں نے ذکر کیا تھا کہ ذکر ہی کوئی موجود نہیں حالانکہ کتاب میں اس تفصیل سے ذکر ہے کہ بعض باتیں خود میرے لئے بھی علم میں اضافہ بنیں، دوبارہ دیکھنے سے یاد آگئیں کہ پیاس کئی قسم کی ہے۔ منہ خشک ہوتا ہے، منہ گیلا ہو پھر بھی پیاس لگتی ہے، پیاس بجھنے میں ہی نہیں آتی، تھوڑے تھوڑے پانی کی پیاس، زیادہ پانی کی پیاس، اس کا جگر سے کیا تعلق ہے، دل سے کیا تعلق ہے، معدے سے کیا تعلق ہے، کون کون سی دوائیں اس میں کام آتی ہیں۔ وہ ساری دوائیں جو بعد میں بیان کرنی تھیں وہ شروع میں بیان کر دی ہیں اور بیان کرتا چلا گیا ہوں۔ اتنی دفعہ بیان کی ہیں کہ پڑھنے والا اگر پڑھتا چلا جائے اور دماغ پر زور نہ دے تو اس کے پہلے دو ابواب پڑھ کر ہی ایک اچھا بھلا ہومیو پیتھ ڈاکٹر بن سکتا ہے کیونکہ آئندہ آنے والی دوائیں انہی ابواب میں مذکور ہیں، ان کی تفریقی علامتیں اسی کتاب میں موجود ہیں۔

پس اب جو مجھے ملاقات کے وقت لوگ کہتے رہے ہیں میں نے ان کو یہی جواب دیا کہ آپ انتظار کریں اس کو چھپنے دیں تو آپ خود ہی خواہ ساری کتاب نہ بھی پڑھیں چند ابواب پڑھ لیں وہی آپ کے لئے بہت بہتر ہیں۔ جتنے مریض بھی میرے سامنے اس ملاقات کے دوران آئے ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جن کے متعلق اس کتاب کے ان ابواب میں ذکر موجود نہ ہو جو میں دوبارہ دیکھ چکا ہوں۔ اس وقت تک خدا کے فضل سے دو سو صفحات کی میں دہرائی کر چکا ہوں اور امید ہے کہ واپس پہنچتے پہنچتے اڑھائی سو کم سے کم صفحات ہیں جن کی دہرائی ہو چکی ہوگی۔ ان کو اگر ہم شائع کروانا شروع کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ شائع کرنے کے بعد آپ پہلی سے موازنہ کر کے دیکھیں گے تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ لیکن اس ضمن میں ایک خوشخبری بھی ہے۔ وہ خوشخبری یہ ہے کہ ایک صاحب نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میرا نام ظاہر نہ کیا جائے مگر اگلی کتاب جو تصحیح شدہ ہوگی اس کا سارا خرچ میں دوں گا تاکہ آپ کے دل پہ یہ بوجھ نہ ہو کہ پہلی کتاب پہ لوگوں نے خواہ مخواہ پیسے خرچ کئے۔ جو بھی اپنی پہلی کتاب آپ کو واپس کرے آپ اس کو مفت یہ کتاب دے دیں۔ تو اب یہ بات بھی میرے دل سے اٹھ گئی، اس کا بوجھ بھی میرے دل سے اٹھ گیا کہ جو بے چارے پہلے خرید بیٹھے ہیں ان کا کیا بنے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو نئی تصحیح شدہ کتاب اس شرط کے

ساتھ ملے گی کہ پہلی واپس کر دیں۔ جو پہلی ہے چاہے ہم اس کو بھاڑ میں ڈالیں یا کسی اور بے چارے کو دے دیں جس کے پاس خریدنے کی طاقت نہیں کہ زور مارو اور دیکھو جتنا فائدہ بھی پہنچے اتنا ہی بہتر ہے۔ مگر بہر حال یہ بھی ایک کینیڈا کے سفر کا فائدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں پہنچا ہے۔

اب میں ایک اور معاملے کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں وہ گیمبیا کی تازہ ترین صورت حال ہے۔ اور اس سلسلہ میں جماعت کو تسلی دینا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دو خطبات میں میں گیمبیا کا ذکر کر چکا ہوں کہ کس طرح یہ صورت حال پلٹا کھاتی رہی ہے۔ کبھی اونچی کبھی نیچی، کبھی ایسے آثار ظاہر ہوئے کہ گویا سب مسائل حل ہو گئے اور حکومت گیمبیا اب پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ جماعت کی ہر نیک کوشش میں ممد و معاون ہو گی، کبھی عملاً ان کی دو رخی کہ جماعت کے امیر کو جو چٹھی لکھی ہے کہ ہمارے یہ فیصلے تھے وہ ان تمام فیصلوں کے برعکس جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر دنیا کو بتائے گئے۔ اس قسم کی ایسی چالیں چلتے رہے ہیں یہ لوگ کہ اس کا طبیعت پر بہت اثر تھا۔ اور ایک خطبے میں میں نے غالباً یہ بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سخت بے چینی کے بعد الیس اللہ بکاف عبدہ کی خوشخبری دی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ گیمبیا کے حالات پلٹیں گے۔ تو جونہی اس مولوی نے مباہلہ قبول کیا ایک ہفتے کے اندر اندر مباہلہ اس پر ٹوٹ پڑا اور وہ حالات بدلے جن کا میں نے پہلے خطبہ میں ذکر کیا تھا۔ اب یہ عجیب بات ہے یہیں کینیڈا میں دوبارہ مجھے ایک تجربہ ہوا۔ جب ان کے واپس بدلنے کی اطلاع ملی اور پھر پریشانی شروع ہوئی تو پھر ایک بے قراری کی رات کاٹی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کی توجہ دلائی جیسے کوئی یہ کہہ رہا ہو کہ شرم کرو تمہیں بتایا نہیں ہوا تھا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ چنانچہ ایک رات مغرب کی نماز میں پہلی دفعہ ایک حیرت انگیز غلطی اور اصرار کے ساتھ غلطی ہوتی رہی کہ "الیس اللہ باحکم الحاکمین" کہنے کی بجائے میں الیس اللہ بکاف عبدہ پڑھتا رہا اور سارے نمازی مجھے بار بار کہتے رہے کہ "الیس اللہ باحکم الحاکمین"۔ مگر الیس اللہ بکاف عبدہ کے سوا زبان پر کچھ نہیں چڑھتا تھا۔ جب نماز ختم ہوئی تو پھر مجھے سمجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ مجھے شرمندہ کر رہا ہے کہ تمہیں کہا جو تھا، کیوں یاد نہیں رہا۔ اور اس واقعہ کے چند دن کے اندر اندر بوجنگ صاحب کو وزارت مذہبی امور سے ہٹا دیا گیا۔ اگرچہ دوسرا شعبہ ابھی ان کے پاس ہے۔ مگر جو سب سے زیادہ جماعت سے تعلق رکھنے والا شعبہ تھا مذہبی امور کا، اس سے ہٹا دیا گیا ہے۔ تب مجھے سمجھ آئی کہ یہ کیوں خدا تعالیٰ مجھے تسلی دلوا رہا تھا۔ اور جماعت کو یہ خوشخبری ہو کہ اس کے نتیجے میں وہاں حالات اب پھر پلٹا کھا رہے ہیں۔ لیکن یہ میرا وعدہ ہے کہ جب تک عزت کے ساتھ اور جماعت کے مفاد میں ضروری نہ سمجھا گیا اس وقت تک ہمارا کوئی کارندہ واپس نہیں جائے گا۔ جائیں گے تو لازماً یہ یقین کر کے کہ وہ لوگ ہم سے کھیل نہیں کھیلیں گے اور اس کے نتیجے میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ تو اس سلسلے میں بھی دعائیں کر رہا ہوں، آپ بھی دعا کریں اور جن جماعتوں نے مجھے مختلف مشورے بھجوائے تھے ان کے مشوروں میں آپس میں تضاد بہت ہے، اتنا حیرت انگیز تضاد ہے بڑی بڑی جماعتوں میں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ کچھ لوگ ہیں وہ کہتے ہیں، مثلاً اس میں کینیڈا کی امارت بھی شامل ہے، کہ گیمبیا کی شرطوں پر ایک شخص کو بھی واپس نہیں بھیجنا چاہئے کیونکہ وہ ہم سے کھیل کھیلیں گے اور ہمیں اس کا نقصان پہنچے گا۔ کچھ ممالک افریقہ کے مثلاً غانا کا ملک ہے انہوں نے لکھا ہے کہ اس کی ہر شرط پر بھیجنا ضروری ہے تاکہ وہاں کے عوام میں وہ زیادہ گہرا اثر ڈال سکیں اور اپنے اداروں پر قبضہ کر سکیں۔ اور افریقہ ہی کے ایک دوسرے بڑے ملک نائجیریا کی رائے یہ ہے اور اسی طرح تنزانیہ کی کہ ہرگز کسی کو وہاں بھیجنا نہیں چاہئے وہ شریر لوگ ہیں۔ انہوں نے وعدہ خلافی کی ہے اس لئے اب ان کو اسی حال پر رہنے دیا جائے جب تک وہ ہماری بات نہ مانیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پہلے تو ان آراء کو بھجوا کر انتظار کر رہا تھا کہ سب کی رائے اکٹھی معلوم ہو جائے لیکن اس دوسرے تجربہ کے بعد سمجھتا ہوں کہ ان کی جو بھی رائے ہو یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور انشاء اللہ اسی کی راہنمائی کے مطابق فیصلے ہونگے۔ جانا بہتر ہے یا نہ جانا بہتر ہے اس کے متعلق فیصلے بعد میں کئے جائیں گے۔

اس وقت تو ہم گیمبیا کی حکومت کے اس خط کے رد عمل کا انتظار کر رہے ہیں جو میں نے اس حکومت کے نام لکھوایا ہے۔ اور ان کو صاف کہا ہے کہ جو تم نے پہلے اعلان کئے تھے اگر وہ تمہاری کیبنٹ کے فیصلے نہیں تھے تو پیشتر اس کے کہ میں کوئی فیصلہ کروں تم پر لازم ہے کہ نیا اعلان کرو اور کہو کہ ہم نے جھوٹ بولا تھا یا غلط کہا تھا اور اصل فیصلے یہ ہیں جو اس کیبنٹ میں ہوئے تھے۔ یہ اگر تم کر دو تو پھر ہم سوچیں گے کہ آپ ہی کی شرطوں پر ان خدمت کرنے والوں کو واپس بھیجیں یا نہ بھیجیں۔ اس کا کوئی جواب ان سے بن نہیں پڑ رہا۔ مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جب تک اس کا واضح جواب نہ آئے ایک اور طریق میں نے یہ اختیار کیا ہے کہ ایک بین الاقوامی وفد تیار کیا ہے اور گیمبیا کی حکومت کو اطلاع کی ہے کہ یہ وفد جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں آپ سے ملے گا۔ اس میں کینیڈا کا نمائندہ بھی شامل ہوگا، امریکہ کا بھی ہوگا اور بعض افریقی ممالک کے خصوصیت سے نمائندے ہونگے تو وہ افہام و تفہیم کے بعد مجھے جو مشورہ دیں گے انشاء اللہ اسی پر عمل کروں گا۔ تو معاملہ ابھی لٹکا ہوا ہے، گومگو کی حالت میں ہے اور میں سارے احباب جماعت کو درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اس ضمن میں اب میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ جو یہاں تشریف لائے ہیں بہت دور دور سے، اس کثرت سے وینکوور سے باہر سے تشریف لائے ہیں کہ وینکوور والوں کی تعداد کم رہ گئی ہے اور انکی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اسی لئے جو غیر معمولی رش دکھائی دیتا ہے یہ دراصل وینکوور کے باشندوں کا نہیں بلکہ زیادہ تر باہر سے آنے والوں کا ہے۔ وینکوور کے پانچ سو پچاسی احباب یہاں مرد و زن شامل ہوئے۔ اور باہر سے آنے والے چھ سو چالیس ہیں جو کینیڈا کے مشرق سے لے کر مغرب تک ہر طرف سے پہنچے ہیں۔ اسی طرح امریکہ کی ریاستوں سے، بہت دور دور سے تکلیف اٹھا کر احباب جماعت یہاں پہنچے ہیں۔ یہ ایک تو اس بات کی علامت ہے کہ **یہ جماعت اپنے خلوص میں زندہ اور بے مثال جماعت ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت اس کو مٹا نہیں سکتی۔** کامل یقین پر فائز ہے کہ ہم سچے ہیں اور سچائی نے ان کے دلوں میں ایک ولولہ اور قربانی کی روح پیدا کر دی ہے کہ حقیقتاً دنیا میں کسی جگہ بھی آپ کو اس کا عشر عشیر بھی دکھائی نہیں دے گا۔ اللہ کرے آپ کے یہ خلوص بڑھتے رہیں، آپ کے جذبہ عمل میں نئی انگیخت ہو اور پہلے سے بڑھ کر آپ خدمت کے مواقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور میں آپ سب کا ممنون احسان ہوں کیونکہ آپ کے چہرے دیکھ کر میرا دل بڑھتا ہے، ایسی محبت ہے کہ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپ میرے اعضاء ہیں اور حقیقتاً اعضاء اور بچے دکھائی دیتے ہیں۔ بوڑھے بھی ہوں تو لگتا ہے جیسے اپنا بچہ ہو۔ اور یہ میری خوبی نہیں، یہ آپ کا اخلاص ہے جو میرے آئینے میں دکھائی دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خلافت کو، جماعت کو، ہمیشہ ایک رکھے۔ ہر دل ایک ہی طرح دھڑکے، ہر ذہن ایک ہی طرح سوچے۔ ہر طبیعت میں ایک ہی بات ہیجان پیدا کرے، ایک ہی بات سکون پیدا کرے۔ یہ وہ وحدت ہے، یہ خدا کی وہ توحید ہے جو دنیا پر نافذ ہو گی اور دنیا کو اسی توحید نے جیتنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب جو بہت محبت سے دور دور سے آئے ہیں ان کو خیر و عافیت سے اپنے گھروں میں واپس لے کے جائے۔ ان کا سفر فائدے کا سفر ہو، کسی نقصان کا موجب نہ بنے۔ اس کے بعد میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ السلام علیکم و رحمة الله

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو

منظوم کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

خوشا نصیب!! کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیار مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو

قدم مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں "حرم"
تم اُس زمینِ کرامت نشاں میں رہتے ہو

خدا نے بخشی ہے "الدار" کی نگہبانی
اُسی کے حفظ اُسی کی اماں میں رہتے ہو

فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دُور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو

فضا ہے جس کی معطر نفوسِ عیسیٰ سے
اُسی مقامِ فلک آستاں میں رہتے ہو

نہ کیوں دلوں کو سکون و سرور ہو حاصل
کہ قُرب خطۂ رشکِ جناں میں رہتے ہو

تمہیں سلام و دُعا ہے نصیب صبح و مَسَا
جوارِ مرقدِ شاہِ زماں میں رہتے ہو

شبیں جہاں کی شب قدر اور دن عیدیں
جو ہم سے چھوٹ گیا اُس جہاں میں رہتے ہو

کچھ ایسے گل ہیں جو پژمردہ ہیں جدا ہو کر
انہیں بھی یاد رکھو گلستاں میں رہتے ہو

تمہارے دم سے ہمارے گھروں کی آبادی
تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

بُلبُل ہوں صحنِ باغ سے دُور اور شکستہ پَر
پروانہ ہوں چراغ سے دُور اور شکستہ پَر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے حُسن سلوک

(عبدالمومن راشد ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین قادیان)

پیارے آقا سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ماحول میں پیدا ہوئے جب انسان خدا کو بھول چکا تھا اور ہر قسم کی برائی اور بدی میں مبتلا ہو چکا تھا۔ بے دینی کا نقشہ قرآن کریم نے نہایت ہی مختصر الفاظ میں یوں کھینچا ہے کہ ظھر الفسا دفی البر والبحر کہ اُس وقت کے کیا علماء اور کیا عوام کیا وہ مذاہب جن کی بنیاد الہام الٰہی پر تھی وہ بھی اور کیا وہ مذاہب جن کی بنیاد الہام الٰہی پر نہ تھی سب کے سب ہی نے اپنی اصلیت اور بنیادی غرض و غایت تعلق باللہ اور شفقت علی خلق اللہ کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اور اپنی من مانی شروع کر دی تھی۔ ان ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر رحم کر کے حضور صلعم کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ پھر سے انسان کو بااخلاق انسان اور بااخلاق انسان کو باخدا انسان اور باخدا انسان کو خدا نما انسان بنایا جائے۔ اور بنی نوع انسان کو قول و فعل سے سمجھائیں کہ ارشاد ربانی وما خلقت الجن والانس الالیعبدون کے کیا تقاضے اور ضابطے ہیں۔ اور حکم الٰہی شفقت علی خلق اللہ پر کب کس طرح اور کیونکر عمل کیا جائے بالخصوص جنگ و جدال، فتنہ و فساد اور باہمی تنازعات آپسی رنجشوں اور اختلاف مذاہب کے موقعہ پر صاحب معاملہ کے ساتھ کیا سلوک اختیار کیا جائے۔

زیر نظر مضمون میں اس وقت شفقت علی خلق اللہ جو حقیقی اور ربانی مذہب کی بنیادی اور اہم غرض ہے کے تعلق میں کچھ بیان کرنا مقصود ہے۔ تاہم بانی اسلام آنحضرت صلعم کے شفقت علی خلق کے حسین پہلو پر روشنی ڈالنے سے پہلے دیگر مختلف مذاہب کے بانیان کی تعلیمات و احکامات بھی موازنہ کی غرض سے پیش ہیں تا قارئین کرام خود مذہب اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین فرق اور امتیاز کو سمجھ سکیں۔

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں "میں بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا متی ۲۴۔۱۵ پھر فرمایا مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کے آگے پھینک دیویں متی ۲۶۔۱۵ میں ہی مزید لکھا ہے۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے شہر میں داخل نہ ہونا متی ۶:۵/۱۰۔

ویدوں کے ماننے والوں میں ویدوں کو اونچی ذات تک محدود کیا گیا۔ منو جو تمام ہندو قوم آریہ اور سناتن دھرم کا تسلیم شدہ شارح قانون ہے لکھتا ہے کہ "شودر اگر وید کو سن لے تو راجہ سیسے اور لاکھ سے اُس کے کان بھر دے وید منتروں کا اچارن کرنے پر اس کی زبان کٹوا دے اور اگر وید کو پڑھ لے تو اُس کا جسم ہی کاٹ دے (گوتم سرتی ادھیائے ۱۲)

اتھر وید میں لکھا ہے اے ویدک دھرم لوگو تم چیتے جیسے بن کر اپنے مخالفین کو باندھ لو اور پھر ان کے کھانے تک کی چیزیں زبردستی اُٹھا لاؤ (اتھر وید کانڈ نمبر ۴ سوکت ۲۲۔ منتر ۷) یجر وید میں لکھا ہے اے آگ تو ہمارے مخالفوں کو جلا کر راکھ کر دے۔ سام وید میں ہے اے اندر تو ہمارے مخالفوں کو چیر پھاڑ ڈال اور جو ہم سے نفرت رکھتے ہیں انہیں تتر بتر کر دے۔ سام وید پارٹ دوم کانڈ نمبر ۹ سوکت ۳ منتر ۹۔ عیسائی ہندو مذہب کے علاوہ باقی مذاہب کا بھی کچھ اس طرح کا حال ہے جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہے۔ خداوند اسرائیل کا خدا اکیلا ہے عجائب کام کرتا ہے۔ زبور ۱۸۔۷۲۔

متذکرہ مذاہب کے علاوہ دوسرے مذاہب نے بھی کبھی تمام دنیا کو نہ مخاطب کیا نہ تبلیغ کرنے کی کوشش کی۔ البتہ مطالعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارے آقا آنحضرت صلعم ہی ایسے نبی ہیں جن کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے امر الٰہی سے یہ اعلان فرمایا۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً یعنی اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور مذہب اسلام کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ تمام عالم کو مخاطب کر کے شرف انسانیت سے مشرف کرے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں جب آنحضرت صلعم نے سب قوموں اور تمام مذاہب کو اصلاح نفس اور دعوت توحید دی تو اُس وقت کے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا۔ متحضر رکھنا ضروری ہے۔ جونہی آپ نے توحید کا اعلان فرمایا اور درس شفقت و محبت کا آغاز فرمایا تو تمام مذاہب کے پیروکار آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے مگر پیارے آقا خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر بحکم الٰہی فریضہ تبلیغ بجالاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرمایا ہے یا حسرة علی العبلومایا تیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن اس ارشاد ربانی کے تحت تمام صادق نبیوں کی طرح آپ کی مخالفت ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ مخالفین نے تمام حدود کو پار کر دیا ان کے بس میں ظلم و ستم دکھ و مصیبت، قتل لوٹ مار کا جو منصوبہ ممکن ہو سکتا تھا۔ اُس کو عملی جامہ پہنایا۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ آوارہ مزاج لوگوں کو آپ کے پیچھے لگایا گیا۔ نماز کی حالت میں گلے میں کپڑا ڈال کر کھینچا گیا سجدہ کی حالت میں پشت مبارک پر اونٹ کی غلیظ او جھڑی لا کر ڈال دی۔ آپ کا سوشل بائیکاٹ کیا۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر کے رکھا۔ آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ وطن عزیز کو چھوڑنے پر مجبور کیا۔ آپ کے عزیز و اقارب کو اذیتیں پہنچائیں۔ حتی کہ آپ کے ماننے والوں کو بھی طرح طرح ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور ایسی اذیت ناک تکلیفیں دیں جن کے تصور سے آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں حضرت بلالؓ کو گرم ریت پر لٹا کر چھاتی پر گرم پتھر رکھ دیا جاتا حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ کو نیزہ مار کر شرمناک طور پر ہلاک کیا گیا حضرت زبیر کو مار مار کر اندھا کر دیا گیا حضرت خباب بن ارت کو جلتے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر چڑھ گئے۔

الغرض جب آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر زمین تنگ ہو گئی تو آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ چلے گئے۔ مگر مکہ کے مشرکین نے پھر بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑا اور وقتاً فوقتاً ۲۷ غزوات میں آپ کو گھسیٹا۔ اُحد کے میدان میں آپ کے دندان مبارک شہید کر دیئے۔ آپ کے صحابہ کے ناک کان کاٹ کر مثلہ کیا۔ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبایا۔ داستان ظلم طویل ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام اور بانی اسلام کو مشرکین مکہ نے صفحہ ہستی سے مٹانے کی تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں۔

یہ تصویر کا ایک رُخ تھا آیئے اب دوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمائیں اور قربان جائیں اُس آقا پر جس نے ہمیں ظالموں بد خواہوں اور قاتلوں اور لٹیروں اور دشمنان اسلام کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھنے کی تعلیم دی اور طریقہ سکھایا۔ جس کو سننے پڑھنے کے بعد ہر فطرت صحیحہ بے اختیار کہہ اٹھتی ہے

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ، علیک السلام

چودہ سو سال کے بعد جب حضرت امام مہدی علیہ السلام نے سیرت النبی پر نظر ڈالی تو فرمایا۔

لا شک ان محمدا خیر الوریٰ
ریق الکرام و نخبة الاعیان

غیر مذاہب کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک۔

دنیا کا امن عدل و انصاف میں مضمر ہے لیکن جب اپنوں اور بیگانوں میں تفریق کی جائے تو قیام امن ناممکن ہو جاتا ہے۔ قوم اور ملک تنزل اور افتراق کی شکار ہو کر تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ ارشاد فرمایا کہ :۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجر منکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (سورہ مائدہ) یعنی اے مسلمانوں تم خدا کی خاطر دنیا میں نیکی اور عدل کے قائم کرنے کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور چاہئے کہ کسی قوم کی مخالفت تمہیں عدل و انصاف کے رستہ سے نہ ہٹائے بلکہ تم سب کے ساتھ عدل کا معاملہ کرو کیونکہ یہ طریق تقویٰ کا تقاضا ہے۔ اسلامی حکومت کے حکام اور عمال کو بھی اس سلسلہ میں تاکیدی حکم دیا گیا کہ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامٰنٰتِ الی اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ (نساء ۵۹)

یعنی اے لوگو جب تم حکام کا انتخاب کرو تو چونکہ حکومت بھی ایک امانت ہے۔ اس لئے اسے ایسے لوگوں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں پھر منتخب شدہ حکام کو تلقین فرماتا ہے اے حاکمو جب تمہارا انتخاب ہو تو تم پر لازم ہے تم ملک میں عدل و انصاف کا میزان قائم کرو اور اسے کسی جانب بھی جھکنے نہ دو خواہ فریقین میں سے ایک فریق تمہاری قوم سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔ اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جس بات کی نصیحت کرتا ہے۔ وہ بہت اچھی ہے۔ دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ آپ نے ان ارشادات خداوندی کی روشنی میں جو عملی نمونہ قائم فرمایا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

مدینہ میں جب یہودی قبیلہ بنو نضیر کو ان کی عہد شکنی اور غداری اور آنحضرت صلعم کے قتل کی سازش کے جرم میں جلاوطنی کی سزا ہوئی تو اس موقعہ پر انصار اور یہود کے درمیان اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ یہودی لوگ انصار مسلمانوں کی اولاد کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے اور مسلمان انہیں روکنے پر بضد تھے۔ معاملہ سرکار دو جہاں صلعم کے پاس پیش ہوا تاکہ فیصلہ فرمائیں۔ چنانچہ عدل و انصاف کے پیکر نے مسلمانوں کے خلاف اور یہود کے حق میں فیصلہ فرمایا معزز قارئین اگر اس فیصلہ کو ان تعلقات اور روابط کے پس منظر میں جو انصار اور یہود کے ساتھ آنحضرت صلعم کے تھے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ایک طرف آپ کے جان نثار تو دوسری طرف جانی دشمن لیکن جب دونوں کے درمیان فیصلہ کا وقت آیا تو رسول کریم نے اپنے بیگانوں کی پرواہ کئے بغیر عدل و انصاف کا ایسا فیصلہ فرمایا جو روز قیامت تک انصاف پسندوں کیلئے مشعل راہ ہے۔

۲۔ آزادی ضمیر

مذہب اسلام کی رو سے آزادی فکر و آزادی

ضمیر ہر انسان کا بنیادی و پیدائشی حق ہے اسلئے اصل تعلق میں بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیؐ نے ایسے راہنما اصول بیان فرمائے ہیں۔ جن پر عمل کرنے کے نتیجے میں مذہب کے نام پر ہونے والے خون خرابہ کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کے فرمان لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغی یعنی جب گمراہی اور ہدایت کی راہیں متعین ہو چکی ہیں اور حق و باطل کا فرق نمایاں ہو چکا ہے۔ تو پھر ہر انسان کا یہ اپنا کام ہے کہ وہ جس راہ کو اپنے لئے چاہے پسند کرلے اس لئے دین کے معاملہ میں جبر و تشدد کا خیال قطعاً جائز نہیں اس ارشاد پر آنحضرت صلعم نے جس رنگ میں عملی جامہ پہنایا ہے وہ مذاہب عالم کیلئے نہ صرف مشعل راہ ہے بلکہ ہر انسان کو اپنے مذہب عقیدہ اور عمل کے مطابق زندہ رہنے کا پُر امن حق دیتا ہے۔ تاریخ اسلام شواہد سے بھری پڑی ہے۔ ایک دو شواہد ملاحظہ فرمائیں۔ جب آنحضرت صلعم مکہ سے مدینہ تشریف لائے۔ تو مدینہ کے یہودیوں اور اردگرد کے غیر مسلموں سے جو معاہدہ کیا گیا اُس کی بنیاد مذہبی آزادی پر رکھی گئی۔ چنانچہ معاہدات کی شرائط میں سے پہلی شرط یہ تھی کہ مسلمان اور یہودی آپس میں ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ رہیں گے۔ ایک دوسرے کے خلاف زیادتی اور ظلم سے کام نہیں لیں گے اور ہر قوم کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

اسلامی حکومت کے قیام کے بعد آزادی مذہب کا جو فرمان ہمارے پیارے رسول عربی صلعم نے عطا فرمایا تھا۔ تاریخ عالم میں وہ بے نظیر کلمات موتیوں کی طرح نہایت شان کے ساتھ چمک رہے ہیں۔ غور فرمایئے ارشادات نبوی کہ کسی بشپ کو اس کے کلیسا سے کسی راہب کو اس کے راہب خانہ سے کسی پادری کو اس کے صومعہ سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا۔ سب کو مقامات مقدسہ کی زیارت کی کامل آزادی ہوگی۔ ان کے گرجے اور عبادت گاہیں برباد اور ویران نہیں کئے جائیں گے۔ ان کے گرجوں کا سامان مساجد یا مسلمانوں کے مکانات بنانے میں استعمال نہ ہوگا۔ جو مسلمان اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا وہ خدا اور اس کے رسوؐل کا نافرمان ٹھہرے گا..... ان کے گرجوں کی مرمت کیلئے ہر ممکن امداد دی جائے گی" سبحان اللہ کتنی پیاری تعلیم ہے۔ دنیائے مذاہب میں کوئی ہے جو اس کی مثل پیش کرے۔

قارئین صدیوں کے بعد سیدنا حضر اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قلب صافی کی حقائق سے معمور آواز سماعت فرمائیں۔

یا شمس ملک الحسن والاحسان
نوّرت وجه البر و العمرانِ

اے ملک حسن واحسان کے آفتاب تو نے بیابانوں صحراؤں اور آبادیوں کو منور کر دیا۔

ذرا اُس حسین منظر کا تصوراتی مشاہدہ کیا جائے جب ایک مرتبہ نجران کے کچھ عیسائی مدینہ میں تحقیق حق کی غرض سے آئے اور مسجد نبویؐ میں رحمۃ للعلمین کے ساتھ دینی گفتگو میں محور ہے۔ اسی اثناء میں ان کی عبادت کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلعم سے اجازت چاہی کہ وہ باہر کسی دوسری جگہ جا کر فریضہ عبادت بجا لائیں لیکن آپؐ نے فرمان الٰہی کے تحت مسجد نبوی میں ہی اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آزادی مذہب کا ایسا دلکش اور نرالا تصور صرف اور صرف مذہب اسلام اور بانی اسلام ہی پیش کر سکے باقی مذاہب کیلئے ایک مثال پیش کرنا بھی ناممکن ہے۔ اللھم صلی علی محمد و علیٰ اٰلِ محمدٍ۔

جذبات واحساسات کا احترام

مذہب اسلام اور بانی اسلام نے دیگر اہل مذاہب کے مذہبی جذبات اور احساسات کا بھی پورا احترام کرنے کا حکم دیا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبّوا الله عدوا بغیر علم یعنی اے مسلمانو بے شک دنیا میں ایسے مذاہب کے پیرو بھی ہیں جو خدائے وحدہ لا شریک کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک وہی قابل عزت و تکریم ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ حکم ہے کہ جب بھی تم ان کے معبودوں کا ذکر کرو گے تو برے رنگ میں نہ کرنا مبادا لاعلمی میں وہ خدائے بزرگ و برتر کی شان میں ناروا کلمات کہنے لگ جائیں۔

قارئین کرام آپ کو حسن واحسان کی یہ تعلیم صرف اور صرف اسلام میں نظر آئے گی اور کیوں نہ آئے جبکہ خدا تعالیٰ خالق کائنات نے اس دین کو خود مسلمانوں کیلئے پسند کیا ہے ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔

ہمارے آقا نے انفرادی طور پر بھی ایسے بے نظیر حسن واحسان کی مثالیں قائم فرمائی ہیں کہ ان کو پڑھنے کے بعد عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور فطرت صحیحہ عش عش کر اُٹھتی ہے

ایک دفعہ ایک یہودی آنحضرت صلعم کی خدمت میں نقصان پہنچانے کی غرض سے آیا۔ آپ نے اس کے قیام وطعام کا انتظام فرمایا۔ رات کے وقت جب اُس سے کچھ نہ ہو سکا تو بستر پر پاخانہ کر دیا۔ اور علی الصبح چل دیا۔ مگر جاتے وقت اپنی کوئی چیز بھول گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسی خادمہ نے دیکھ لیا اور غصہ میں آکر اس یہودی کو گالیاں دینے لگی۔ جب آنحضور صلعم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے خادمہ کو گالی دینے سے روک دیا اور ناپاک کپڑوں کو خود اپنے دست مبارک سے صاف کرنے لگ گئے۔ اسی دوران وہ یہودی اپنی بھولی ہوئی چیز لینے کیلئے آگیا۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ رحمۃ للعلمین خود بستر صاف کر رہے ہیں اور ساتھ ہی خادمہ کو کہہ رہے ہیں کہ چپ چپ گالیاں مت دو بات پھیل گئی تو وہ شرمندہ ہوگا۔

کچھ وقت نہ گذرا تھا کہ وہ یہودی اس خلق عظیم کو دیکھ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اور زندگی بھر بزبان حال کہنے لگا۔

یارب صل علیٰ نبیک دائماً
فی هذه الدنیا و بعث ثانٍ

اسی طرح ایک یہودی کا آپ نے قرض دینا تھا۔ وعدہ کے مطابق واپسی کی معینہ مدت میں ایک دن باقی تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں آکر سخت تقاضا کیا وہ جوں جوں سختی کرتا آپ نرمی سے جواب دیتے۔ یہاں تک کہ وہ بدکلامی پر اتر آیا۔ اُس کے طریق کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کو سخت غصہ آیا۔ اس کو ڈانٹا اور کہا اگر تو اس پاک مجلس میں نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ رحمۃ للعلمین نے حضرت عمرؓ کو روکا اور فرمایا اگر قرض کی واپسی میں ایک دن باقی ہے۔ اور اس کا طریق مطالبہ درست نہیں ہے۔ کل تک انتظار کرنا چاہئے تھا۔ پھر بھی میں اُس کا مقروض ہوں اس لئے تم جاؤ اور اس کا قرض ابھی ادا کر دو اور جھڑکنے کے عوض اسے کچھ زیادہ بھی دیدو۔

آقائے نامدار فخر موجودات محسن انسانیت بے شمار نادر و نایاب مثالیں پیش کرنے کے قابل ہیں لیکن اس وقت ان درہائے گراں بہا پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

بانیان مذاہب کا احترام

مذاہب عالم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت و شرف صرف بانی اسلام کو حاصل ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جہاں خود نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ وہیں دیگر مذاہب کے بانیان کی صداقت و تعظیم کو دنیا میں قائم فرمایا۔ ہر مذہب اپنے پیشوا کی عزت و احترام کرتا لیکن دوسرے مذہب کی تحقیر و تذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا تھا اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ طائفہ انبیاء آپ کے فیضان رحمت سے محروم رہتے۔ چنانچہ رحمۃ للعلمین کی زبان ﷺ نے اعلان فرمایا کہ :-

وان من امة الا خلا فیها نذیر (فاطر ۳)
لقد بعثنا فی کل امة رسولا (نحل ۵)

اے لوگو کان کھول کر سن لو کہ دنیا کی ہر قوم کے ساتھ برابر کا سلوک کیا ہے کوئی ایسی قوم نہیں کہ جس کی طرف ہم نے ھادی نہیں بھیجا اور ہر اُمت میں رسول مبعوث کیا ہے آج مذاہب عالم میں صرف اور صرف مذہب اسلام کے پیروکار یہ روح افزا اعلان کرتے ہیں کہ "لا نفرق بین احد منھم و نحن له مسلمون یعنی وہ تمام انبیاء اور ھادی جو مختلف اقوام کی طرف مختلف اوقات میں مبعوث کئے گئے ان میں سے کسی میں فرق کرنا ہم جائز قرار نہیں دیتے۔ یہ سب کے سب قابل تعظیم اور لائق تکریم ہیں اور سب کو اپنے زمانہ کا صادق اور راستباز سمجھنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔

عالمی مساوات حرف آخر

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کی اقوام کو پُر امن رہنے کے اصول اور باہمی اخوت و محبت سے رہنے کے جوگر بتائے ہیں وہ ہمیشہ عالم انسانیت کو ہمیشہ ہمیشہ متحد اور ایک لڑی میں پرونے کا موجب بنیں گے کاش آج کی ترقی یافتہ اقوام ان ہدایات پر عمل کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر ان زریں اور پُر امن تعلیمات کا خطاب فرماتے ہیں۔

اے لوگو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا سنو کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی سرخ رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر کوئی فضیلت ہے۔ نہ کسی سیاہ فام کو سرخ پر سوائے تقویٰ کے بنیاد کے۔

دُعا ہے کہ اللہ عالم انسانیت کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ضروری ہدایت بابت آئندہ سہ سالہ

انتخاب جولائی ۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۱ جون

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بذریعہ رجسٹری چٹھی صوبائی امراء کو انتخاب عہدیداران جماعت برائے سال ۱۹۹۸ تا ۲۰۰۱ کے تعلق سے اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ نیز بذریعہ اخبار بدر بھی اعلان کروایا جا چکا ہے۔

اس انتخاب میں بالخصوص سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔

"ہم نے نظام کو مستحکم کرنا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں کوئی نرمی نہیں ہوگی۔ جو باشرح ادائیگی نہیں کرتے وہ عہدیدار نہیں بن سکتے۔ اس پر سختی سے عملدرآمد کروائیں"۔

اس سلسلہ میں واضح ہو کہ ایمان کی علامت یہی ہوتی ہے کہ انسان اپنی جان و مال سب کچھ دین کی راہ میں قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے۔

ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین اموالھم وانفسھم بانّ لھم الجنۃ۔

کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اموال اور اُن کی جانیں جنت کے عوض اُن سے خرید لی ہیں۔ پس جنّت کا ملنا اس امر پر موقوف ہے کہ ہم اپنی جانیں اور اپنے مال دین کی راہ میں وقف کر دیں۔

اس کیلئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ جماعت کے عہدیداران مالی قربانی میں افراد جماعت کیلئے اعلیٰ نمونہ بنیں۔ جب عہدیدار باشرح لازمی چندہ ادا کرنے والے ہونگے تو لازماً افراد جماعت کو چندوں کی اہمیت واضح کرتے ہوئے باشرح ادائیگی کرنے کی طرف توجہ دلا سکیں گے۔

مجھے اُمید ہے اس طرف خصوصی طور پر افراد جماعت آئندہ سہ سالہ انتخاب سے قبل لازمی چندہ باشرح ادائیگی کی طرف توجہ دینگے۔ تا منتخب شدہ عہدیداران کی منظوری بھجوانے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

قادیان اور قرآن مجید

علماء اور دانشوروں کے حقیقت افروز اعترافات

(دوست محمد شاہد مورخ احمدیت)

مستند احادیث و روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ ق اس درجہ محبوب تھی کہ آنحضورؐ اس کی تلاوت نہ صرف نماز فجر کی پہلی رکعت میں بلکہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر بھی فرمایا کرتے تھے۔
("درمنثور" سیوطی جلد ۶ صفحہ ۱۰۱)

اس مبارک سورت کی ابتدائی آیت - ق والقرآن المجید - میں ق سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک قول منسوب ہے جس کے مطابق یہ دنیا کے ارد گرد زمرد سے بنا ہوا سبز رنگ کا ایک پہاڑ ہے جس کے ساتھ دنیا کی بستیوں کی حرکت و سکون وابستہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بستی میں زلزلہ برپا کرنا چاہتا ہے تو اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے تو اس کی شاخیں حرکت میں آکر اس قریبی بستی کو جنبش میں لے آتی ہیں (ایضاً صفحہ ۱۰۲) مگر سلسلہ احمدیہ کے عظیم صوفی اور صاحب کشف و الہام بزرگ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ق سے قادیان کی مقدس بستی کی طرف اشارہ ہے جو ایک صدی سے انوار قرآنی کی تجلی گاہ اور قرآن مجید کی اشاعت کا بے مثال مرکز ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے بھی ایک قیامت برپا ہوئی اور اس کی ابتداء قادیان سے ہوئی جس کا پہلا حرف بھی "ق" ہے اور آپ کے ذریعہ سے قرآن کریم کی مجد اور شان دنیا کے کناروں تک پھیلی اور موجودہ زمانہ میں قادیان کا تعلق قرآن کریم کی شان کے اظہار اور اس کی تعلیمات کی اشاعت کے ساتھ اس قدر گہرا ہے جس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی اور ق والقرآن المجید کے الفاظ میں اس تعلق کا ذکر ہے"
(حیات قدسی حصہ پنجم صفحہ ۱۶۲ مطبوعہ نقوش پریس لاہور)

اس عارفانہ تفسیر سے حقانیت اسلام کا ایک عظیم نشان ہمارے سامنے آتا ہے اور ایک عاشق قرآن یہ معلوم کرکے ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ روشن خیال مسلمانوں کا وہ طبقہ جو غیر جانبدار بھی ہے اور مفکر بھی اس حقیقت کا کھلے بندوں اعتراف کر رہا ہے کہ اس دور میں قادیان نے قرآن مجید کے علوم کی اشاعت میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ وہ بطل جلیل ہیں جنہوں نے اپنے روحانی اور الہامی مشاہدات کی بناء پر ثابت کر دکھایا کہ قرآن ایک زندہ اور ابدی کتاب ہے۔ آپ کا اور آپ کے خلفاء کا عظیم لٹریچر جو قادیان کی بستی سے شائع ہوا قرآنی حقائق و معارف کا ایک بحر بیکراں ہے۔ اسی بستی سے اردو انگریزی اور گورمکھی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہوئے۔ 1970ء میں لاہور کے مشہور رسالہ "سیارہ ڈائجسٹ" نے "قرآن نمبر" میں مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی مدیر "صدق" جناب محمد عالم مختار حق صاحب اور ڈاکٹر محمد باقر صاحب کے قلم سے ان تراجم کی تفصیل بھی شائع کی۔ ازاں بعد پندرھویں صدی ہجری کے پہلے سال 1981ء میں کویت کے ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین کی تالیف "قرآن حکیم کے اردو تراجم" قدیمی کتب خانہ کراچی کی بدولت منظر عام پر آئی جس میں سلسلہ احمدیہ کے مندرجہ ذیل بزرگوں کے تراجم و تفاسیر کا تعارف موجود ہے۔ حضرت حاجی الحرمین حافظ مولانا نورالدین بھیروی (خلیفہ اوّل) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (مصلح موعود) حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ حضرت سید میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی۔ مولانا غلام احمد صاحب بدو ملہی کا مقبول عام اردو ترجمہ بھی قادیان سے چھپا۔ مگر اس تالیف میں غالباً سہواً اس کا ذکر نہیں آسکا۔

اس کے علاوہ خلافت رابعہ کے مبارک دور میں اب* تک دنیا کی مشہور باون زبانوں میں جو تراجم منصۂ شہود پر آچکے ہیں وہ بھی تو قادیان کی عالمی برکات ہی کا کرشمہ ہیں۔ تیرھویں صدی ہجری کے ایک عظیم بزرگ اور فقہ حنفی کے فاضل علامہ محمد کامل بن مصطفیٰ بن محمود الطرابلسی الحنفی الاشعری نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ :-

"کان المھدی اذا خرج یقیم جماعۃ یتلون کتاب اللہ آناء اللیل والنھار"
(الفتاوی الکاملیہ فی الحوادث الطرابلسیہ صفحہ ۷)

جب امام مہدی پیدا ہوں گے تو وہ ایسی جماعت قائم کردیں گے جو دن رات کتاب الٰہی قرآن مجید کی تلاوت کرنے والی ہوگی۔

اس خبر میں قرآن مجید کے ساتھ جماعت احمدیہ کے والہانہ عشق کا خوب نقشہ کھینچا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

قادیان اور "اہل وفائے قادیان" اس "کعبۂ قرآن" کے گرد کس شان سے طواف کر رہے ہیں؟ اس کا نظارہ بصیرت کی آنکھیں ایک عرصہ سے کر رہی ہیں اور زبانوں کو اس کا اعتراف بھی ہے۔ اس حقیقت کے ثبوت میں بعض غیر از جماعت مشہور اہل قلم حضرات کے ان روح پرور واردات و جذبات کا ذکر کرنا کافی ہوگا جو ان کے قلوب و اذھان میں قادیان کے فضا میں قرآن علوم و معارف کی جلوہ گری کے نتیجہ میں موجزن ہوئے۔

جناب محمد اسلم صاحب جرنلسٹ امرتسر سے ۱۹۱۳ء کے آغاز میں قادیان تشریف لائے۔ اور آپ نے واپسی پر "قادیان کی سیر" کے زیر عنوان درج ذیل تاثرات سپرد قلم کئے :-

"مولوی نورالدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلّمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصۃً للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی کا طرز عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے۔ اور ان کے آئینہ دل میں صداقتِ اسلام کا ایک ایسا زبردست جوش ہے۔ جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے بے ریا سینے سے اُبل اُبل کر تشنگانِ معرفت توحید کو فیض یاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے۔ تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں مَیں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے۔ اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی مَیں نے ان سے درسِ قرآن مجید کے موقعہ پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت اس وقت رکھتے ہونگے۔ مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی۔ کہ ایک اَسّی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگاتار سارا دن کام کرتا رہتا ہے وہ متحدہ طور پر آج کل کے تندرست و قوی ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے۔ میں کام کرنے کے متعلق مولوی صاحب کو غیر معمولی طاقت کا انسان تو نہیں سمجھتا لیکن اپنے فرض کی ادائیگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت صحابہ کا پورا پیرو کہنے میں اگر منافقت کروں۔ تو یقیناً میں صداقت کا خون کرنے والا ہو جاؤں۔ مولوی صاحب کے تمام حرکات و سکنات میں صحابہ علیہم السلام کی سادگی اور بے تکلفی کی شان پائی جاتی ہے۔ اس نے نہ اپنے لئے کوئی تمیزی نشان مجلس میں قائم کر رکھا ہے۔ نہ کسی امیر و غریب کے لئے۔ اور نہ تسلیم یا کورنش اور قدمبوسی جیسی پیر پرستی کی لعنت کو وہاں جگہ دی گئی ہے"

نیز لکھا :-

"علاوہ اس کے میں نے قادیان کی احمدی جماعت کی اس جدو جہد کو دو دن میں بکمال غور و خوض دیکھا جو وہ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے قیام کے ذریعے دنیا میں حقیقی اسلامی قوم پیدا کرنے کی مدعی بنکر کر رہی ہے۔ اس اپنے عملی پروگرام کو پورا کرنے کی مستعدی میں احمدی جماعت قابل مبارک بادی کے ہے۔ کیونکہ جہاں ہائی سکول میں مسلمان طالب علموں کو مروجہ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جا رہی ہے وہاں نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر قرآن مجید کی باقاعدہ مفسرانہ تعلیم کے ذریعہ حقیقی فلسفۂ اسلام سے ان کے دل و دماغ معمور کئے جا رہے ہیں علاوہ اپنے لائق ماسٹروں اور ٹیوٹروں سے اسلامی تعلیم و تہذیب کے سیکھنے کے ہر ایک ہائی سکول کا طالب علم نماز عصر کے بعد نماز شام تک مولوی نورالدین صاحب کے آگے بڑی مسجد میں ان کے باقاعدہ درس قرآن شریف کے وقت زانوئے شاگردی طے کرنے کو پابند کیا گیا ہے۔ اور ہائی سکول قادیان کے طالب علم کو روزانہ ذہن نشین

*۱۳ ستمبر ۹۵ء تک

کرایا جاتا ہے کہ جس اسلام کے ارکان مذہبی کی ادائیگی تم سے حماسکول میں کرائی جاتی ہے۔ وہ فطرتاً تم پر قوانین قدرت نے زندگی کے باقی لوازمات سے بڑھ کر بطور ایک زبردست واہم فرض کے عائد کر دیئے ہیں۔ یہ نہیں کہ علیگڑھ کالج کے طلباء کی طرح ان سے نماز تو جبراً پڑھائی جائے اور نماز کے پڑھنے کی ضرورت فلسفہ فطرت کے رو سے انہیں نہ سمجھائی جائے۔ جس سے علیگڑھ کالج کے طلبا کی طرح وہ نماز کو ایک زبردستی بیگار تصور کرتے ہوئے اسلام کے متعلق نفرت کا بیج دل میں بونے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ ڈارون و ہیکن کے فلسفے کو پڑھنے والے طالب علموں سے مان نہ مان میں تیرا مہمان کے اصول پر ارکان مذہبی کی پابندی پر جبر کرنا اصولاً انہیں اسلام سے متنفر کرنا ہے۔ اس اصول پر انگریزی اسلامی سکولوں وکالجوں پر قادیان کے ہائی سکول کو اسلامی پہلو سے وہ برتری حاصل ہے کہ جس کی گرد کو باقی اسلامی انگریزی سکول و کالج نہیں پہنچ سکتے۔

مدرسہ احمدیہ چونکہ خالص مذہبی تعلیم کا مدرسہ ہے اس لئے میں ہندوستان کی باقی مذہبی درس گاہوں پر اسے چنداں فوقیت نہیں دے سکتا۔ مگر میرے خیال میں فلسفہ قرآن کے سمجھنے میں اس کے طالب علم باقی مذہبی درسگاہوں سے بہت فائدہ میں ہیں۔ جبکہ انہیں خاص طور پر اس کے متعلق بہت سے عمدہ ذرائع انہیں حاصل ہیں۔ جو ہندوستان کی دیگر مذہبی درسگاہوں کے طلباء کو حاصل نہ ہونگے۔

عام طور پر قادیان کی احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا۔ تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشے میں سرشار پایا گیا۔ اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے قادیان میں دیکھی۔ کہیں نہیں دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا دونوں احمدی مسجدوں میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سیکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا موثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ حتی کہ احمدی جماعت کے تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دکانوں اور احمدی مسافر مقیم مسافر خانے کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین پیدا کر رہی تھی۔ گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اُتر قرآن مجید کی تلاوت کر کے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں۔ غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔"

(اخبار "بدر" ۱۳/مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۷-۸)

ایک متلاشی حق اور پُرجوش مسلمان چوہدری محمد ابراہیم صاحب فیروز پوری جو مختلف اسلامی اداروں میں خدمات بجالاتے رہے ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان پہنچے یہاں آکر انہوں نے کیا دیکھا؟ وہ انہی کے الفاظ میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو اس امر کو دعویٰ ہے کہ آپ مسیح موعودؑ کے خلیفہ ہیں۔ اور اُمت محمدیہؐ میں ہر ممکن روحانی ایجاد کی کلوں پر کہ جن پر زنگ لگ گیا ہے۔ صیقل کرنے کو آئے ہیں۔ میں خود ان کے طرز عمل واخلاق کو ان نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ آیا وہ شان وہ اخلاق وہ روحانیت وہ طرز گفتگو وملاقات وہ اخوت وہمدردی وہ مساوات کہ جو ایک مصلح ملت میں ہونی چاہئے۔ آپ میں بھی ہے یا نہیں۔ ناظرین! خدا کو جان دینی ہے۔ میں اس وقت کیا عرض کر رہا ہوں۔ اور کس کا ذکر کر رہا ہوں۔ بے ساختہ زبان سے ادا ہوتا ہے۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
دہانِ نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

جس وقت مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو سٹیج پر تقریر کرتے سنا تو یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک بحر ذخار ہے کہ جس میں سے موتی وگوہر اُبل اُبل کر نکل رہے ہیں۔ جناب کی تقریر دلپذیر کچھ ایسی مضبوط اور جامع تھی کہ اس کا ہر پہلو ایک بڑے سے بڑے پُر مغز لیکچرار کو بھی کوئیں جھکا رہا تھا۔ صاف اور سادی اتنی کہ ہر جاہل اور پُر مغز اس سے مستفید ہو رہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دوران تقریر میں احمدی محمد رسول اللہ صلعم کا ذکر کم لیکن مرزا صاحب کا ذکر بہت کرتے ہیں۔ مگر اس کے خلیفہ کی یہ حالت تھی کہ جہاں نبی کریم کا نام پاک آتا وہ مجسمہ رقت بن جاتا۔ اور جہاں حضرت مرزا صاحب کا نام لینا ہوتا۔ تو وہاں رسول کریم صلعم کے غلام سے موسوم کیا جاتا۔ تقریر میں قصہ کہانیاں نہیں۔ بلکہ وہ مفید عالم باتیں کہ جن پر واقعی آج اسلام کی زندگی و موت کا سوال ہے۔ پھر معارف قرآن وہ کہ جن سے روح زندہ ہو۔ مَیں کیا میری زبان کیا جو آپ کی تقریر پر ریویو کر سکوں۔ معتقدانہ چند الفاظ تھے کہ جو بغیر کہے نہیں رہ سکتا اور کہہ دیئے۔ پھر استقامت کا یہ عالم کہ ڈھائی بجے سے جو تقریر شروع کی تو متواتر کسی رکاوٹ کے اور بغیر کسی روحانی یا جسمانی تھکان کے رات کے آٹھ بجا دیئے ممکن ہے کہ کوئی کہے۔ صاحب یہ کونسی عجیب بات ہے کہ چھ گھنٹے متواتر تقریر کی۔ سیاسی لیڈر تو آٹھ آٹھ گھنٹے کھڑے بولتے رہتے ہیں۔ اجی حضرت کہاں سیاست دنیوی اور کہاں معارف قرآنی، زمین و آسمان کا مقابلہ۔ بھلا کسی لیڈر سیاست کو ذرا کہئے تو کہ وہ سورہ فاتحہ کے معارف بیس منٹ ہی بیان کرے کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے۔ معارف قرآن ہوں، قوم کی ترقی کے اسباب ہوں۔ وہ بھی قرآن کریم سے اور احادیث نبویؐ سے۔ پھر اس پر یہی نہیں کہ کہہ دیا۔ بھئی رسول کریم ایسا کرتے تھے۔ تم بھی ایسا ہی کیا کرو بلکہ سب سے پیشتر تو اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلعم بعد میں اس امر کا دعویٰ کہ وہ ہمیشہ اس معاملہ میں کار بند ہے اور پھر اس کی دلیل کہ آپؐ کے اسوہ سے ہی راہ نجات دینی اور دنیوی وابستہ ہے۔ پھر نہ صرف یہ دعویٰ قرآنی کہ قرآن کا حکم ہے، اس لئے مانو۔ بلکہ یہ ثابت کر دینا۔ کہ جو کچھ فیصلہ قرآن نے کیا ہے۔ وہ دنیا کا دوسرا مذہب ہرگز ہرگز نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی دوسرا مذہب کرتا ہے۔ تو اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

یہ کیفیت روحانی تھی جو میں نے آنجناب کی تقریر میں دیکھی۔ نہ صرف ایک دن بلکہ دونوں دن۔ اور میں تعجب کرتا تھا کہ یہ کیسا زبردست انسان ہے۔ جو باوجود نہایت کمزور جسہ ہونے کے وہ طاقت اپنے اندر رکھتا ہے جو بڑے بڑے جسیم مقرر اس کے مقابلہ میں شمہ برابر بھی نہیں رکھتے۔ میں نے آپ کی تقریر کے ہر پہلو کو غور سے سنا اور جانچا۔ تو صرف یہی معلوم ہوا کہ ساری تقریر مفاد اسلام کے متعلق تھی"۔

(تاثرات قادیان صفحہ ۱۸۴-۱۸۵ مولفہ ملک فضل حسین صاحب طبع اول دسمبر ۱۹۳۸ء قادیان)

بّر صغیر کے ممتاز مسلم رہنما نواب بہادر یار جنگ مرحوم آف حیدر آباد دکن کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ مارچ ۱۹۴۰ء میں مرکز احمدیت میں چند گھنٹوں کیلئے رونق افروز ہوئے اور نہایت گہرا اثر لے کر گئے۔ چنانچہ انہوں نے لال گڑھی (جاگیر) سے ۲۰ شوال المکرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۳۱/اکتوبر ۱۹۴۲ء کو حضرت شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مدیر "الحکم" قادیان کے نام ایک پیغام میں تحریر فرمایا۔

"مارچ ۱۹۴۰ء میں چند گھنٹوں کیلئے قادیان گیا۔ جہاں چودھری صاحب مقیم تھے۔ گو میں نے قادیان میں صرف چند گھنٹے بسر کئے لیکن ان چند گھنٹوں کی یاد ابھی تک باقی ہے۔

اسٹیشن پر میرے قدیم کرم فرما مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر اور مولوی محمد اعظم صاحب نے استقبال کیا۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے کئی سال تک حیدر آباد میں مقیم رہے ہیں اور ان چند اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد کا سنگ بنیاد رکھا اور مولوی محمد اعظم صاحب حیدر آباد کی مشہور دوکان محمد اعظم معین الدین کے مالک اور مجلس اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ کے قدیم ترین رکن اور میرے رفیق کار ہیں اور ان چند نوجوانوں میں سے ہیں جن کی رفاقت پر میں فخر کرتا ہوں۔ ان دونوں حضرات نے زوال آفتاب تک مجھے قادیان کی ایک ایک گلی میں گھمایا اور جماعت احمدیہ کے ایک ایک ادارہ کی سیر کرائی۔

قادیان پنجاب کے ضلع گورداسپور کی ایک چھوٹی سی آبادی ہے لیکن جماعت کا مرکز ہونے کی وجہ سے آج اس کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ ہر سال ماہ دسمبر میں وہاں اس جماعت کے متوسلین کا کثیر اجتماع ہوتا ہے... خذ ما صفا کے اصول کے ماتحت میری دلی تمنا ہے کہ میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس چھوٹی سی جماعت کی طرح منظم اور ایک مرکز کے تحت جو اصول اسلامی کے مطابق ہے حرکت کرتا ہوا دیکھوں۔ اسی وجہ سے قادیان کے سفر کو میں اپنی زندگی کے وہ لمحات سمجھتا ہوں جن میں میری نظرِ ہوشیار نے کچھ دیکھا اور حاصل کیا"۔

(مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۴۵۵-۴۵۶ مولفہ حضرت شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ۱۹۴۲ء۔ مطبوعہ عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور)

چونتیس سال قبل (دسمبر ۱۹۶۱ء) کا واقعہ ہے کہ:-

بنگلور کے ایک فرض شناس اور علم دوست ایڈووکیٹ جناب اے جے خلیل صاحب نے مدیر "صدق جدید" کے نام ایک خط میں لکھا:-

"یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ جو احمدی لوگ احمدی یا قادیانی نہیں ہیں وہ پیامِ الٰہی کی چار دانگِ عالم میں تبلیغ کرنے میں بہت ہی کوتاہ ہیں۔ میں کوئی سولہ برس سے اس فرض فراموشی کا کفارہ ادا کرنے میں کلام الٰہی کا ترجمہ عالمی زبانوں میں کرنے اور اس کی طبع واشاعت میں مصروف ہوں لیکن خود میرے اوپر قادیانیت کا الزام لگا اور ثبوت میں یہی واقعہ پیش ہوا کہ یہ قرآنی تبلیغ کرتا ہے اس لئے کہ یہ کام تو بس قادیانی ہی کرتے رہتے ہیں"۔

جناب خلیل صاحب کے خط کے اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدق جدید تحریر فرماتے ہیں:-

"مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ و اشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغۂ امتیاز ہی خدمتِ قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت کو سمجھ لیا جائے"۔ (صدق جدید ۲۲/دسمبر ۱۹۶۱ء)

(باقی صفحہ 47 پر ملاحظہ فرمائیں)

عزم ووفا کے پیکر درویشانِ قادیان

آزادی ہند اور درویشی دور کے پچاس سال مکمل ہونے پر قادیان میں درویشان قادیان اور بعض احباب کی موجودگی میں محترم ملک صلاح الدین صاحب درویش مؤلف اصحاب احمد نے درج ذیل تقریر فرمائی جو قارئین بدر کے استفادہ کیلئے ذیل میں درج کی جارہی ہے (ادارہ)

تعمیل حکم میں خاکسار ملک صلاح الدین درویشان کے قادیان میں قیام کے بارے میں مختصر حالات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ کیا ملکی حالات تھے۔ کیا کچھ ان کو درپیش ہوا۔ بارگاہِ خلافت سے کیا ہدایات ملیں جن پر عمل درآمد کرنا باعثِ برکت ہوا۔ اور اب احمدیہ آبادی قادیان میں ۔نواحی قادیان میں اور ہندوستان میں ایک ثمر آور عظیم درخت کی صورت اختیار کرچکا ہے اور کرتا جارہاہے۔

نہ مختصر مضمون میں مکمل جائزہ پیش کرنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔نہ ہی ابھی ایساوقت ہے کہ سب حالات پیش کئے جائیں۔ بہر حال بحمد اللہ درویشان نے اسلام اور احمدیت کی ایک خوبصورت تصویر پیش کی۔ جس سے اپنے ہی نہیں دوسرے بھی بیحد متاثر ہوئے۔

دیر سے آزادئ ملک کا مطالبہ ہو رہا تھا۔ جس کے تحت حکومت برطانیہ نے یقین کرلیا تھا کہ اب ان کی حکومت ہندوستان میں جاری نہیں رہ سکتی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ ہندوستان متحد رہے تا احمدیت کی ترقی کی بنیاد ایک وسیع ملک ہو۔

جنگ عظیم دوم کے اختتام کے بعد سے فرقہ وارانہ فسادات رونما ہوچکے تھے۔ حکومت برطانیہ کے اثر کا ہندوستان میں زوال ہوچکا تھا۔ ایک دفعہ موسم گرما کی تعطیلات تھیں۔ ہزاروں طلباء مدارس کے اور تعلیم الاسلام کالج اور جامعہ احمدیہ کے وطنوں کو گئے ہوئے تھے اور بھرتی ہونے والے ابھی واپس نہیں آئے تھے کہ قادیان غیر محفوظ دکھائی دیا۔ تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جلسہ گاہ کے میدان میں صبح کے وقت نوجوانوں کی ورزش کا انتظام کیا تا بدامنی پیدا کرنے والے نوجوانوں کی تعداد دیکھ کر رک جائیں۔

قادیان میں ایک ہندو سکھ مسلم امن کمیٹی بھی قائم ہوئی۔ جس میں حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ بھی شامل تھے۔ بدامنی کے نتیجہ میں ایک لاکھ کے قریب مسلمان قریب کے علاقہ سے بے سروسامانی کی حالت میں قادیان میں جمع ہوگئے۔ تو جماعت کی طرف سے ان کو بطور امداد گندم دی جاتی تھی۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کی بھی کوشش کی جاتی تھی۔

بعض ایام میں خطرہ محسوس کرکے ہندو سکھ محلہ میں احمدی نوجوان ان کی حفاظت کیلئے پہرہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ یہ معلوم کرکے کہ بعض ہندو اور سکھ قادیان چھوڑ کر جارہے ہیں۔ ان میں سے بعض نے سنایا کہ حضور رضی اللہ عنہ نے بلا کر حفاظت کا یقین دلایا اور اپنا گھر پیش کیا کہ آپ سب یہاں آجائیں پہلے میرا بڑا بیٹا ناصر احمد شہید ہوگا تب کوئی آپ تک پہنچ سکے گا۔

چونکہ پاکستان سے آنے والے غیر مسلموں پر وہاں مظالم ہوئے تھے ان کے آنے پر قادیان میں جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچا۔ لیکن جب مقامی ہندو اور سکھ احباب نے ان کو بتایا کو حضرت امام جماعت اور جماعت احمدیہ کا سلوک ہمیشہ محبت کا رہاہے اور آنے والوں نے یہی رویہ درویشان سے دیکھا تو ان کے دل نرم ہوئے۔ پھر انہوں نے پاکستان کے احمدیوں کا ہمدردانہ سلوک بیان کیا اور قادیان کی فضاء درست ہونے لگی۔

۱۴ اور ۱۵ / اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان اور ہندوستان کی آزاد مملکتیں معرض وجود میں آئیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو جی کو تار دیا کہ جماعت احمدیہ حکومت ہند کی وفادار رہے گی۔ لیکن حکومت کے ہاتھ ابھی مضبوط نہیں تھے۔ اسلئے جماعتی مشورہ سے ۳۰ / اگست کو عارضی طور پر حضور لاہور تشریف لے گئے تا نہرو جی سے رابطہ پیدا کریں۔ لیکن پھر تشریف نہ لاسکے اسلئے کہ تارکین وطن کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ اور خلیفہ وقت کی حیثیت عالمگیر ہونے کی وجہ سے آپ اس وقت کے بند حالات میں نہ عالمگیر جماعت کے حالات سے واقف ہوسکتے تھے نہ ان کو ہدایات دے سکتے تھے۔ اس طرح جماعت کی ترقی بہت پیچھے جاپڑتی۔ حضور نے ہجرت کرنے والوں کو جلد جلد آباد کیا جبکہ خاکسار نے حضور کا خط حضرت مرزا عبد الحق صاحب کے نام پڑھا تھا کہ ہزاروں روپے قادیان میں روزانہ سلسلہ احمدیہ کی آمد تھی اب صرف قریباً دوسو روپیہ روزانہ آتا ہے۔

حضور نے تمام ضلع گورداسپور کا امیر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ان حالات میں حکومت کی طرف سے زیادہ تعداد کو قادیان میں ٹھہرنے کی اجازت نہ دی گئی جب حضرت مصلح موعود نے تین سو تیرہ درویشان کے قیام کا ارشاد فرمایا تو بصد مشکل اس کی اجازت ملی۔

حالات کے پیش نظر قادیان کی اکثر آبادی کا انخلاء ضروری تھا۔ خاص کوشش سے حضرت مصلح موعودؓ لاہور سے کانوائے بھجواتے جو ہندوستان میں ہندو سکھوں کو لاتے اور قادیان سے احمدیوں کو لے جاتے تھے۔ محلہ جات کے صدر صاحبان سے فہرستیں لی جاتیں۔ جو محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز لے کر پیش کرتے۔ اور رات دو دو بجے تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بمعاونت حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ اجازت نامے جاری فرماتے آنے والے کانوائے کی گنجائش کے مطابق نوجوان بچیوں۔ بیماروں اور صحابہ کرام کو ترجیح دی جاتی۔

جن احباب کی پنشنیں یا مالی امداد باہر سے نہیں پہنچ رہی تھیں یا قابل امداد تھے ان کی درخواستیں خاکسار ملک صلاح الدین پیش کرکے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے منظوری لے کر رقوم دیتا تھا۔

یہ معلوم ہونے پر کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی گرفتاری ہونے کے وارنٹ آچکے ہیں۔ آپ کے بھتیجے محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کے ساتھ لاہور چلے گئے۔ جو اتفاقاً آئے ہوئے تھے پھر حضرت مرزا عزیز احمد صاحب امیر مقرر ہوئے۔ اس وقت دباؤ ڈالا جارہا تھا کہ جانے والے تمام پیدل قافلہ میں چلے جائیں جو ابتداً اکتوبر میں جانے والا تھا۔ خاکسار کو بخوبی معلوم ہے کہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کتنے مضطرب تھے کہ جانے کا فیصلہ کریں یا نہ جانے کا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اطلاع ملنے پر ریڈیو پر پیغام دیا کہ قادیان والوں کو پیدل قافلہ میں نہ بھجوایا جائے۔ میں کانوائے کا انتظام کر رہا ہوں۔ اینگلو انڈین میجر رائٹ کے ساتھ جاکر باجازت محترم ملک غلام فرید صاحب خاکسار صلاح الدین نے بورڈنگ تحریک جدید سے محلہ دار الشکر اور ریلوے روڈ پر پیدل قافلہ کا اعلان کیا میجر رائٹ نے ایسے اعلان کرنے والے کا مطالبہ کیا تھا۔ اور حسب ہدایت محترم ملک صاحب قادیان کے احمدیوں کو بتایا کہ وہ پیدل قافلہ میں نہ جائیں۔ ان کیلئے پیدل کنوائے کا انتظام ہورہاہے خاکسار ساتھ مکرم جمعدار مبشر احمد صاحب کو باصرار لے آیا تا صورت حال سے حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ علیہ کو باخبر کریں۔ مبشر احمد دار الفضل اور دار البرکات دو محلہ جات کی حفاظت پر مقرر تھے اور جب مجبور کیا گیا تو بیرونی محلہ جات کی تمام آبادی بورڈنگ تحریک جدید اور ساتھ کے مکانات میں منتقل ہوگئی۔ پیشاب وغیرہ ضروریات کیلئے باہر جانا خطرہ سے خالی نہ تھا وہیں فارغ ہونا پڑتا تھا۔ محترم بابا شیر دلی صاحب کے ساتھی گڑھے کھود کر گند دباتے گندم ابال کر وہاں کھائی جاتی تھی۔ بعض افراد بیماری اور بڑھاپے سے وہاں فوت ہوگئے۔

کرفیو نافذ ہوا۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلھا کے ماموں محترم مرزا احمد شفیع صاحب بی اے محلہ دار الرحمت میں اپنے گھر کے دروازے میں کھڑے تھے۔ ان کو گولی سے شہید کردیا گیا کہ کرفیو نافذ ہے گھر کے دروازے میں کیوں کھڑے ہیں۔ محترم چودھری سکندر خاں صاحب درویش کے خالہ زاد بھائی محترم چوہدری نیاز علی صاحب ابن مکرم چوہدری غلام محی الدین سکنہ کھاریاں بعمر بائیس تیئیس سال کو شہید کردیا گیا جو محلہ دار الرحمت سے خواتین کو بورڈنگ لے جانے میں مصروف تھے ان کے اس حصہ میں مکرم چوہدری عبد السلام صاحب درویش۔ محترم بھائی محمد یوسف صاحب گجراتی درویش مکرم فضل الٰہی صاحب گجراتی درویش بھی تھے اور محترم پیر سلطان عالم صاحب معاون ناظر ضیافت کو بورڈنگ تحریک کو کرفیو ختم ہونے پر جاتے ہوئے شہید کردیا گیا وہ محصور احباب کیلئے گندم کے سٹاک کا جائزہ لینے جارہے تھے۔ حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے رئیس ممبر اسمبلی اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سابق وائس پرنسپل ایوبیہ کالج اور محترم مولوی احمد خاں صاحب نسیم سابق مبلغ برما اور محترم چودھری عبد العزیز صاحب ساکن بھامڑی کو اس سراسر غلط الزام میں جیل میں ٹھونس دیا گیا کہ یہ مضافات قادیان میں قتل وغارت کراتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بحفاظت بذریعہ محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز اور بذریعہ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کارکن دفتر امانت محاسب۔ لوگوں کی امانت زیورات اور روپیہ قادیان سے لاہور منگواکر امانت داروں کو واپس کردیا۔ جو ان کیلئے سہارا کا ذریعہ بنایا۔ پھر جس طرح حضور نے پاکستان میں جماعتوں کو مستحکم فرمایا اور ربوہ میں نیا مرکز قائم فرمایا اور عالمگیر جماعتوں کو منظم فرمایا یہ سب کچھ عظیم الشان یادگاری کام سامعین کرام کو معلوم ہے۔

ان خطرناک حالات کا ایک یہ واقعہ ہے کہ حضرت مرزا عزیز احمد ریٹائرڈ اے ڈی ایم۔ حضرت مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ اور محترم فضل الٰہی خان صاحب درویش اور بعض احباب کو فوجیوں نے گھیر کر لائن میں کھڑا کردیا۔ افسر نے کہا جب میں کہوں فائر کرکے اڑا دینا فوجیوں نے بندوقیں تان لیں۔ بتانا بھی گیا کہ ہم ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کرکے آئے ہیں ان سے اطمینان کرلیں۔ اتنے میں قریب کے لوگ جمع ہوگئے۔ فوجی افسر نے غالباً یہ سمجھا کہ ان کی موٹر کار سٹارٹ ہونے میں نہیں آتی۔ ہم اپنے اوپر الزام کیوں لیں؟ دوسرے لوگ ہی نہیں چھوڑیں گے۔ سو ان کو فوجی چھوڑ کر چلے گئے۔ اور لوگ گھروں سے ہتھیار لینے چلے گئے۔ اتنے میں ایک دفعہ ہی ہینڈل گھمانے سے موٹر ایسی سٹارٹ ہوئی کہ پھر قادیان تک نہیں رکی۔

ایک فلسطینی میجر آرنسن نے آدھی رات کو گیٹ کھلوایا کہ جماعت کے ذمہ دار احباب سے میں نے ملاقات کرنی ہے چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے صحن میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب حضرت مرزا عزیز احمد صاحب۔ حضرت مرزا عبد الحق صاحب اور حضرت ملک غلام فرید صاحب اور بعض دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ خاکسار نے اپنے کانوں سے سنا کہ میجر آرنسن نے کہا میں لاہور سے کنوائے لایا ہوں۔ کھانے پر فلاں مجسٹریٹ نے بتایاہے کہ پروگرام یہ ہے کہ احمدی مردوں کو قتل کردیا جائے اور عورتوں کو اغوا کرلیا جائے اور میں یہ سن کر آیا ہوں کہ کہوں کہ آپ لوگوں نے بہت قربانی کی ہے۔ اب جائیں

ضائع نہ کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ لاہور سے کنوائے لاکر آپ سب کو بحفاظت لے جاؤں گا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہم اپنے امام کی ہدایت پر یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کی ہدایت کے بغیر یہاں سے نہیں جاسکتے۔ خواہ حکم کی تعمیل میں ہماری جانیں چلی جائیں۔ آپ لاہور جاہی رہے ہیں آپ حضرت امام جماعت احمدیہ سے جو کچھ چاہیں بیان کریں چنانچہ ان کی ملاقات کا غالباً الفضل میں ذکر ہے۔

تبدیل شدہ حالات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منشاء تھا کہ ذمہ دار افسران نیز کارکنان کو لاہور منگوالیں قادیان میں جماعتی کام مستقل طرز پر شروع کئے جاسکیں۔ چانچہ حضور کی ہدایت پر یہ بزرگان اور کارکنان قادیان سے تشریف لے گئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے بعد حضرت مولانا جلال الدین شمس کی گرفتاری کا خطرہ ہوا۔ مس میردولا سارا بائی جو ایک وقت میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی جنرل سیکرٹری رہ چکی تھیں اور مہاتما گاندھی جی نے پنڈت نہرو اور موصوفہ کو بھائی بہن بنادیا تھا۔ قادیان سے لاہور گئیں تا اغواشدہ خواتین کی برآمدگی میں مدد حاصل کریں۔ حضرت مصلح موعود نے پوری مدد دی اور اعلان فرمایا کہ خطرہ مول لے کر بھی احمدی احباب مجھے یا حکام کو اطلاع دیں۔ موصوفہ کو بتایا کہ احمدی ایسے گندے کام نہیں کرتے۔ دوبارہ قادیان آنے پر انہوں نے حضرت شمس صاحب کو گرفتاری سے بچایا۔

۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء کو آخری قافلہ محلّہ دارالانوار سے روانہ ہوا۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے منارۃ المسیح کی طرف منہ کرکے کہا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے قادیان کی بستی۔ ہم تو نہیں جانا چاہتے۔ لیکن تیری بستی کے رہنے والے ہمیں نہیں رہنے دیتے۔ ہم مجبور ہیں۔

پھر جانے والے اور رہنے والے ایک دوسرے سے حتیٰ کہ بعض غیر مسلم بھی لپٹ لپٹ کر آہ وزاری سے روئے۔ اس طرح جانے والوں کو الوداع کہا گیا۔ اور درویشی دور کا آغاز ہوا۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ امیر مقامی اور نائب ناظر اعلیٰ۔ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور نائب امیر مقامی مقرر ہوئے۔ اور بعض دیگر ممبران بھی تھے۔ یہ انجمن صدر انجمن احمدیہ تحریک جدید بھی تھی اور مقامی انجمن بھی ہدایت تھی کہ جو تھوڑا سا روپیہ ہے اسے بہت کفایت سے خرچ کیا جائے۔ باتنخواہ کارکنان کے سوا دوسروں کو لنگر سے کھانا اور اوپر کی ضروریات کیلئے پانچ روپے ماہوار ملتے تھے۔

دن رات خطرہ ہونے کی وجہ سے موجودہ احمدیہ شفاخانہ کے ایک کمرہ میں مکرم افتخار احمد صاحب اشرف درویش کی ڈیوٹی تھی۔ ایک کاپی پر بازار جانے والوں کے نام درج کرتے تھے اور کسی ایک کی ذمہ داری پر بھیجتے تھے۔ اور واپسی پر نوٹ کرتے تھے کہ یہ آگئے ہیں۔

بٹالہ اور امرتسر کام کیلئے جانے پر پولیس تھانہ میں رپٹ درج کی جاتی اور سلسلہ کے خرچ پر ایک سپاہی ساتھ جاتا اور واپسی پر بھی رپٹ درج ہوتی۔

پہلی بار بٹالہ کے خزانہ سے روپیہ نکلوانے کیلئے محترم شیخ عبد الحمید صاحب تھانیدار کے ہمراہ بٹالہ گئے خاکسار مکرم فضل الٰہی صاحب درویش اور مکرم چوہدری منور علی صاحب درویش اور مکرم صلاح الدین صاحب زرگر درویش بھی ساتھ تھے۔ اور ایک ایڈیشنل سپاہی بھی۔ بعض سائیکل پر تھے تانگہ بٹالہ کے قریب پہنچا تو تھانیدار نے سپاہی کو ہوشیار کیا۔ گویا خطرہ ہے۔ تحصیل کے باہر اور بازار میں کثرت سے غیر مسلم جمع ہوگئے۔ تھانیدار صاحب نے بہت خطرہ محسوس کیا غیر مسلموں نے کہا کہ ہم صرف مسلمانوں کو دیکھنے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔

آہستہ آہستہ پولیس کو ساتھ لیکر جانے کا طریق ختم کردیا گیا۔

محترم مولوی برکات احمد راجیکی بی اے درویش ناظر امور عامہ و خارجہ اس محصوریت کو ختم کرنے کیلئے اور گرد کے دیہات میں ہمدرد دوستوں کے پاس بعض درویشوں کے ساتھ جاتے تھے۔ ایک ڈی ایس پی بٹالہ نے ذمہ دار افراد کو پولیس تھانہ قادیان میں بلا کر وارننگ دی کہ دیہات میں نہ جایا کریں۔ اگر کوئی حرج مرج ہوگیا تو ہند و پاک جنگ کا خطرہ ہے۔ میں صاف صاف بتادوں گا کہ میں نے وارننگ دے دی تھی۔

جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء مسجد اقصیٰ کے برآمدہ کے شمالی حصہ میں ہوا۔ ایک تقریر میں بتایا کہ ”داغ ہجرت“ کی پیشگوئی ۱۸۹۷ کی ہے۔ جو پچاس سال بعد پوری ہوئی قادیان کی واپسی کی پیشگوئی بھی ہے جو پوری ہوکر رہے گی۔ اس پر جماعت کا شدید بائیکاٹ کیا گیا۔ مکرم چودھری عبد الحمید صاحب درویش نے دودھ گڑھ وغیرہ کی دکان کھولی تو بائیکاٹ کرنے والے کسی چیز کو لانے نہیں دیتے تھے۔ بڑے باغ سے باہر دور تک میٹنگ کرتے تا کوئی دودھ نہ پہنچائے۔ جناب میجر ڈاکٹر قاضی محمود احمد صاحب درویش نے بازار میں ایک چھوٹا سا ہسپتال کھولا۔ وہاں سے مریضوں کو لے جاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف غالباً ۱۹۴۸ء میں بوجہ احمدیت کوئٹہ میں شہید کردئے گئے۔

ایک اجتماع میں بائیکاٹ جاری رکھنے کا فیصلہ ہوا لیکن ایک پرانے غیر مسلم نے شدید مخالفت کی کہ احمدیہ جماعت نے ہمیں تقسیم ملک سے پہلے بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ ہم بائیکاٹ نہیں کریں گے۔ اس طرح بائیکاٹ ختم ہوگیا۔

سکیم یہ تھی کہ تین تین ماہ بعد درویشان کا تبادلہ ہوا کرے گا درمیان میں معمولی قافلہ آنے پر اشد ضرورت رکھنے والوں کو بھجوایا جاتا تھا مارچ ۱۹۴۸ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد تشریف لائے اور بعض اور افراد بھی اور قادیان سے حضرت مرزا ظفر احمد محترم مرزا خلیل احمد اور محترم بابا شیر ولی صاحب کا تبادلہ ہوا۔

پھر مئی ۱۹۴۸ء میں تبادلہ ہونا تھا۔ بیت الفکر میں حضرت مرزا وسیم احمد صاحب بہت دعائیں کرتے تھے کہ آپ کو قادیان ہی میں رہنے کا موقع ملے۔ قادیان میں مخالف جماعت لوگوں نے ان تبادلوں پر اعتراض کیا اور یہ طریق ہمیشہ کیلئے بند ہوگیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے نظارۃ دعوۃ و تبلیغ کو منظم کیا۔ پھر بطور نائب ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۷۷ء میں حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب کی وفات کے وقت سے ماسوا تھوڑے سے عرصہ کے امیر مقامی و ناظر اعلیٰ کا کام الحمد للہ کر رہے ہیں۔ محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز نے حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق بتدریج مالی نظام کو مستحکم کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات تھیں کہ خرچ بہت کم کیا جائے۔ غیر مسلموں سے حسن سلوک کیا جائے۔ کوئی سختی نہ ہو جس سے ہمارے مقاماتِ مقدسہ کی ہتک تک نوبت پہنچے۔ دعائیں بہت کی جائیں قادیان سے بھی زیادہ اس طرف کو خطرہ ہے۔ روزے رکھیں تراویح کی طرح نماز تہجد مسجد مبارک میں ہوا کرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ میں کچھ وقت صرف کیا جائے مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اور مسجد مبارک میں بہت دعائیں کریں۔ یاد رکھیں کہ دعاؤں اور برکتوں کی جگہ قادیان ہے۔ وہاں ٹھہرنے والے مقامات مقدسہ کی ڈیوٹیوں کے علاوہ جماعتی تنظیم کی مضبوطی کا کام بھی کریں گے۔

حضورؓ نے ایک درویش کو فرمایا اگر مجھ پر خلافت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں بھی قادیان میں درویشوں میں ٹھہرتا۔

ایک کمشنر صاحب کے قادیان آنے پر مقامی تھانیدار نے درویشوں کے اہل و عیال کے منگوانے کی مخالفت کی اور کہا کہ ہم ان کی عورتوں کی حفاظت نہیں کرسکتے۔ پھر محترم فضل الٰہی خان صاحب درویش نے اپنے طور پر کوشش کی اور سب سے پہلے اپنی اہلیہ صاحبہ مع ایک بیٹے اور ایک بیٹی کے یہاں منگوایا۔ پھر آہستہ آہستہ درویشان کے اہل و عیال آنے شروع ہوگئے۔ بعض درویشوں کی بیویوں نے پنجاب کے تقسیم ملک کے حالات کے خوف سے قادیان آنے سے انکار کردیا اور طلاقیں لے لیں۔ اور حضور کے ارشاد پر اکثر غیر شادی شدہ افراد نے ہندوستان میں شادیاں کرلیں اب ان کی اولاد میں سے ساٹھ ستر لڑکے اور لڑکیاں انگلستان۔ جرمنی ڈنمارک وغیرہ یورپ۔ مصر امریکہ۔ کنیڈا اور انڈونیشیا میں بیاہے گئے ہیں ابتدا میں ایسا تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ جو غیر مسلم پاکستان سے آکر ہماری جائیدادوں پر قابض ہوئے ہیں وہ بھی مجبور اور معذور ہیں۔ وہ بھی اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں۔ ان سے حسن سلوک کریں۔ یہ بھی فرمایا کہ احمدیت کی تعلیم یہ ہے کہ جس حکومت کے ماتحت رہتے ہو اس کے فرماں بردار رہو اور اس کے قانون کی پابندی کرو اس تعلیم پر عمل کئے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ قانون توڑنا اسلام میں جائز نہیں۔ البتہ ملک کے قانون کے ماتحت اپنے حق مانگنے منع نہیں۔

جماعت کا روپیہ بٹالہ کے ایک بنک میں جمع تھا اس کے دینے سے انکار کیا گیا۔ قادیان اور دیگر اضلاع میں واقع جائیدادیں بھی جماعت کے قبضہ میں نہ تھیں۔ بنک والی رقم کے سلسلہ میں محکمہ کسٹوڈین میں مقدمہ ہوا۔ اس سلسلہ میں دلی کے ایک مشہور قانون دان اور احمدی وکیل محترم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی پیش ہوئے اور بالآخر اس بارہ میں حکومت کے مرکزی فیصلہ کے مطابق مقدمہ محکمہ کسٹوڈین میں جاری ہوا۔

درویشان کے محلہ پر کرایہ عائد کیا گیا۔ رقمیں طلب کی گئیں۔ محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز کی خاص کوشش سے کرایہ ختم ہوا۔ اور پناہ گزینوں کی خرید کردہ جائیدادوں کی قیمتوں کے تناسب کے مطابق کم کرائی گئی اور اڑھائی لاکھ روپیہ کئی اقساط میں ادا کرنے کی منظوری ہوئی۔

دار المسیح۔ دار حضرت خلیفہ اول بڑے باغ کی قیمتیں ادا کی گئیں۔ اس سلسلہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد اور محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز اور بعض احباب پر مشتمل وفد نے جناب نہرو جی سے اور وزیر بحالیات جناب کھنہ صاحب سے ملاقات کی تھی جو بالآخر الحمد للہ کامیاب ہوئی تھی۔

کسٹوڈین کے مقدمات گورداسپور۔ بٹالہ۔ امرتسر اور ہوشیارپور میں ہوتے رہے۔ مقدمات کے اکثر آخری حصہ کی پیروی خاکسار ملک صلاح الدین نے کی دہلی بھی اس سلسلہ میں جانا پڑا۔ باوجودیکہ قابضوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ قبضہ نہیں دیں گے۔ الحمد للہ قریباً تمام کے قبضے ملے۔ یا متبادل جائیدادیں۔ کچھ عرصہ خاکسار کے ساتھ محترم چودھری محمود احمد صاحب عارف درویش بھی جالندھر جاتے رہے اور متبادل اراضی کے حصول کیلئے محترم چودھری محمد طفیل صاحب درویش اور محترم چودھری عبد الحق صاحب درویش نے جو دونوں پٹواری رہ چکے تھے۔ بیش قیمت مدد دی۔ سرکاری ریکارڈ سے معلوم ہوا کہ قریباً تین لاکھ روپیہ کی جائیدادوں کے کاغذات ہمارے پاس نہیں جو صدر انجمن احمدیہ کے پاس رہن تھیں ان کی نقول حاصل کرکے سوائے ایک کے باقی مقدمات خاکسار نے کئے الحمد للہ ان میں کامیاب ہوکر وصولی ہوئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیغامات میں فرمایا تھا۔

۱۔ اگر خدانخواستہ بیرونی جماعتوں پر کوئی آفت آئے تو قادیان کی جماعت کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ احمدیت اور اسلام کا جھنڈا قائم رکھنا ان کا فرض ہے۔ بہر حال احمدیت کا بیج دنیا سے مٹ نہیں سکتا“۔

۲۔ ۲۹ر نومبر ۱۹۴۸ء کے پیغام میں فرمایا کہ ” میں آسمان پر خدا تعالیٰ کی انگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اسے رد نہیں کرسکتی۔ اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلی پاؤ اور خوش ہوجاؤ“۔

” تم نرمی کرو اور عفو سے کام لو اور خدا کے

بندوں کی بھلائی میں لگے رہو۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے بھی دل ہیں وہ ان کے دلوں کو بدل دے گا۔۔۔ یا ایسے حاکم بھیج دے گا جو انصاف اور رحم کرنا جانتے ہوں۔ تم لوگ جن کو قادیان میں رہنے کا موقعہ ملا ہے۔۔۔ تاریخ احمدیت میں عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے اور آنے والی نسلیں تمہارا نام ادب اور احترام سے لیں گی۔۔۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو"۔

۳۔ جلسہ سالانہ ۱۹۴۸ء کے پیغام میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قادیان سے ہجرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"قادیان کا حادثہ۔۔۔ اس قسم کے واقعات میں سے ہے جو قوموں کو بڑا بنایا کرتے ہیں"۔

"گو احمدیہ جماعت کی اکثریت قادیان کو چھوڑنے پر مجبور ہوئی ہے۔ اور اب صرف چند سو احمدی قادیان میں رہ گئے ہیں۔ لیکن قادیان پہلے سے زیادہ دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے اور اس کی وجہ وہی قربانی اور شاندار نمونہ ہے جو قادیان کے احمدیوں نے پیش کیا۔ اور آپ لوگ اس قربانی کی مثال کو زندہ رکھنے والے ہیں۔ اور اس وجہ سے سب سے زیادہ مبارک باد کے مستحق ہیں"۔

الحمد للہ حالات معمول پر آنے پر پرائمری مدرسہ۔ پھر مدرسہ احمدیہ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور نصرت گرلز سکول اور پھر کالج کھلے۔ تحریک جدید کا شعبہ جاری ہوا۔ وقف جدید کی نظامت قائم ہوئی۔ بکثرت مبلغین اور معلمین تیار ہو رہے ہیں۔ جن سے کشمیر سے کنیا کماری اور آسام تک اور پھر ممالک سکم و نیپال تک احمدیت پھیل رہی ہے۔ اور صوبہ ہریانہ اور صوبہ ہماچل میں جہاں احمدی نہیں تھے۔ احمدیت کی کئی درجن شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ قادیان کے نواح میں ضلع امرتسر وغیرہ میں جماعتیں قائم ہوئیں ہیں۔ امسال ہندوستان میں پونے تین لاکھ افراد آغوش احمدیت میں آئے۔ بدر ۱۹۵۱ء جاری ہے۔ مشکوۃ دو ماہی جاری ہے۔ فیکس کی مشین لگ چکی ہے اور کمپیوٹر سے پریس طباعت کرتا ہے۔ ایک شاندار بلڈنگ امریکہ وغیرہ ممالک کے مہمانوں کیلئے تعمیر ہوئی ہے۔ ایک اور اعلیٰ چار منزلہ بلڈنگ بھی تعمیر ہوئی ہے جس کا ایک حصہ ایک احمدی نے خرید لیا ہے۔ اور بھی بہت سی تعمیرات کا پروگرام ہے الحمد للہ چندہ جات کی مقدار بھی تیزی سے ترقی پذیر ہے۔

قادیان میں شاندار صد سالہ جلسہ منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ دسمبر ۱۹۹۱ء میں تشریف لائے۔ ایک گہرا اور مستقل اثر غیر مسلم پبلک پر ہوا۔ حضور کا پروگرام قادیان کو بین الاقوامی طور پر ترقی دینے کا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا عزم تھا کہ قادیان سے اسلام کا جھنڈا بلند رکھا جائے۔ سو حضور اور بعد کے خلفائے کرام کی خاص توجہات سے اس سمت میں کامیابی اور کامرانی منظر عام پر آرہی ہے۔ اور اس کی چکا چوند مخالفین کی آنکھوں کو چندھیا رہی ہے۔ احمدیت کا بیج جو ابتدا میں بالکل ننھا تھا۔ ہندوستان میں بھی ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر کے لاکھوں انسانوں کو اپنے زیر سایہ پناہ دے رہا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اس وقت قادیان اور ہندوستان میں انہتر درویشان زندہ ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ ان کے انجام بخیر ہوں۔ ان کی نسلیں اور ان کے قائم مقام ہر طرح کامیاب و کامران ہوں۔

تاثرات بابت درویشان

حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانیؓ اور محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کے تاثرات یہ تھے کہ درویشان میں غیر معمولی تبدیلی آئی ہے۔ وہ ذوق و شوق سے ذکر الٰہی اور مطالعہ مقبرہ کی صفائی اور خدمت خلق میں مصروف رہتے ہیں۔ اور قادیان میں قیام کی توفیق کو فضل الٰہی سمجھتے ہیں۔
(الفضل ۱۰ر جنوری و ۸ جون ۱۹۴۸ء)

احراری اخبار "آزاد" بابت ۲۶ر مئی ۱۹۴۸ء نے لکھا کہ سجادہ نشین جن اوقاف کی کمائی عمر بھر کھاتے رہے، اغیار کے سپرد ان شعائر اللہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ ایک سجادہ نشین نے کہا کہ ان کے بزرگ حضرت صاحب نے خواب میں کہا ہے کہ میں پاکستان جا رہا ہوں تم بھی چلو۔ ان لوگوں نے پاکستان میں عرس منانے شروع کر دیئے۔ لاہور کے ایک اخبار نے ملک صلاح الدین قادیان کا ایک مکتوب شائع کیا جس میں بتایا کہ حضرت مرزا صاحب کے مزار کی حفاظت کیلئے جاں نثار موجود ہیں۔ ابتداء میں تو ظاہری حالات کے ماتحت قریباً یقین تھا کہ ہم موت کے گھاٹ اُتار دیئے جائیں گے۔۔۔ ہمارے یہاں قیام سے بفضلہ تعالیٰ اغوا شدہ مستورات کو (ان کی برآمدگی کے سلسلہ میں ناقل) بہت فائدہ ہوا ہے۔

مسٹر ایچ آر وہرا (نمائندہ خصوصی) روزنامہ سٹیٹسمین نئی دہلی نے ۱۸ر نومبر ۱۹۴۸ کے شمارہ میں لکھا کہ "قادیان میں تین سو تیرہ مومنین باوجود سرکاری افسران کی ابتدائی مخالفت اور غیر مسلم پناہ گزینوں کی عداوت کے قادیان میں موجود رہے۔ جس کی وجہ اپنی جماعت کے اصولوں کا غیر متزلزل ایمان۔۔۔ اور تمام مذاہب کیساتھ ان کی رواداری کی تعلیم ہے۔۔۔ (اسی لئے) اب بھی جبکہ جماعت کی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے۔۔۔ (غیر مسلم) یتیموں کی ایک تعداد اپنے وظائف حسب معمول۔۔۔ حاصل کر رہی ہے"۔

روزنامہ آریہ ویر جالندھر بابت ۲۴ مئی ۱۹۵۴ء نے جلسہ سالانہ کے بارے لکھا کہ لیکچر بڑے عالمانہ۔ اسلامی تعلیم میں رنگے ہوتے ہیں۔ قرآنی حقائق بتلائے جاتے ہیں۔ آریہ سماج کے جلسہ میں اتنی حاضری نہیں ہوتی۔ تنظیم اور تبلیغی روح اور پابندی نماز قابل تعریف و تقلید ہے۔

آریہ سماجی لالہ جگت نارائن جی چیف ایڈیٹر ہند سماچار نے جب وہ وزیر تعلیم تھے بیان کیا کہ "احمدیہ فرقہ کی عظیم روایات ہیں اور اس کے نام لیواؤں نے دنیا بھر میں شہرت و عزت پائی ہے اس لئے ہندوستان کو آپ پر فخر ہے"۔
(بدر ۲۰ر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

جناب سردار پرتاپ سنگھ کیروں نے جب وہ چیف منسٹر پنجاب تھے ایک تقریر میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا کہ میں۔۔۔ بالخصوص جماعت احمدیہ کی رواداری اور وسعت قلبی کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان خوبیوں والی جماعت کو پھیلنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ جماعت احمدیہ کا حق تھا کہ یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک اس کے لئے خندہ پیشانی سے اپنے دامن کو پھیلاتے۔۔۔ (احمدی) اپنے خیالات کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں تا کہ۔۔۔ انسانیت اور رواداری کا بول بالا ہو۔۔۔ احمدیہ جماعت نے اسلام کو جس رنگ میں پیش کیا ہے اس سے اسلام کی ترقی کی بنیادیں مضبوط ہو گئی ہیں" (بدر ۲ر اگست ۱۹۶۲ء)

جماعت احمدیہ ماریشس کو حکومت ہند نے اپنے سفیر کے ذریعہ یہ اطلاع دی کہ "جماعت احمدیہ ایک مستعد اور باعمل جماعت ہے اور دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ ان کی تنظیم بہت مضبوط ہے۔ جماعت کے مرد سو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں اور عورتیں پچھتر فیصدی۔۔۔ جماعت میں باہمی تعاون کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا ہے۔۔۔ (ان کا) ایک پروگرام ہے جس پر ان کی طاقتیں خرچ ہوتی ہیں۔۔۔ سب احمدی پرجوش مبلغ ہیں"۔ (اخبار LE PROGRESS ISLAMIQUE ماریشس بابت ۱۵ر مارچ ۱۹۵۸ء)

نامدھاری فرقہ کے گورو سردار جگجیت سنگھ جی نے قادیان میں ایک تقریر میں بتایا کہ "میں نے بیرونی ممالک میں خود مشاہدہ کیا ہے کہ احمدیہ جماعت کام زیادہ کرتی ہے اور باتیں کم۔ یہ ٹھوس اور پرخلوص کام کرنے والی جماعت ہے۔ اور اس کی ترقی کو کوئی روک نہیں سکتا"۔
(بدر ۲۷ر ستمبر ۱۹۶۲ء صفحہ اول)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "۔۔۔ بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔ تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازے میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے انعام پاویں"۔
(الوصیت صفحہ ۱۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنے اس معیار کو برقرار رکھنے کی توفیق دے۔ اللھم آمین۔

درویش صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

درج ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تقسیم ملک کے بعد بحیثیت درویش قادیان دارالامان میں خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔

نام	وفات
۱۔ حضرت بابا شیر محمد صاحب صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۷ اگست ۱۹۴۹ء
۲۔ بابا اللہ دتا صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۱۰ فروری ۱۹۵۰ء
۳۔ حضرت بابا محمد احمد خان صاحب عرف بھمبو صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۳۰ جولائی ۱۹۵۰ء
۴۔ حضرت منشی محمد دین صاحب واصلباقی نویس صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات یکم نومبر ۱۹۵۱ء
۵۔ حضرت عبد اللہ خان صاحب صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۱۵ر اپریل ۱۹۵۲ء
۶۔ حضرت حاجی ممتاز علی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی درویش	وفات ۱۹ر جولائی ۱۹۵۴ء
۷۔ حضرت بابا بھاگ صاحب امرتسری صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۸ جون ۱۹۵۵ء
۸۔ حضرت چوہدری شیخ احمد صاحب صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۱۰ فروری ۱۹۵۸ء
۹۔ حضرت بابا سلطان احمد صاحب صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۱۲ مارچ ۱۹۵۸ء
۱۰۔ حضرت حافظ صدر الدین صاحب صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۳۰ اپریل ۱۹۵۸ء
۱۱۔ حضرت بابا کرم الٰہی صاحب صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۲۵ ستمبر ۱۹۵۹ء
۱۲۔ حضرت بابا صدر الدین صاحب قادیانی صحابی درویش	وفات ۳ دسمبر ۱۹۶۰ء
۱۳۔ حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی صحابی درویشؓ	وفات ۵ جنوری ۱۹۶۱ء
۱۴۔ حضرت مستری عبد السبحان صاحب صحابی درویشؓ	وفات اپریل ۱۹۶۱ء
۱۵۔ حضرت بابا اللہ بخش صاحب صحابی درویش رضی اللہ عنہ	وفات ۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء
۱۶۔ حضرت حاجی محمد دین صاحب تہالوی صحابی درویشؓ	وفات ۱۹ جون ۱۹۶۵ء
۱۷۔ حضرت بابا غلام محمد صاحب صحابی درویشؓ	وفات ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء
۱۸۔ حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی درویشؓ	وفات ۲۴ نومبر ۱۹۷۴ء
۱۹۔ حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب صحابی درویشؓ	وفات ۱۴ دسمبر ۱۹۷۴ء
۲۰۔ حضرت حافظ عبد الرحمن صاحب پشاوری صحابی درویشؓ	وفات ۱۴ دسمبر ۱۹۷۴ء
۲۱۔ حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب فاضلؓ	وفات ۲۱ جنوری ۱۹۷۷ء
۲۲۔ حضرت بھائی الہ دین صاحب لاہوری صحابی درویشؓ	وفات ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء

★ ★ ★

سرزمین ہند پر امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا ورود مسعود

پچاس سالہ دَور کا ایک قیمتی سرمایہ

آج سے ٹھیک پچاس سال قبل جب آزادی وطن کے ساتھ تقسیم وطن کا بھی فیصلہ ہوا تھا سرحدی صوبہ ہونے کی وجہ سے پنجاب کے مسلمانوں کو بکثرت پاکستان کے حصہ کی طرف اور ہندوؤں و سکھوں کو بکثرت ہندوستان کے حصہ پنجاب کی طرف ہجرت کرنا پڑی تو قادیان دارالامان اور اس کے گردنواح کی مسلم آبادی بھی سوائے تین صد تیرہ درویشان کرام کے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادیان سے پاکستان کی طرف نہ چاہتے ہوئے بھی ہجرت پر مجبور ہوئی۔

اس طرح آج سے ۱۰۳ سال قبل یعنی ۱۸۹۴ء کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ہونے والا الہام الٰہی "داغِ ہجرت" آج سے پچاس سال قبل نہایت صفائی سے پورا ہوا۔

الہام "داغ ہجرت" کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بھی عربی میں الہام ہوا تھا کہ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الیٰ معاد "یعنی وہ خدا جس نے خدمتِ قرآن تیرے سپرد کی ہے۔ وہ پھر تجھے لوٹا کر لائے گا۔ چنانچہ ہجرت کے ٹھیک چوالیس سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہی خلیفہ برحق سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو قادیان دارالامان تشریف لانے کی توفیق عطا فرمادی۔

دہلی میں آمد

حضور انور نے ۱۶ر دسمبر ۱۹۹۱ء بروز سوموار ارضِ ہند پر اپنے قدم مبارک رکھے دہلی ائرپورٹ پر اور پھر مسجد احمدیہ دہلی میں آپ کا اور اہل قافلہ کا احباب جماعت ہندوستان اور ویزا پر پاکستان سے تشریف لائے احباب پاکستان کی طرف سے والہانہ استقبال ہوا۔ آپ کے ہمراہ آپ کی حرم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ کے علاوہ مسٹر ٹام کاکس M.P.Tom Cox وپریذیڈنٹ لیبر پارٹی برطانیہ اور دیگر معززین بھی شامل تھے۔ ۱۶ر دسمبر کا وہ پہلا مبارک دن تھا کہ احباب جماعت ہندوستان کو اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں مسجد احمدیہ دہلی میں پہلی مرتبہ نماز ظہر و عصر ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دہلی مسجد ایک جشن کا سا منظر پیش کررہی تھی لنگر خانہ اور دیگر سہولتوں کا مکمل انتظام تھا ہر چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا ہر شکل مسرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ۱۶ر دسمبر کے دن کو حیرت واستعجاب وفرحت وشادمانی سے دیکھ رہی تھی۔

۱۷ر دسمبر کو حضور انور بعض افراد قافلہ کے ہمراہ سکندرہ فتح پور سیکری اور آگرہ تشریف لے گئے فتح پور سیکری میں حضرت سلیم الدین چشتیؒ کے مزار پر دُعا کی۔ اسی روز حضور آگرہ سے روانہ ہوکر دہلی واپس تشریف لے آئے نماز مغرب و عشاء، مسجد احمدیہ دہلی میں جمع کرکے پڑھائی۔

۱۸ دسمبر کو حضور انور نے تغلق آباد، قطب منار کی سیر کی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر دُعا کی۔ تقریباً دو بجے حضور مسجد احمدیہ دہلی واپس تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائی۔

قادیان روانگی

۱۹ دسمبر کو حضور انور دہلی سے امرتسر بذریعہ شان پنجاب ٹرین ایک سپیشل بوگی کے ذریعہ روانہ ہوئے۔ حضور کے ساتھ اس سفر میں ایک درجن ممالک کے نمائندے تھے امرتسر سے حضور امرتسر قادیان لوکل ٹرین سے شام سات بجے قادیان دارالامان پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن قادیان پر اور ایوان خدمت سے گیٹ مسجد مبارک تک احباب جماعت نے قطاروں میں کھڑے ہوکر نہایت پیار اور عقیدت کے جذبات سے چوالیس سال کے بعد تشریف لانے والے جان و دل سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ قادیان میں حضور انور نے ۱۹ر دسمبر کے روز ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائی۔ یہ نماز کیا تھی ایک عجیب گریہ وزاری کا منظر تھا گویا خدا کے فرشتے بھی آسمان سے اُتر کر خوشی و مسرت کے آنسو بہا رہے ہوں حضور انور کا قیام حضرت ام طاہرؓ والے مکان میں رہا۔

۲۰ر دسمبر کو جمعۃ المبارک تھا حضور نے مسجد اقصیٰ میں نماز فجر پڑھائی نماز فجر کے بعد بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دُعا کی اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مزار پر، اپنی والدہ محترمہ کے مزار پر اور دیگر بزرگوں کے مزاروں پر دُعا کی اور جب تک حضور قادیان میں رہے حضور انور کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور بہشتی مقبرہ تشریف لے جاتے اور پھر ہلکی سیر کے بعد اپنے قیام گاہ کو لوٹتے روزانہ ہی بھاری تعداد میں لوگ گلیوں، چوراہوں، سڑکوں مسجدوں، قیام گاہوں اور بہشتی مقبرہ میں حضور کے دیدار کرتے آپ کی ایک ایک جھلک سے اپنی روحانی پیاس بجھاتے اور پھر دوسرے ہی لمحے اس مقام پر پہنچنے کی کوشش کرتے۔ جہاں حضور انور کے پہنچنے کی توقع ہوتی ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں نظر آتا ہر ایک یہی دیکھتا کہ حضور انور اُسی کو مسکرا کر دیکھ رہے ہیں حضور انور کا خوش آمدید کا ہاتھ گویا اسی کی خاطر ہل رہا ہے۔ ملاقات کا یہ ایک عجیب سماں ہوتا تھا جسے اُن دنوں ہر ملاقاتی نے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان سکھ ہو یا عیسائی بہت اچھی طرح محسوس کیا ہوگا۔ لوگ دوڑ دوڑ کر آتے اور عملہ حفاظت کی پروانہ کرتے ہوئے حضور کے گلے لگ جاتے اور وہ رحمتِ مجسّم بھی ہر ایک کو گلے سے لگاتا پیار کرتا حال احوال پوچھتا اور محبت کے خزانے لٹاتا ہوا بجلی کی سی چمک کی طرح آگے کی طرف بڑھ جاتا اور پیاسے پھر کنوئیں کی طرف بھاگنے شروع ہو جاتے۔ حضور انور کی اپنی قیام گاہ سے باہر نکل کر دوبارہ قیام گاہ میں تشریف لے جانے کی منظر کشی قلم کی طاقت میں نہیں جو لوگ ان دنوں قادیان میں ہوں گے ان کے سینوں میں یہ خزانے محفوظ ہوں گے اور آج تک اس کی یاد سے لطف اندوز ہوتے ہوں گے۔

پہلا خطبہ جمعہ

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ ۲۰ر دسمبر جمعہ کا روز تھا۔ اس روز حضور انور نے قادیان کی جامع مسجد اقصیٰ میں چوالیس سال کے طویل وقفہ کے بعد پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ممبر مسجد اقصیٰ کے بیرونی برآمدے میں درمیانی محراب کے عین وسط میں رکھا گیا۔ حضور انور نے فرمایا اسے عین اُسی جگہ رکھا جائے جہاں یہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ بالکل اسی جگہ حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

جماعت احمدیہ قادیان کی جانب سے استقبالیہ

۲۱ر دسمبر کو حضور انور نے معمول کے کاموں کے علاوہ دفتری اُمور بھی سرانجام دیئے اور نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔ اور ٹھیک چار بجے جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں پیش کئے جانے والے استقبالیہ میں شرکت فرمائی اور بصیرت افروز خطاب سے نوازا بعد نماز مغرب محفل سوال و جواب میں احباب جماعت کے علمی و دینی سوالات کے جواب دیئے یہ مجلس تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

معائنہ انتظام جلسہ سالانہ

۲۲ر دسمبر کو حضور انور قیام گاہ مستورات میں تشریف لے گئے روٹی پکانے والی مشین اور پریس و لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا جلسہ سالانہ کے دفاتر میں معاونین سے ملاقات فرمائی۔ نماز اور بعد نماز مغرب و عشاء مجلس سوال و جواب منعقد فرمائی۔ ہند سماچار اخبار کا نمائندہ حضور سے ملاقات کیلئے آیا اس طرح آج بھی مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔

جلسہ سالانہ سے قبل کے ایام میں پاکستان و ہندوستان سے تشریف لانے والی جماعتوں نے جماعتی سطح پر اور انفرادی طور پر بھی حضور سے ملاقاتیں جاری رکھیں۔ اور ان ملاقاتوں پر حضور انور کا کثیر وقت صرف ہوا۔

جلسہ سالانہ قادیان

۲۶ر دسمبر ۱۹۹۱ کو صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کا مبارک دن تھا جلسہ ٹھیک دس بجے شروع ہوا۔ دس بجکر بیس منٹ پر حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور اجتماعی دُعا کرائی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس جلسہ سالانہ میں حضور انور کے افتتاحی اور اختتامی خطاب کے علاوہ مستورات سے بھی حضور نے خطاب فرمایا۔ جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ۲۷ دسمبر ۹۱ء کو حضور انور نے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کے سال نو کے آغاز کا اعلان فرمایا۔

اس جلسہ سے لیبر پارٹی انگلستان کے

پریذیڈنٹ مسٹر Tom Cox اور سپریم کورٹ
غانا کے جج اور وزیر قانون Mr. Ikins اور روسی
نمائندہ Mr. Ravil Bukharaiev نے
بھی خطاب فرمایا وزیر اعظم کینیڈا کا پیغام سنایا گیا۔
۱۲ ہونہار طلبہ کو تمغہ جات تقسیم کئے گئے۔ اس
جلسہ کی ایک خاص بات یہ رہی کہ حضور انور نے
اپنی ایک نظم خاص اس موقع کیلئے لکھی جو صد
سالہ جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں سنائی گئی
اس کا پہلا شعر تھا۔

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا
جیسی سندر تھی وہ بستی ویسا وہ گھر بھی سندر تھا

صد سالہ جلسہ کی مفصل رپورٹ بدر ۱۶/
جنوری کے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔

بیعت

مورخہ ۲۸/ دسمبر ۹۱ء بعد نماز مغرب
عشاء ۴۰ افراد نے حضرت امیر المومنین کے
دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس
کے علاوہ حضور کی روانگی تک مختلف اوقات میں
لوگوں نے بیعتیں کیں۔

مجلس شوریٰ

۲۹/ دسمبر ۹۱ء کو ٹھیک دس بجے صبح حضور
انور نے جلسہ گاہ میں بھارت کی مجلس شوریٰ کی
صدارت فرمائی۔ اس شوریٰ میں بھارت کی ۹۷
جماعتوں کے ۲۸۵ اور پاکستان کے علاوہ دیگر
بیرونی ممالک کے ۱۹۶ کل ۴۸۱ ممبران نے
شرکت کی اس شوریٰ میں جو در حقیقت بھارت
کے احمدیوں کی قسمت کے بدلنے والی تھی حضور
انور نے بہت سے تاریخی فیصلے فرمائے۔ جن کے
شیریں ثمرات سے اہل ہند آج تک مستفید
ہو رہے ہیں۔

غیر ملکی معززین کے اعزاز میں استقبالیہ

۳۰/ دسمبر ۹۱ء کو دیگر مصروفیات کے علاوہ
حضور انور نے بعض غیر ملکی معززین کے اعزاز
میں دیئے گئے عشائیہ میں بنفسِ نفیس شرکت
فرمائی۔
۳۱/ دسمبر کو مکرم محمد عزیز صاحب ابن مکرم
کریم بخش صاحب آف پونچھ اور مسٹر جوزف
کونڈلر آف جرمنی نے شرف بیعت حاصل کیا۔

نئے سال کی مبارکباد

۱/ جنوری ۹۲ء کو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد
حضور انور نے فرمایا:-
"ہندوستان میں نئے سال کے پہلے دن پہلی
باجماعت نماز آپ سب کو بے حد مبارک ہو خدا
کرے کہ قادیان سے یہ نور نکل کر ساری دنیا میں
پھیلے"
شام پانچ بجے حضور انور نے اساتذہ و طلباء
مدرسہ احمدیہ اور مبلغین و معلمین کرام سے ملاقات
فرمائی اور تعلیم و تدریس کے متعلق گفتگو فرمائی۔
۳/ جنوری کو حضور انور نے خطبہ جمعہ مسجد
اقصیٰ قادیان میں ارشاد فرمایا۔
شام پانچ بجکر ۳۵ منٹ پر جالندھر ٹی۔وی
سے نصف گھنٹے پر مشتمل جلسہ سالانہ کے متعلق
ٹی۔وی رپورٹ پیش کی گئی۔

شفقت مجسّم

۴ جنوری ۹۲ء ۔ حضور انور کی قادیان
تشریف آوری پر جہاں درویشان قادیان اور
قادیان کی احمدی آبادی اور دیگر غیر مسلم بھی
خوش تھے وہیں بچوں کیلئے تو گویا یہ ایام عید سے کچھ
کم نہ تھے یہاں تک کہ غیر مسلم بچے بھی حضور پر
گرویدہ تھے۔
حضور انور سیر کیلئے تشریف لے جاتے تو بچے
آگے بڑھ بڑھ کر حضور کے ہاتھ پکڑ لیتے اپنے
گھروں میں لے جانے کی ضد کرتے اور حضور
سب کی ہی بات مانتے چلے جاتے اور حسب
گنجائش سب کو وقت عطا فرماتے۔
چنانچہ قادیان کے سول لائن (محلہ دارالانوار)
کے ماسٹر بھوپندر سنگھ کا بچہ پرم ویر سنگھ بعمر تین
سال حضور سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ روز
جب تک حضور کو دیکھ نہ لیتا اس بچے کو چین نہ
پڑتی۔ حضور انور اس بچے کے گھر تشریف لے گئے
اور دودھ بھی نوش فرمایا۔ یہی بچہ ۲۹/ دسمبر کی
شام جبکہ حضور مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تھے
ضد کر کے اپنے والد کے ساتھ حضور کی ملاقات
کیلئے آیا۔ وقت بہت زیادہ ہو گیا اور یہ بیٹھے بیٹھے
اپنے والد کی گود میں ہی سو گیا۔ بعد اختتام شوریٰ
جب حضور انور کو اطلاع دی گئی تو یہ بچہ گہری نیند
سو چکا تھا۔ چنانچہ حضور نے اسے سوئے سوئے ہی
پیار کیا اور تشریف لے گئے۔
اس بچے کے والد نے خواہش ظاہر کی کہ ۴/
جنوری کو اس بچے کا جنم دن ہے حضور ضرور
تشریف لائیں۔ حضور نے فرمایا ہم اس رنگ میں
جنم دن منانے کے تو قائل نہیں البتہ سالگرہ کی
مبارکباد دینے ضرور آئیں گے چنانچہ حضور حسبِ
وعدہ ۴/ جنوری کو دہلی روانگی سے قبل اس بچہ
کے گھر مبارکباد دینے تشریف لے گئے۔

دہلی میں مجلس عرفان

۵/ جنوری ۹۲ء بعد نماز مغرب و عشاء دہلی
میں مجلس عرفان منعقد فرمائی جس میں بھارت کی
مختلف جماعتوں کے کم و بیش سو افراد نے شرکت
فرمائی۔ اس موقعہ پر بعض بیماروں کو حضور نے
ہومیوپیتھک نسخے بھی عطا فرمائے۔
۶/ جنوری ۹۲ء کو دہلی میں پریما شوناتھ
صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر سنڈے ٹائمز نے مشن
ہاؤس دہلی میں حضور کا تفصیلی انٹرویو لیا جو کم و بیش
ایک گھنٹہ پندرہ منٹ جاری رہا۔
اس انٹرویو کے بعد حضور انور مسجد کے قریب
ایک پلاٹ پر دعا کرنے تشریف لے گئے۔ جہاں
جماعت کی ہومیوپیتھک والیو پیتھک ڈسپنسری قائم
کی جانی مقصود تھی۔
بعد نماز مغرب و عشاء مجلس عرفان منعقد
ہوئی۔ اسی روز محترمہ شمیم ریاض صاحب بنت
منصور علی ریاض صاحب ساکن میرٹھ یو۔پی نے
حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت
کی۔
۷/ جنوری ۹۲ء۔ دن گیارہ بجے انڈین
ایکسپریس کے نمائندہ Mr. Sushil Kutty
نے حضور سے تفصیلی انٹرویو لیا۔
بعد نماز ظہر و عصر مشہور جرنلسٹ مسٹر
خوشونت سنگھ نے حضور سے ملاقات کی۔
ساڑھے ۴ بجے کالم نویس اندر ملہوترا اور
جرنلسٹ Uma Vasudeva نے ملاقات
کی۔
۸/ جنوری ۹۲ء۔ خدام حیدر آباد نے جو دہلی
مشن ہاؤس میں ڈیوٹی پر متعین تھے حضور پُر نور
سے شرف ملاقات کی۔
بعد دوپہر مکرم راجہ گلاب سنگھ صاحب کی
دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ ۱۰/
جنوری ۹۲ء کو حضرت بیگم صاحبہ اپنی طبیعت کی
خرابی کی وجہ سے لنڈن تشریف لے گئیں۔
ادھر حضور انور بذریعہ ہوائی جہاز قادیان
جانے کیلئے روانہ ہوئے اور اسی روز ۲ بج کر چالیس
منٹ پر قادیان پہنچ گئے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کو
ختم ہوئے تیرہ روز گزر چکے تھے اور حضور بھی اس
دوران دہلی تشریف لے گئے تھے، لیکن حضور انور
کی دوبارہ تشریف آوری کے منتظر ہزاروں
دیوانے ابھی قادیان دارالامان میں ہی تھے۔ جب
حضور کی کار محلہ احمدیہ میں داخل ہوئی تو ایک
ہجوم نے دیوانہ وار حضور کا استقبال کیا چونکہ آج
جمعہ کا دن تھا حضور نے اعلان فرمایا کہ جمعہ ۳ بجے
ہوگا۔
بعد نماز جمعہ حضور انور نے قادیان، ربوہ، اور
لنڈن کے بعض عہدیداران کی میٹنگ طلب
فرمائی اور نہایت مفید اور ضروری فیصلہ جات
فرمائے۔
۱۱/ جنوری ۹۲ء سے حضور انور نے نمازیں
مسجد مبارک میں پڑھانی شروع کیں۔ قبل ازیں
مسجد اقصیٰ میں اور عورتیں مسجد مبارک میں
نمازیں پڑھتی تھیں۔ حضور انور کی قادیان میں
دوبارہ واپسی دراصل قادیان کی احمدی آبادی کیلئے
آب حیات تھی جلسہ کی مصروفیات اور دیگر
مہمانوں کی ملاقاتوں کی وجہ سے اہل قادیان نے جو
ملاقاتوں میں کمی محسوس کی تھی اس کی پیاس ان ایام
میں انہوں نے دل کھول کر بجھائی۔
۱۲/ جنوری ۹۲ء کو حضور انور نے قادیان
سے باہر بعض جگہوں کا سفر اختیار فرمایا چنانچہ
حضور انور راج پورہ تشریف لے گئے جہاں
حضرت مصلح موعودؓ کی زمینیں تھیں۔
چک شریف سے ہوتے ہوئے حضور شالے
کے پتن تشریف لے گئے اور میریاں کے راستے
دریائے بیاس کے کنارے موضع چکی کے
P.W.D کے ریسٹ ہاؤس میں قیام فرمایا وہاں
سے حضور مادھوپور تشریف لائے اور وہاں سے
قادیان تشریف لائے۔

درویشان کرام کا گروپ فوٹو

۱۳/ جنوری ۹۲ء کو درویشان قادیان نے
حضور انور کے ہمراہ فوٹو کھچوائی اور قادیان کے
مردوں اور عورتوں کو ملاقات کی سعادت بخشی
حضور نے بچوں کی تعلیمی اور ورزشی مسائل کا جائزہ
لیا۔
قریباً ۵ بجے ہندوستان کی سب سے بڑی
T.V. نیوز کمپنی VIS News جو دنیا بھر کو
T.V. کی خبریں بھیجتی ہے نے حضور انور سے
انٹرویو لیا۔
قادیان کے لالہ ملاوامل اور لالہ بڈھامل جو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے
ہندو بزرگ تھے ان کے پوتوں نے حضور انور سے
ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

واپسی

۱۴/ جنوری ۹۷ء۔ حضور انور ٹھیک ۱۱ بجے
صبح چوالیس سال کی طویل جدائی کے بعد ایک ماہ
سرزمین ہند کو قدم بوسی کا شرف عطا فرمانے کے
بعد لنڈن روانگی کیلئے تیار ہوئے۔ احباب غمگین
چہروں اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ صبح سے ہی
گیٹ مسجد مبارک اور مدرسہ احمدیہ کے صحن اور
سڑکوں پر کھڑے تھے۔ حضور انور نے سب سے
مصافحہ فرمایا۔ بچوں کو پیار کیا۔ عورتوں کو ہاتھ ہلا
کر سلام کا جواب دیا اور الوداعی دعا کے لئے اپنے
ہاتھ اٹھائے۔ آقا اور غلام سب کے ہی چہروں پر
آنسوؤں کی برسات تھی۔ یہ عجیب قسم کی رقت
انگیز دعا ختم ہوتے ہی حضور کار میں یوں جلدی
سے بیٹھ گئے جیسے سردیوں کا سورج غروب ہونے
میں جلدی کرتا ہے اور لوگ ابھی اس کی گرمی اور
روشنی کے منتظر ہی ہوتے ہیں۔
کار آہستہ آہستہ رینگنے لگی دیوانے پیچھے پیچھے
دوڑنے لگے لیکن بالآخر کب تک کاروں کا قافلہ
تیز ہو گیا اور لوگ روتے دھوتے نعرے لگاتے پھر

محلہ احمدیہ کی سونی سونی گلیوں میں اکٹھے ہو گئے اور تمام دن بحالت افسردگی اپنے آقا کی بخیریت مراجعت کیلئے دُعاؤں میں مصروف ہو گئے۔

حضور انور بذریعہ ٹرین امرتسر پہنچے اور امرتسر اسٹیشن پر ہی حضور کو اطلاع ملی کہ سکھر (پاکستان) کے اسیران راہ مولیٰ جنہیں سزائے موت سنائی گئی تھی یعنی مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی اور مکرم رفیع احمد قریشی کو آج رہائی مل گئی ہے۔ گویا واپسی سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو دُعاؤں کی قبولیت کا تازہ پھل عطا فرما دیا رات ساڑھے گیارہ بجے حضور دہلی پہنچے۔

۱۵ر جنوری ۹۲ء کو حیدر آباد سے تشریف لائے ہوئے بعض احباب جماعت نے حضور پُر نور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

سکھر کے اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کی خوشی میں حضور نے دہلی مشن ہاؤس میں تمام احباب جماعت میں مٹھائی تقسیم فرمائی۔

بعد نماز ظہر و عصر حضور انور مسٹر اندر کمار گجرال (حال وزیر اعظم ہند) کی دعوت پر اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ جہاں ایک گھنٹہ کے لگ بھگ وقت گزارا۔

واپسی پر ڈیوٹی پر متعین خدام نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹوز کھچوائیں حضور انور نے از راہِ شفقت ہر ایک کو موقع عطا فرمایا اور خدام کو بہتر رنگ میں ڈیوٹی دینے پر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

رات دس بجے حضور انور مع افراد قافلہ لنڈن کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۶ر جنوری ۹۲ کو رات تین بجکر تیس منٹ پر جہاز روانہ ہوا اور صبح ۷ بجکر ۵۰ منٹ پر لنڈن وقت کے مطابق حضور لنڈن پہنچے۔

برکات

حضور انور قادیان کیا تشریف لائے ہر طرف امن و برکت کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ترقیات و فتوحات کے دروازے کھلنے لگے۔ در و دیوار نئے نئے اور فضا کھلی کھلی محسوس ہونے لگی۔ پنجاب جو عرصہ دس سال سے ملی ٹینسی کے نتیجہ میں سخت بے چینی کے دور سے گزر رہا تھا امن کی حالت کی طرف لوٹنے لگا۔ اسیران کو رہائی نصیب ہوئی اہل قادیان و درویشان کے کئی مسائل حل ہوئے۔

حضور کی آمد سے قبل بیوت الحمد کالونی، فارن گیسٹ ہاؤس کی تعمیر لنگر خانوں کی توسیع روٹی پکانے کی مشین۔ مسجد ناصر آباد کی توسیع۔ مسجدوں اور دیگر اداروں کیلئے جنریٹر، جلسہ کے موقع پر ترجمانی کی سہولیات، جدید ہسپتال کی تعمیر۔ مدرسۃ المعلمین کا اجراء جیسے اہم کام سرانجام پا چکے تھے۔

لیکن حضور کی تشریف آوری کے بعد تو گویا قادیان میں برکتوں کے سیلاب آنے شروع ہو گئے۔

☆- بھارت میں مختلف جگہوں پر سکولوں ہسپتالوں کی تعمیر۔

☆- کارکنان صدر انجمن احمدیہ کو سہولیات۔

☆- مستحق طلباء و مستحق حضرات کو قرضوں اور امدادوں کی فراہمی (بلا لحاظ مذہب و ملت)

☆- غریبوں کی شادیوں میں امداد۔

☆- تبلیغی کاموں میں بے پناہ وسعت۔

☆- مختلف صوبوں میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر۔

☆- M.T.A. کا چوبیس گھنٹے کا پروگرام۔

☆- قادیان کے دفاتر میں فیکس، کمپیوٹر اور M.T.A. کیلئے جدید کیمرے کی سہولتیں۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ احمدی احباب میں حضور کی صحبت کے نتیجہ میں ایک عجیب قسم کی روحانی کیفیت پیدا ہوئی۔

پریس

یہ ایک حیرت انگیز بات ہے کہ حضور انور کی ہندوستان تشریف آوری کو ہندوستانی پریس نے بہت دلچسپی سے لیا۔ سو کے قریب اخبارات نے حضور کی آمد اور صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان اور حضور کے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔

B.B.C. دور درشن اور آکاش وانی نے نہایت توجہ اور دلچسپی سے حضور کی آمد اور انٹرویوز پر مشتمل رپورٹیں کئی کئی مرتبہ نشر کیں۔ نیشنل اخباروں کے نمائندگان قادیان اور دہلی میں حضور سے ملتے رہے۔ اور کافی توجہ سے آپ کی تجاویز کو سن کر اخبارات میں درج کرتے رہے۔

حضور انور کی تشریف آوری کو عرصہ چھ سال کا گزر چکا ہے اللہ کرے وہ دن پھر جلد طلوع ہو کہ حضور انور کی تشریف آوری سے اہل ہند کی قسمت کا ستارہ پھر چمکے اور اندھیروں کے ماروں کو روشنی کی کرنیں توانائی اور بصارت و بصیرت بخشیں۔ آمین۔

سدا سہاگن رہے یہ بستی جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی
جس سے نور کے سوتے پھوٹے جو انوار کا اِک ساگر تھا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام

جو صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقع پر حضور نے رقم فرمایا تھا اور آپ کی زیر صدارت اختتامی خطاب بتاریخ ۲۸ر دسمبر میں پڑھ کر سنایا گیا

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اِک اپنا بھی تو گھر تھا
جیسی سندر تھی وہ بستی، ویسا وہ گھر بھی سُندر تھا

دیس بدیس لئے پھرتا ہوں، اپنے دل میں اُس کی کتھائیں
میرے من میں آن بسی ہے، تن من دھن جس کے اندر تھا

سادہ اور غریب تھی جنتا، لیکن نیک نصیب تھی جنتا
فیض رسان عجیب تھی جنتا، ہر بندہ، بندہ پرور تھا

سچے لوگ تھے سچی بستی، کرموں والی اچّی بستی!
جو اُونچا تھا نیچا بھی تھا، عرش نشیں تھا، خاک بسر تھا

دھرتی تھی اُس کی آکاشی، اُس کی پرجا تھی پرکاشی
جس کی صدیاں تھیں متلاشی، گلی گلی کا وہ منظر تھا

کرتے تھے آ آ کے بسیرے، پنکھ پکھیرو شام سویرے
پھولوں اور پھلوں سے بوجھل بُستاں کا ایک ایک شجر تھا

اُس کے سُروں کا چرچا جا جا، دیس بدیس میں ڈنکا باجا
اُس بستی کا پیتم راجا کرشن کنہیا مُرلی دھر تھا

چاروں اور بجی شہنائی بھجنوں نے اِک دھوم مچائی
رُت بھگوان ملن کی آئی، پیتم کا درشن گھر گھر تھا

گوتم بدھا بُدھی لایا، سب رشیوں نے درس دکھایا
عیسیٰؑ اُترا مہدی آیا، جو سب نبیوں کا مظہر تھا

مہدی کا دلدار محمدؐ، نبیوں کا سردار محمدؐ
نورِ نظر سرکار محمدؐ، جس کا وہ منظورِ نظر تھا

آشاؤں کی اُس بستی میں، مَیں نے بھی فیض اُس کا پایا
مجھ پر بھی تھا اُس کا چھایا، جس کا مَیں ادنیٰ چاکر تھا

اتنے پیار سے کس نے دی تھی، میرے دِل کے کواڑ پہ دستک
رات گئے مرے گھر کون آیا، اُٹھ کر دیکھا تو ایشر تھا

عرش سے فرش پہ مایا اُتری، رُوپا ہوگئی ساری دھرتی
مٹ گئی کلفت چھا گئی مستی، وہ تھا مَیں تھا من مندر تھا

تجھ پر میری جان نچھاور، اتنی کرپا اِک پاپی پر
جس کے گھر نارائن آیا، وہ کیڑی سے بھی کمتر تھا

رب نے آخر کام سنوارے، گھر آئے برہا کے مارے
آدیکھے اُونچے منارے، نورِ خدا تا حدِّ نظر تھا

مولیٰ نے وہ دن دکھلائے، پریمی روپ نگر کو آئے
ساتھ فرشتے پر پھیلائے، سایۂ رحمت ہر سر پر تھا

عشق خدا مونہوں پر وسیّ، پھوٹ رہا تھا نور، نظر سے
اَکھین سے مے پیت کی برسے، قابلِ دید، ہر دیدہ ور تھا

لیکن آہ جو رستہ تکتے، جان سے گزرے تجھ کو ترستے
کاش وہ زندہ ہوتے جن پر، ہجر کا اِک اِک پل دوبھر تھا

آخر دم تک تجھ کو پکارا، آس نہ ٹوٹی دِل نہ ہارا
مصلحِ عالم باپ ہمارا، پیکر صبر و رضا، رہبر تھا

سدا سہاگن رہے یہ بستی، جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی
جس سے نور کے سوتے پھوٹے، جو انوار کا اِک ساگر تھا

ہیں سب نام خدا کے سندر، واہے گورو، اللہ اکبر
سب فانی اِک وہی ہے باقی، آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی ربوہ وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

قرار داد تعزیت

منجاب: صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید و وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

یہ اطلاع گہرے دُکھ کے ساتھ سنی گئی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بڑے بیٹے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے داماد اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عمزاد برادر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان و ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ مورخہ ۱۰/ دسمبر ۱۹۹۷ء کو بعمر ساڑھے چھیاسی سال وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم و مغفور خلافت اولیٰ کے زمانہ میں مورخہ ۱۳/ مارچ ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے تھے اس لحاظ سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اب تک سب سے لمبی عمر آپ نے پائی ہے۔

آپ نہایت تقویٰ شعار۔ سادہ۔ منکسر المزاج اور بے لوث دین کی خدمت کرنے والے واقف زندگی تھے اور آخر وقت تک خدمت سلسلہ کے مناصب جلیلہ پر فائز رہے۔

مرحوم ممدوح کی سوانح کا سب سے ایمان افروز پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد ماجد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جن مبشر الہامات سے نوازا تھا اُن میں سے بیشتر الہامات آپؓ کے اس خوش نصیب بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب کی ذات میں پورے ہوئے۔

اس ایمان افروز تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/ دسمبر ۹۷ء میں فرمایا کہ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایک باپ کے متعلق بعض بشارتیں ہوتی ہیں لیکن اس کے بیٹے کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے متعلق بعض الہامات کے بارہ میں مجھے پورا یقین تھا کہ وہ آپ کے بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب کی ذات میں پورے ہو رہے ہیں۔

چنانچہ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارہ میں الہامات عمرہ اللہ علی خلاف التوقع (یعنی اللہ نے آپ کو خلاف توقع لمبی عمر عطا فرمائی) اور امرہ اللہ علیٰ خلاف التوقع (یعنی اللہ نے آپ کو خلاف توقع صاحب امر یعنی امیر بنایا) (تذکرہ صفحہ ۷۶۶۔ ۷۶۷ طبع اول ۱۹۳۵ء) کا ذکر کر کے فرمایا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ نے نہ ہی غیر معمولی عمر پائی اور نہ ہی آپ امیر بنائے جاتے رہے لیکن آپ کے یہ بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے ساڑھے چھیاسی سال کی لمبی عمر پائی۔ جبکہ کئی بار آپ پر شدید دل کے حملے اور دیگر عوارض کے حملے ہوتے رہے۔ لیکن ہر بار خلاف توقع صحتیاب ہوتے رہے۔ اور اس طرح الہامی بشارت کے مطابق خلاف توقع لمبی عمر پائی۔

اسی طرح خلافت ثالثہ میں بھی اور خلافت رابعہ میں بھی متعدد بار امیر بنائے جاتے رہے اور مجموعی طور پر کل ۴۵ مرتبہ امیر مقرر کئے گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور کشف ہے جس میں حضور علیہ السلام نے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارہ میں فرمایا۔

"اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔ " (تذکرہ صفحہ ۶۳۹ طبع اول ۱۹۳۵ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ خلیفہ وقت ہی مرکز سلسلہ میں امیر مقامی ہوتا ہے۔ لیکن ربوہ سے میری ہجرت کے بعد میرے حکم سے حضرت مرزا منصور احمد صاحب کو ربوہ کا امیر مقامی مقرر کیا گیا۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں میری طرف سے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بیٹے کو اپنی جگہ بٹھانا' واقعاتی لحاظ سے ثابت کر رہا ہے کہ یہ دونوں الہامات یعنی "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" اور امرہ اللہ علی خلاف التوقع" نہایت صفائی کے ساتھ حضرت مرزا منصور احمد صاحب کی ذات ہی میں پورے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک اور رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"وہ بادشاہ آیا۔ دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔"

حضور علیہ السلام اس کے آگے فرماتے ہیں "قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔ " (حوالہ ایضاً)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت مرزا منصور احمد صاحب جس جرأت اور بہادری کے ساتھ تائید حق اور باطل کو رد کرنے والے تھے بہت ہی کم میں نے دیکھے ہیں۔ خلافت کے متعلق اور میری ذات کے متعلق کسی نے اگر غلط اشارہ بھی کیا ہو تو اسکے خلاف شدید رد عمل دکھاتے تھے۔ اور خلافت کے حق میں سونتی ہوئی ایک تلوار کی طرح تھے۔

حضور انور نے جس رنگ میں مرحوم و مغفور کی بلند مرتبہ روحانی شخصیت پر روشنی ڈالی ہے اس سے آپ کی وفات کا صدمہ مزید گہرا ہو گیا ہے۔

ہر سہ مرکزی انجمنوں کے ممبران بشمول اہالیان قادیان و احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان۔ نیپال۔ سکم و بھوٹان۔ اس صدمہ اور گہرے غم میں شریک ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے اور تمام افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہمارے یہ جذبات سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز' حضرت مرحوم کی اہلیہ محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اور مرحوم کے صاحبزادہ محترم مرزا مسرور احمد صاحب جنہیں اب حضور انور نے ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ مقرر فرمایا ہے اور مرحوم کے دیگر تمام افراد خاندان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد خاندان کی خدمت میں پہنچا دیئے جائیں۔

اس قرار داد کی نقول اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن۔ الفضل ربوہ۔ اخبار بدر و رسالہ مشکوٰۃ قادیان کو بھجوا دی جائیں۔

مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان۔

بھارت میں ہماری تبلیغی وتربیتی مساعی

محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۱۵ ر اگست ۱۹۴۷ء کو وطن عزیز ہندوستان انگریزوں کے جابرانہ تسلط سے آزاد ہوا اور ساتھ ہی ہندوپاکستان نام سے نقشہ عالم پر مادر وطن کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ پنجاب کے مسلمانوں کو بکثرت اور دیگر صوبوں کے مسلمانوں کو کہیں کم کہیں زیادہ اپنے علاقوں سے ہجرت کر کے پاکستان کے علاقہ میں جانا پڑا۔

ایسے میں مرکز احمدیت قادیان کی کثیر مسلم آبادی کو بھی پاکستان ہجرت کرنی پڑی اور سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے قادیان کے مقدس مقامات کی آبادی کیلئے صرف اور صرف ۳۱۳ نوجوان عزم ووفا اور ایثار واستقلال کے پیکر بن کر یہاں مقیم ہوگئے۔ جنہیں تاریخ احمدیت میں درویشان کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ان درویشان کرام کے ذریعہ مرکز احمدیت قادیان سے نہایت مشکل اور صبر آزما وقت میں بھی تبلیغی وتربیتی کام سرانجام دیئے گئے۔ پارٹیشن کے معاً بعد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے جو صدر انجمن قائم ہوئی اس کے ناظر اعلیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء (ناظر اعلیٰ و نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے) اور ناظر دعوۃ و تبلیغ حضرت صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب (ناظر تعلیم و تربیت و ناظر دعوۃ و تبلیغ و نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب اور حضرت مرزا خلیل احمد صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۵/ مارچ ۱۹۴۸ء بحیثیت نمائندہ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تو آپ ناظر دعوۃ و تبلیغ مقرر ہوئے۔ اور حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ ناظر اعلیٰ قادیان کی وفات تک جو فروری ۱۹۷۷ء میں ہوئی۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ رہے اور پھر ناظر اعلیٰ مقرر فرمائے گئے۔ آپ کے بعد مختلف اوقات میں مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مرحوم اور مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی بھی ناظر دعوت و تبلیغ رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے نظارتوں کے قیام کے بعد سے ہی مرکز احمدیت قادیان نے بھارت کے منتشر اور تقسیم ملک سے زخم خوردہ جماعتوں کو منظم کرنے کا اہم کام شروع کر دیا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۸ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے اپنے بصیرت افروز پیغام میں درویشان قادیان کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا تھا۔

”جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کام شروع کیا اس سے آپ کی طاقت دس گنے زیادہ ہے پھر جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کام شروع کیا اس وقت قادیان سے باہر کوئی احمدیہ جماعت نہیں تھی لیکن اب ہندوستان میں بیسیوں جگہوں پر احمدیہ جماعتیں قائم ہیں ان جماعتوں کو بیدار کرنا۔ منظم کرنا، ایک نئے عزم کے ساتھ کھڑا کرنا اور اس ارادہ کے ساتھ ان کی طاقتوں کو جمع کرنا کہ وہ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کو ہندوستان کے چاروں گوشوں میں پھیلا دیں یہ آپ لوگوں کا ہی کام ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۸۸)

پھر آپ نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:۔

”پریس کو دوبارہ جاری کرنے کی کوشش کریں جب تک قادیان کا پریس واگزار نہیں ہوتا اس وقت تک ضروری اشتہارات لکھ کر دہلی بھجوایا کریں اور وہاں سے چھپوا کر ریل میں منگوا لیا کریں اور پھر ڈاک کے ذریعہ تمام ہندوستان کی جماعتوں میں تقسیم کر دیا کریں“۔

☆چونکہ گزشتہ صدمہ سے بعض جماعتوں میں کمزوری پیدا ہوگئی ہے اس کو دور کرنے کیلئے مختلف علاقوں میں مبلغ مقرر کریں تاکہ وہ پھر کے جماعتوں کی دوبارہ تنظیم کریں“۔

☆” اس وقت قادیان میں قریباً دو درجن دیہاتی مبلغ ہیں ان لوگوں کو کوشش کر کے دہلی پہنچایا جائے اور وہاں سے آگے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہیں پھیلا دیا جائے۔ یہ لوگ وہاں جا کر نہ صرف موجودہ جماعتوں کی تنظیم کریں بلکہ جماعت کو وسیع کرنے کی کوششیں کریں۔“

☆”ان جانے والوں کے بدلہ میں ہندوستان کی جماعتوں میں تحریک کر کے نئے واقفین بلوا کر قادیان میں رکھے جائیں جو قادیان میں آکر تعلیم حاصل کریں اور پھر بیرونی جماعتوں میں پھیلا دیئے جائیں“۔

☆”ان جانے والے مبلغین کو سمجھا دیا جائے اگر بعض جماعتیں گزشتہ صدمات کی برداشت نہ کر کے بالکل مردہ ہو چکی ہوں تب بھی گھبرائیں نہیں“۔

☆”چونکہ اب ملک میں ہندی کا زور ہوگا اس لئے آپ لوگ دیوناگری رسم الخط کے سیکھنے کی کوشش کریں اور ہندی زبان میں لٹریچر کی اشاعت کی طرف خاص دھیان دیں“۔

☆ہندوستانی یونین کے احمدی ہندوستانی یونین کے وفادار ہیں“۔

☆اس پیغام کے آخر پر آپ نے فرمایا۔

”ہندوستان اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کے اندر پھر سے انسانیت کو قائم کیا جائے پھر سے صلح وآشتی کو قائم کیا جائے پھر سے خدا تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں پیدا کی جائے اور یہ کام سوائے آپ لوگوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ عزم صمیم کے ساتھ اُٹھیں۔ طوفان کا سا جوش لیکر اُٹھیں اور ہندوستان پر چھا جائیں“۔

(تلخیص پیغام جلسہ سالانہ ۱۹۴۸ء)

تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں احمدی جماعتیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ ارشادات کی روشنی میں ہندوستان میں موجود احمدیہ جماعتوں کا جب جائزہ لیا گیا تو وہ تقسیم ملک سے قبل کی جماعتوں کی نسبت بہت کم پائی گئیں اور جو موجود تھیں وہ بھی تقسیم کے ہنگاموں کی وجہ سے نیم بے ہوشی کی حالت میں تھیں۔ پنجاب۔ ہریانہ ’ہماچل‘ کی اکثر جماعتیں تو قریباً ختم ہو چکی تھیں۔ راجستھان۔ یوپی اور بہار کے علاقوں کی کئی جماعتوں کے افراد بھی ہجرت کر گئے تھے چنانچہ ۱۹۴۸ء کے جلسہ سالانہ میں قادیان کے علاوہ بھارت کی ۱۶ جماعتوں کے صرف ۱۶۶ احباب ہی شریک ہوئے تھے۔ اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صرف سال ۹۶۔۹۷ میں پنجاب میں ۴۸ نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

۱۹۴۸ء سے آگے ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعتوں کی تعداد دن بدن بڑھتی رہی چنانچہ ۱۹۶۲ء میں یہ جماعتیں بڑھ کر ۱۳۰ ہو گئیں۔ (ریکارڈ دفتر نظارت تبلیغ)

بالآخر خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں یہ تعداد نہایت تیزی سے آگے بڑھی ہے یہاں تک کہ مارچ ۹۶ تک بھارت میں جماعتوں کی تعداد ۵۲۳ تھی۔ اپریل ۹۶ تا مارچ ۹۷ اس میں ۲۷۱ کا اضافہ ہو کر مارچ ۹۷ تک کل ۷۹۴ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں مرکزی مبلغین

تقسیم ملک کے بعد بھارت میں صرف ۹ مرکزی مبلغین کرام رہ گئے تھے۔ جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

ا۔ مولانا عبداللہ صاحب مالاباری (جنوبی ہند) مولوی احمد رشید صاحب مالاباری (مالابار) مولوی محمد سلیم صاحب (کلکتہ) مولوی محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی (لکھنؤ) مولوی بشیر احمد صاحب (دہلی) مولوی سمیع اللہ صاحب دھرم پرکاش (بہار) حکیم محمد دین صاحب (بمبئی) مولوی عبد المالک خان صاحب (حیدر آباد دکن) مولوی فضل الدین صاحب (آگرہ)

ان مبلغین میں سے مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی اور مولوی عبد المالک خان صاحب کچھ عرصہ تک بھارت میں کامیابی سے خدمت سلسلہ کا فریضہ ادا کرنے کے بعد پاکستان چلے گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۱۰۸)

گویا تقسیم کے بعد ہندوستان میں کل ۷ مرکزی مبلغین کرام رہ گئے تھے علاوہ ان کے تقسیم کے وقت ۴۴ دیہاتی مبلغین کرام بھی قادیان میں موجود تھے۔ جن میں سے ۱۶ پاکستان چلے گئے اور ۲۸ قادیان میں موجود رہے۔ ان ۲۸ دیہاتی مبلغین کرام میں سے چند کو قادیان کے انتظامی امور میں رکھا گیا اور باقی حضرات کو میدان تبلیغ میں بھجوا دیا گیا۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ۱۹۵۳ء کے ریکارڈ کے مطابق ان دیہاتی مبلغین کے اسماء درج ذیل ہیں۔

ا۔ مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش
۲۔ مولوی عبد اللطیف صاحب عاجز درویش
۳۔ مولوی محمد صادق صاحب عارف درویش مرحوم
۴۔ مولوی محمد ایوب صاحب درویش
۵۔ مولوی محمد احمد صاحب لوہاری
۶۔ مولوی غلام نبی صاحب درویش
۷۔ مولوی عبد الستار صاحب شاہد صالح نگر
۸۔ مولوی فتح محمد صاحب اسلم درویش مرحوم
۹۔ مولوی فیض احمد صاحب درویش
۱۰۔ مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی درویش
۱۱۔ مولوی سراج الحق صاحب درویش
۱۲۔ حکیم سراج الدین صاحب درویش مرحوم
۱۳۔ مولوی بشیر صاحب ناصر درویش مرحوم
۱۴۔ مولوی عبد المطلب صاحب درویش مرحوم
۱۵۔ مولوی عبید الرحمٰن صاحب خان درویش
۱۶۔ مولوی عثمان علی صاحب۔
۱۷۔ مولوی صمصام الدین صاحب آف اڑیسہ مرحوم
۱۸۔ مولوی سید محمد موسیٰ صاحب آف اڑیسہ
۱۹۔ مولوی سید فضل عمر صاحب کنکی۔
۲۰۔ مولوی محمد محسن خان صاحب آف اڑیسہ مرحوم
۲۱۔ مولوی غلام مہدی صاحب ناصر
۲۲۔ مولوی غلام احمد صاحب شاہ شوپیاں۔
۲۳۔ مولوی محمد رمضان صاحب بیچ مرگ
۲۴۔ مولوی شیخ حمید اللہ صاحب لولاب مرحوم
۲۵۔ حکیم غلام نبی صاحب کولہ گام۔
۲۶۔ مولوی عبد الرحیم صاحب درویش۔
۲۷۔ حکیم محمد سعید صاحب مائی سال کشمیر درویش
۲۸۔ مولوی عبد الرحیم صاحب

یہ تمام دیہاتی مبلغین کرام نہایت اعلیٰ خدمات بجا لا کے بعد ریٹائر ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور فوت ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ درجات بلند کر

جنوری ۱۹۵۴ء کے مبلغین کرام کی فہرست میں درج ذیل نام بھی شامل ہوئے۔ جنہوں نے نہایت اعلیٰ رنگ میں دینی جہاد کا فریضہ انجام دیا۔

۱۔ مکرم مولوی سید منظور شاہ صاحب عامل
۲۔ مولوی میاں سلطان صاحب
۳۔ مولوی سید نصیر الدین صاحب درویش
۴۔ مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے
۵۔ مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ
۶۔ مولوی مبارک علی صاحب
۷۔ مولوی عبدالواحد صاحب
۸۔ مولوی فضل الدین صاحب
۹۔ مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر

مارچ ۱۹۵۵ء کے ریکارڈ کے مطابق تبلیغ کا کام صرف درج ذیل آٹھ صوبوں میں چل رہا تھا۔

یوپی :	۸ مبلغین کرام
بنگال :	۴ مبلغین کرام
اڑیسہ :	۵ مبلغین کرام
مہاراشٹر :	۳ مبلغین کرام
آندھراپردیش :	۴ مبلغین کرام
کیرلہ :	۳ مبلغین کرام
کشمیر :	۸ مبلغین کرام

۱۹۵۵ء کے بعد میدان تبلیغ میں نمایاں خدمات سرانجام دیکر ریٹائر ہونے والے مبلغین کرام یا وہ جن کی وفات میدان تبلیغ میں ہوئی درج ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالحق صاحب (مرحوم) مبلغ یوپی۔ آندھرا و بہار۔
۲۔ مولانا ابوالوفاء صاحب مبلغ سلسلہ کیرلہ
۳۔ مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ آندھرا۔ و بنگال (مرحوم) دوران تبلیغ کلکتہ میں وفات۔

درج ذیل مبلغین کرام اب دیگر انتظامی یا تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یا بیرون ملک بحیثیت مبلغ تشریف لے گئے ہیں۔

۱۔ مولوی عنایت اللہ صاحب۔ سابق مبلغ دہلی
۲۔ مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ راجستھان۔
۳۔ مولوی مظفر احمد صاحب امروہی سابق مبلغ نیپال۔
۴۔ مولوی تنویر احمد صاحب خادم سابق مبلغ شاہجہانپور وانڈیمان
۵۔ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر۔ سابق مبلغ بھدرواہ۔
۶۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ سابق مبلغ سرینگر۔
۷۔ مکرم محمد یوسف صاحب بٹ۔ سابق مبلغ بھدرک بھاگلپور۔
۸۔ مکرم عبدالمومن صاحب راشد۔ سابق مبلغ بھوٹان و نیپال
۹۔ محمد اسماعیل بانڈے سابق مبلغ نیپال
۱۰۔ مولوی محمد حمید صاحب کوثر سابق مبلغ بھاگلپور حال فلسطین۔

اس وقت نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیر انتظام درج ذیل مبلغین کرام خدمت بجالارہے ہیں۔

صوبہ کیرلہ

مکرم مولوی محمد عمر صاحب۔ مکرم کے محمد علوی صاحب۔ مکرم محمد فاروق صاحب۔ مکرم ٹی ایم محمد صاحب۔ مکرم محمد اسماعیل صاحب۔ مکرم کے محمود احمد صاحب۔ مکرم سی جی جمال الدین صاحب۔ مکرم ایم ظفر احمد صاحب۔ مکرم ایم علی کنجو صاحب۔ مکرم ایم ناصر صاحب۔

آندھراپردیش

مکرم مولوی سلطان احمد صاحب۔ مکرم پی عبد الناصر صاحب۔ مکرم حافظ سید رسول صاحب۔ مکرم شمشاد احمد صاحب۔

صوبہ تامل ناڈو

مکرم پی ایم محمد علی صاحب۔ مکرم مزمل احمد صاحب۔ مکرم محمد ایوب صاحب۔ مکرم رفیق احمد صاحب۔ مکرم غلام احمد صاحب اسماعیل۔

کرناٹک

مکرم مقصود صاحب بھٹی۔ مکرم صغیر احمد صاحب۔ مکرم نذر الاسلام صاحب۔ مکرم سید شکر اللہ صاحب۔

دہلی

مکرم سید کلیم الدین صاحب۔ مکرم سید عزیز احمد صاحب

بنگال و آسام

مکرم محمد وسیم خان صاحب۔ مکرم منیر الحق صاحب۔ مکرم ابو طاہر منڈل صاحب۔ مکرم عبد الظہیر صاحب۔

صوبہ جموں و کشمیر

مکرم غلام نبی صاحب۔ مکرم عبدالسلام صاحب انور۔ مکرم رفیق احمد طارق۔ مکرم محمد سلیم صاحب راجوری۔ مکرم عطاء اللہ ناصر صاحب۔ عبدالرشید صاحب ضیاء۔ مکرم قریشی بشیر احمد صاحب۔ مکرم غلام احمد صاحب قادر۔ مکرم مصلح الدین سعدی صاحب۔ مکرم نذیر احمد صاحب مشتاق۔

اڑیسہ

مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب۔ مولوی ہارون رشید صاحب۔ مولوی سید آفتاب صاحب۔ فضل عمر صاحب محمود۔ اسماعیل احمد خان صاحب۔ مکرم سید فضل باری صاحب۔

صوبہ بہار

مولوی نسیم احمد صاحب طاہر۔ مولوی محمد معراج علی صاحب۔ مولوی سید طفیل صاحب۔ مولوی شوکت انصاری صاحب۔ مولوی شیخ محمد علی صاحب۔

صوبہ مہاراشٹر

مکرم باسط رسول صاحب۔

ہماچل پردیش

مکرم فاروق احمد صاحب نیر۔ مکرم محمد نذیر احمد صاحب مبشر۔ مکرم حبیب الرحمٰن صاحب۔

اترپردیش

مکرم عصمت علی صاحب۔ مکرم شیخ علاؤ الدین صاحب۔ مکرم شرافت احمد خان صاحب۔ مکرم مبشر احمد صاحب بدر۔ مکرم نصیر الحق صاحب۔ مکرم سید قیام الدین صاحب۔ مکرم ظفر احمد صاحب گلبرگی۔ مکرم سید فہیم احمد صاحب۔ مکرم شیخ ذوالفقار علی صاحب محمود۔ قمر الحق صاحب۔

مدھیہ پردیش

مکرم مطلوب احمد صاحب خورشید۔ مکرم محمد سعادت اللہ صاحب۔ مکرم محمد انور صاحب۔ مکرم ٹی عبد الناصر صاحب۔ مکرم پی محمد شریف صاحب۔

صوبہ ہریانہ

مکرم مولوی سفیر احمد صاحب۔ مکرم امان علی صاحب۔ مکرم منیر احمد خان صاحب۔ طاہر احمد صاحب طارق۔

صوبہ پنجاب

مکرم نصیر احمد صاحب بھٹی۔ مکرم حافظ شریف الحسن صاحب۔ مکرم انیس احمد خان صاحب۔ مکرم بشارت احمد محمود۔

دفتر زائرین کا قیام

چونکہ تقسیم ملک کے بعد سے ہی اکثر لوگوں کا قادیان کے مقامات مقدسہ کی زیارت کی طرف رجحان تھا اس لئے دسمبر ۱۹۴۸ء میں زائرین کو مساجد۔ منارۃ المسیح اور دوسرے مقامات دکھانے اور مناسب طریق سے پیغام اسلام پہنچانے کیلئے ایک خاص دفتر قائم کیا گیا۔ یہ دفتر پہلے اس رستہ میں بنایا گیا تھا جو قصر خلافت کے ساتھ ساتھ تحریک جدید کی عمارت سے دارالمسیح کی طرف جاتا ہے۔ ان دنوں مکرم سید شریف احمد صاحب۔ حضرت حاجی محمد دین صاحب آف تہال اور مکرم مولوی الہ الدین صاحب کو یہ ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۸۴)

بعد میں وقتاً فوقتاً کئی بزرگ جن میں حضرت بھائی اللہ دین صاحب ؓ مکرم مولوی محمد اسحاق صاحب مکرم مولوی بشیر احمد باگڑوی صاحب مکرم محمد احمد کالا افغانہ صاحب۔ مکرم بھائی عبدالرحیم دیانت صاحب۔ مکرم مولوی عبد الحمید مومن صاحب۔ مکرم مولوی بشیر احمد خادم صاحب اس کام کو چلاتے رہے۔ ان دنوں یہ دفتر گیٹ مسجد مبارک سے باہر دائیں جانب قائم ہے جو سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی منظوری سے خوبصورت جدید عمارت میں تبدیل کیا گیا ہے۔ ان دنوں اس کے انچارج مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش ہیں۔

عظیم شخصیتوں کو تقسیم لٹریچر

تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم ملک کے بعد ہی نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ذریعہ نہ صرف کثیر تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا بلکہ بڑی بڑی نامور ہستیوں کو اسلام واحمدیت کے لٹریچر کے ساتھ ساتھ قرآن مجید بھی تحفتاً دیا گیا۔ ذیل میں نمونہ کے طور پر چند جھلکیاں پیش ہیں۔

☆ دسمبر ۱۹۴۷ء کو کمانڈر انچیف بھارت جنرل کریاپا اور انسپکٹر پنجاب اسمبلی ڈاکٹر ستیہ پال رے قادیان آئے۔

۱۵؍ نومبر ۱۹۴۸ء کو مسٹر دوہرا نمائندہ خصوصی اخبار اسٹیٹسمین دہلی سے قادیان تشریف لائے اس طرح دسمبر ۴۸ء میں اس اخبار کے چیف ایڈیٹر مسٹر آئن سٹیفن تشریف لائے جنہیں لٹریچر دیا گیا جس کی خبر باتصویر انہوں نے ۹ و ۱۰ جنوری ۱۹۴۹ء کے اخبار میں شائع کی۔

☆ ۱۹۵۹ء میں اچاریہ ونوبا بھاوے جی قادیان تشریف لائے ان کے اعزاز میں مسجد اقصیٰ میں ایک جلسہ ہوا جن کی خدمت میں حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ ناظر اعلیٰ نے قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

☆ ستمبر ۱۹۵۹ء میں مسز اندرا گاندھی صدر کانگریس بٹالہ آئیں ان کی خدمت میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، ناظر دعوت و تبلیغ نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

☆ جولائی ۱۹۶۰ء میں علامہ نیاز فتح پوری قادیان تشریف لائے جنہوں نے بعد میں اپنے رسالہ نگار میں جماعت کے حق میں بعض مضامین لکھے۔

☆ اپریل ۱۹۶۶ء کو وزیر خارجہ حکومت ہند قادیان تشریف لائے مسجد مبارک میں آپ کو خوش آمدید کہا گیا اس کی رپورٹیں ۶۶-۴-۲۵ کے ٹریبون اور انڈین ایکسپریس میں چھپیں۔

☆ دسمبر ۱۹۵۶ء کو وزیر اعظم چین مسٹر چواین لائی کی خدمت میں قرآن مجید۔ انگریزی ترجمہ اور اسلامی لٹریچر دہلی میں پیش کیا گیا۔

☆ جنوری ۱۹۵۷ء میں وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لعل نہرو اور صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرساد کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

☆ ۱۹۶۱ء میں ملکہ برطانیہ کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔

☆ جنوری ۱۹۶۲ء میں سابق وزیر اعظم مرار جی ڈیسائی کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

☆ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سابق وزیر اعظم لعل بہادر شاستری جی کو قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

☆ ۲۲؍ اگست ۱۹۸۶ء کو صدر جمہوریہ ہند گیانی ذیل سنگھ جی کو گورمکھی ترجمہ قرآن مجید پیش کیا گیا۔

☆ فروری ۸۶ کو جماعتی وفد نے شری راجیو گاندھی وزیر اعظم ہند کی خدمت میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

☆ ۱۸؍ فروری ۸۸ء کو صدر جمہوریہ ہند شری آر وینکٹ رمن کی خدمت میں ہندی ترجمہ قرآن کی ایک کاپی اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔

مذکورہ جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم کے بعد بھارت کی اور دنیا کی عظیم شخصیتوں کو جماعت احمدیہ سے متعارف کرایا گیا ہے۔

اشاعت لٹریچر و پریس

ابتدائی دور میں لٹریچر و اخبار بدر دہلی امرتسر جالندھر سے چھپوایا جاتا تھا۔ ابتدائی دور میں محترم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے ذریعہ سکندر آباد سے بھی کثیر تعداد میں لٹریچر شائع ہوا بلکہ آپ کی جانب سے تقسیم لٹریچر کیلئے بعض اخبارات میں اشتہارات بھی دیئے جاتے تھے۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور خاندان حضرت سیٹھ شیخ حسن ؓ نے بھی حیدر آباد دیا دگیر سے کچھ کتب چھپوائیں۔

ناصر الدین حامد ولد مکرم کے زین الدین حامد۔بی۔۷۰۷ قادیان

سعید الدین حامد ولد مکرم مولوی کے زین الدین حامد۔بی۔۷۰۷ قادیان

مبشر احمد ناصر ولد مکرم مولوی مظفر احمد ناصر بی۔۲۲۴۴۔قادیان

قصور احمد ناصر ولد مکرم مولوی مظفر احمد ناصر بی۔۲۲۴۴۔قادیان

خولہ نواب نوشی بنت مکرم قاری نواب احمد گنگوہی بی۔۷۱۵۷۔قادیان

لمۃ الشافی محمود بنت مکرم شیخ محمود احمد اے۔۴۵۳۰۔قادیان

وردہ عفت بنت مکرم منظور احمد۔بی۔۵۳۲ حیدر آباد

حاشر بنت مکرم صغیر عالم۔بی۔۲۵۵۰ امروہہ

لمۃ الرب بنت مکرم سید جمیل احمد۔بی۔۱۳۵۶ جمشید پور

فائزہ امیر بنت مکرم ٹی۔کے امیر علی۔ اے۷۴۲۷ اکالکولم کیرالہ

بشریٰ ظفر بنت مکرم ظفر علی کانذگر۔اے۔۹۴۶۳ بھدروہ کشمیر

نعیم احمد ولد مکرم محمد امان اللہ۔اے۔۱۷۶۶ حیدر آباد

دانش احمد خاں ولد مکرم مسعود احمد خاں۔۱۱۲۸ کانپور

سہیل احمد عاصم ولد مکرم محمد اسمٰعیل۔اے۔۳۸۳۱ یادگیر

عادل احمد ولد مکرم عبد الحمید ڈرائیور۔۸۲۹۲ ناصر آباد کشمیر

محمد کاشف خالد ولد مکرم مولوی عطاء الرحمٰن خالد۔اے۔۸۶۰۷ نیپال

کرشن احمد ولد مکرم عزیز احمد۔بی۔۲۳ اپنڈ یجوہ

نعیم احمد ناصر ولد مکرم مبشر احمد۔بی۔۹۶۰۸ کالابن راجوری

مشہود احمد ولد مکرم وسیم احمد۔بی۔۳۱۷۳ حیدر آباد

ندیم احمد ولد مکرم سلیم احمد۔بی۔۲۲۷۶ بجوپورہ یو۔پی

اطہر احمد بلال ولد مکرم منور احمد تنویر۔اے۔۲۶۰۹ کالابن راجوری

سید محمد عثمان ولد مکرم سید فضل نعیم۔اے۔۹۳۵۵ کیرنگ اڑیسہ

حامد احمد ولد مکرم سید تسیم احمد۔ بی۔۲۹۸۴ موھیر

ٹی حزل احمد ولد مکرم ٹی محمد بشیر۔اے۔۹۲۹۰ کالکولم کیرالہ

سلمان زاہد ولد مکرم ڈاکٹر محمد زاہد قریشی بی۔۲۹۸۲۔قادیان

زبیر احمد ثانی ولد مکرم حبیب احمد شیخوپوری۔ بی۔۲۳۰۴۔قادیان

ٹی مصدق احمد ولد مکرم ٹی محمد بشیر۔اے۔۹۲۹۰ کالکولم کیرالہ

بشریٰ ملاحت ملک بنت مکرم ملک فاروق احمد۔سی۔۱۰۵۸ قادیان

سفیر احمد طاہر ولد مکرم مولوی صفیر احمد طاہر۔بی۔۳۳۱ شموگہ

عطاء احمد سولجہ ولد مکرم محمد فرید سولجہ۔بی۔۲۳۸۶ کانپور

ملک افضال احمد ولد مکرم ملک محمد اقبال۔بی۔۲۰۳۲ بھدرواہ

لئیق احمد ولد مکرم محمد رئیس صدیقی۔بی۔۲۷۱۹ کانپور

عافیہ رئیس بنت مکرم محمد رئیس صدیقی بی۔۲۷۱۹ کانپور

عرفان الرحمٰن ولد مکرم وسیم احمد شریف۔اے۔۳۶۲۶ ساگر کرناٹک

راحل خاں ولد مکرم عبد القیوم خاں۔اے۔۸۵۱۰ بھدروہ کشمیر

سلمانہ نرگس بنت مکرم وی ایم فاروق سلمان۔اے۔۲۶۱۰ ارناکولم کیرالہ

تصاویر واقفین اور واقفات نو بھارت

واقفین نو اور واقفات نو بھارت کی تصاویر کی تیسری قسط ذیل میں شائع کی جارہی ہے اس سے قبل اخبار بدر مجریہ ۱۹ / ۲۶ دسمبر ۱۹۹۶ء میں تصاویر کی دوسری قسط شائع کی جاچکی ہے جن والدین کے بچے بچیاں تحریک وقف نو میں شامل ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ ان کے پاسپورٹ سائز کے بلیک اینڈ وہائٹ فوٹو کی ایک ایک کاپی دفتر شعبہ وقف نو تحریک جدید قادیان کو بھجوادیں تاکہ آئندہ شائع ہونے والی قسط میں وہ تصاویر شائع ہوسکیں۔

(نیشنل سیکرٹری وقف نو بھارت تحریک جدید قادیان)

سفیر احمد بٹ ولد مکرم محمد رفیق بٹ۔اے۔ ۲۶۰۷ رشی نگر کشمیر

محمد لئیق بٹ ولد مکرم محمد رفیق بٹ۔اے۔ ۲۶۰۷ رشی نگر کشمیر

افتخار احمد ولد مکرم سید اسمٰعیل احمد۔اے۔ ۱۰۳۶۰ شموگہ

مدثر احمد گنائی ولد مکرم غلام رسول گنائی۔ اے ۱۰۰۵۵ رشی نگر کشمیر

سفیر احمد ولد مکرم منیر احمد فوٹو گرافر۔اے۔ ۵۳۹۷ قادیان

سید اعزاز الرحمٰن سجاد ولد مکرم ایس۔اے رحمان قدیر۔بی۔ ۲۰۰۹ شموگہ

عطاء الوهاب ولد مکرم سید حمود احمد۔ اے ۹۶۶ شموگہ

لمعۃ الشافی بنت مکرم محمد عظیم الدین۔بی۔ ۴۵۱ حیدر آباد

سعید الدین مبشر ولد مکرم محمد عظیم الدین۔بی۔ ۴۵۱ حیدر آباد

امین الدین احمد خاں شجاع ولد مکرم حمید الدین احمد خاں۔اے۔ ۲۳۸۹ حیدر آباد

کاشف احمد ولد مکرم منیر احمد ننگی۔اے۔ ۲۵۹۷ قادیان

لمعۃ الرفیق بشریٰ بنت مکرم منیر احمد ننگی۔اے۔ ۲۵۹۷ قادیان

منصور احمد ولد مکرم منور احمد شاہد۔ اے۔ ۴۸۰ قادیان

اعجاز احمد کاشف ولد عبد الرؤف بی۔ ۸۸۷۳ قادیان

باصرہ مبشر بنت مکرم مولوی محمد نذیر مبشر۔بی۔ ۳۳۳۲ چارکوٹ

فوزیہ کلیم بنت مکرم کلیم احمد ناصر۔بی۔ ۲۵۹۹ قادیان

تحمینہ کلیم بنت مکرم کلیم احمد ناصر۔بی۔ ۲۵۹۹ قادیان

تحمیدہ انور بنت مکرم انور احمد ہاتف۔بی۔ ۴۱۱۲ قادیان

ثوبانہ حفیظ بنت مکرم حفیظ احمد طاہر۔بی۔ ۳۳۲۴ قادیان

شکیل احمد غوری ولد مکرم شفیع احمد غوری۔بی۔ ۱۶۳۷ قادیان

عمر عبد القدیر ولد مکرم سراج الدین۔اے۔ ۴۶۵۵ یاکام کرناٹک

مبشر احمد خان ولد مکرم عبد المجید خاں۔ ۴۶۳۸۔ سانڈھن یو۔پی

داؤد احمد خان ولد مکرم نثار احمد خاں اے۔ ۷۰۹۹۔ امیٹھ یو۔پی

خالد الدین ولد قاضی ابوالکلام۔اے ۳۵۸ آسام

محمد کلیم رضوان ولد مکرم مولوی محمد اسمٰعیل طاہر۔سی۔ ۴۳۲ قادیان

محمد عامر رضوان ولد مکرم مولوی محمد اسمٰعیل طاہر۔سی۔ ۴۳۲۔ قادیان

نصیرہ مشتاق بنت مکرم میر مشتاق احمد۔ بی۔ ۵۲۸ حیدر آباد

دانیال ابراہیم احمد ولد مکرم داؤد ابراہیم احمد۔ اے۔ ۹۹۹۳۔ قادیان

شاہدہ ورشید بنت مکرم رشید الدین دہلوی۔ سی۔ ۶۷۱۔ قادیان

سید نعمان احمد ولد مکرم سید الیاس احمد۔ اے۔ ۲۹۲۷۔ شموگہ

☆۲۶؍ نومبر ۱۹۷۵ء کو قادیان میں لیتھو پرنٹنگ پریس لگایا گیا۔ جس سے اخبار بدر اور سلسلہ کا کسی قدر لٹریچر چھپتا رہا۔ گزشتہ سال ۱۹۹۶ء میں Offset Press لگایا گیا اس طرح Computrised کمپوزنگ کے ذریعہ اب اخبار بدر۔ رسالہ مشکوٰۃ اور سلسلہ کی دیگر کتب طبع ہو رہی ہیں۔

☆اس وقت کلکتہ اور کیننانور میں بھی جماعتی پریس کام کر رہے ہیں۔

☆گزشتہ پچاس سالوں میں قادیان سے کثیر تعداد میں اردو۔ ہندی اور انگریزی زبانوں میں لٹریچر چھپا ہے۔ درج ذیل ہندوستانی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

☆ہندی۔ آسامی۔ گجراتی۔ گورمکھی۔ ملیالم۔ مراٹھی۔ اڑیہ۔ تامل۔ تیلگو۔ اردو۔ انگلش۔

زیر طبع :۔
کنڑی۔ کشمیری۔

☆ اور چونکہ بنگالی ترجمہ بنگلہ دیش سے شائع ہو کر تقسیم ہو رہا ہے لہذا ہندوستان میں شائع نہیں ہوا۔

☆نیکوباری۔ اور ڈوگری زبان میں تراجم قرآن شائع کرنا زیر غور ہے۔

اسی طرح انگلش میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا Introduction to the study of the Holy Quran حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے۔ کشتی نوح۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ مسیح ہندوستان میں۔ ازالہ اوہام۔ توضیح مرام۔ فتح اسلام۔ ضرورۃ الامام۔ نشان آسمانی۔ آسمانی فیصلہ۔ انفاخ قدسیہ۔ شہادۃ القرآن۔ درثمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتب میں سے دعوۃ الامیر اور سیرت مسیح موعودؑ۔ نبیوں کا سردار۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ کلام محمود۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بعض خطبات۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے مذہب کے نام پر خون۔ کلام طاہر۔ خلیج کے بحران پر خطبات کی سیریز اسی طرح مختلف صوبوں سے ان کی مقامی زبانوں میں بھی اسلامی لٹریچر طبع ہو رہا ہے۔

مساجد

تقسیم ملک کے وقت ہندوستان کے دیگر شہروں کے علاوہ قادیان میں احمدی مسلمانوں کی ۱۹ مساجد تھیں۔ اس کے علاوہ عیدگاہ۔ اور سات قبرستان تھے ۔ تقسیم کے بعد صرف تین مساجد یعنی مسجد مبارک مسجد اقصیٰ مسجد ناصر آباد آباد رہ سکیں باقی تمام مساجد غیر آباد ہو گئیں۔
(تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۷۴)

درویشان کرام نے ان غیر آباد مساجد کو بھی وقار عمل کے ذریعہ صفائی کر کے آباد رکھنے کی کوشش کی۔

اب اللہ کے فضل سے مسجد دارالانوار اور مسجد کوٹھی دارالسلام بھی آباد ہیں جبکہ جلسہ سالانہ کے ایام میں مسجد نور کو بھی آباد کیا جاتا ہے۔ نیز حال ہی میں ننگل میں بھی ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی گئی۔

تقسیم کے بعد بھارت میں سب سے پہلے مسجد احمدیہ کلکتہ کا سنگ بنیاد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ۱۹؍ ستمبر ۱۹۶۲ء کو رکھا۔ اس کے بعد بھارت میں کثرت سے مساجد بننی شروع ہوئیں۔ ۱۹۸۸ء میں مسجد احمدیہ دہلی کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

اس وقت تک بھارت میں کل ۲۹۵ مساجد اور ۷۷ مشن ہاؤسز ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں منارۃ المسیح پر روغن کرایا گیا مسجد مبارک میں چپس لگوائی گئی۔ بیت الدعا کی چپس کے ذریعہ تزئین کی گئی اسی طرح ۱۹۸۰ میں منارۃ المسیح پر سنگ مرمر کی پلیٹیں لگائی گئیں۔

نمائش

صد سالہ جوبلی ۱۹۸۹ء کے سال سے ہندوستان کے درج ذیل شہروں میں نمائشیں لگائی گئی ہیں۔ جن میں اسلام واحمدیت کا مفصل تعارف۔ کتب۔ بینرز اور شیلڈز وغیرہ کے ذریعہ سے بھارت اور تمام دنیا میں جماعتی ترقی کی جھلکیاں دکھائی گئی ہیں۔

۱۔ قادیان۔ ۲۔ بمبئی۔ ۳۔ حیدر آباد۔ ۴۔ یادگیر ۵۔ اٹارسی ۶۔ بنگلور ۷۔ شموگہ۔ ۸۔ پنگاڈی۔ ۹۔ کوچین۔ ۱۰۔ مدراس ۱۱۔ سری نگر۔ ۱۲۔ جموں۔ ۱۳۔ کالیکٹ۔ ۱۴۔ دہلی۔ ۱۵۔ زانٹھ۔ ۱۶۔ پونچھ۔ ۱۷۔ اجے گاؤں۔ ۱۸۔ کلکتہ۔ ۱۹۔ بھونیشور۔ ۲۰۔ شاہجہانپور۔

تبلیغی بک سٹال

بھارت میں تقسیم کے بعد پہلا بک سٹال ۱۹۵۰ء میں آل انڈیا کانگرس سیشن کے موقع پر امرتسر میں لگایا گیا اس کے بعد اب تک ہزاروں بک سٹال لگائے جا چکے ہیں صرف اپریل ۹۶ سے مارچ ۹۷ تک ۶۸ سٹال لگائے گئے۔ اپریل ۹۶ء سے مارچ ۹۷ تک ہندوستان کے معروف ۷ کتابی میلوں میں احمدیہ سٹال لگایا گیا۔

پیشوایان مذاہب کے جلسے

تقسیم ملک کے بعد پیشوایان مذاہب کا پہلا جلسہ قادیان میں ۴؍ جولائی ۱۹۵۰ کو منعقد ہوا اور پھر اب تک ہندوستان کے قریباً تمام صوبوں میں ہر سال یہ جلسے نہایت شان سے منعقد ہوتے ہیں۔

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

تقسیم ملک کے بعد ۱۴؍ نومبر ۱۹۵۴ء کو پنڈت موہن لعل وزیر داخلہ پنجاب کی صدارت میں قادیان میں سیرت النبی صلعم کا پہلا جلسہ منعقد ہوا اور اب سال میں کئی مرتبہ ہندوستان کے طول عرض میں ایسے ہزاروں جلسے منعقد ہوتے ہیں۔

کیسٹس

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی کسی تقریب کی آڈیو ویڈیو کیسٹ تیار ہوتی تھی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں اس کا رواج عام ہوا۔ اور حضور کے خطابات جماعتوں میں پہنچنے لگے۔ اور اب سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور میں حضور کے تمام خطبات و خطابات کے کیسٹیں تمام دنیا کی جماعتوں میں پہنچ رہی ہیں۔

چنانچہ صرف اس سال بھارت میں ۱۵۷۶۸ کیسٹس تیار ہوئیں۔ اور نشر و اشاعت میں باقاعدگی سے شعبہ سمعی بصری قائم ہے۔

M.T.A

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے کہ آپ کے دور سعید میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا آغاز ہوا۔ جس کو دیکھنے کیلئے دنیا بھر کی جماعتوں میں ڈش انٹینا کے جماعتی و انفرادی انتظامات کئے گئے ہیں۔ کئی کیبل آپریٹر اس واحد اسلامی چینل کو اپنے ناظرین کی خواہش پر دکھا رہے ہیں۔

جماعتی سطح پر اب تک ۲۳۶ سینٹر بھارت میں قائم کئے گئے ہیں۔ دیگر ٹی وی سٹیشنوں سے صرف اس سال ۳۳ پروگرام نشر ہوئے جبکہ ریڈیو پر ۱۵ پروگرام نشر ہوئے۔ جن سے چار کروڑ دو لاکھ لوگوں نے استفادہ کیا۔

اسی طرح ۶۰ اخبارات نے جماعتی خبریں اور مضامین شائع کئے۔

بیعتیں

تقسیم ملک سے قبل بفضلہ تعالیٰ بیعتوں کی رفتار بہت بڑھی چنانچہ ۱۹۴۵ کے ریکارڈ کے مطابق بعض مہینوں میں کئی کئی ہزار بیعتیں ہوئی ہیں لیکن تقسیم کے بعد ابتدائی دو تین سالوں میں بیعتوں کی رفتار قریباً رک گئی۔ لیکن جب ۱۹۵۳ تک مبلغین کا جال قریباً پورے ہندوستان میں پھیلا دیا گیا تو ۱۹۵۳ء کے سال کل ۱۸۶ بیعتیں ہوئیں۔ یہ رفتار ایک عرصہ تک سینکڑوں میں ہی رہی یہاں تک کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی کوششوں اور دعاؤں کے نتیجہ میں چالیس سال بعد ۱۹۹۳ء میں ایک سال میں بیعتوں کی تعداد دو ہزار ایک سو چھپن تھی پھر یہ ہزاروں کی تعداد جلد جلد لاکھوں میں تبدیل ہو گئی گوشوارہ درج ذیل ہے۔

سال ۱۹۹۴ء میں چودہ ہزار ایک سو اٹھانوے۔

سال ۱۹۹۵ء میں پینتالیس ہزار۔

سال ۱۹۹۶ء میں ایک لاکھ چھ ہزار چھ سو پنتالیس۔

سال ۱۹۹۷ء میں دو لاکھ ستاسی ہزار نو۔

سالانہ جلسے

تقسیم ملک سے قبل جلسہ ہائے سالانہ نہایت شان و شوکت سے تعلیم الاسلام کالج کے وسیع صحن میں منعقد ہوتے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل ۱۹۴۶ کے جلسہ سالانہ کی حاضری ۳۶۰۰۰ کے قریب تھی اور یہ جلسہ تعلیم الاسلام کالج کے وسیع صحن میں منعقد ہوا تھا۔ لیکن تقسیم کے بعد ۱۹۴۷ کا پہلا جلسہ سالانہ جو ۲۶؍۲۷؍۲۸؍ دسمبر کو منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی طرح مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا جس میں سوائے درویشان کرام کے باہر سے کوئی مہمان نہ آیا۔

افتتاحی دعا محترم حضرت صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب نے اور اختتامی دعا حضرت مرزا خلیل احمد صاحب نے کرائی۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جو ہم اسی شمارہ میں دوسری جگہ درج کر رہے ہیں۔ یہ جلسہ کیا تھا گریہ وزاری ابتہال اور دعا و ذکر الٰہی کی ایک پرکیف روحانی مجلس تھی۔

۱۹۴۸ء کا دوسرا جلسہ سالانہ ۲۶؍۲۷؍۲۸ دسمبر کو سابقہ زنانہ جلسہ گاہ میں جہاں آج کل جلسہ سالانہ کے دفاتر اور لنگر ہیں) منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں حضور رضی اللہ عنہ نے اپنے بصیرت افروز پیغام میں درویشان کرام کو قادیان سے باہر نکل کر تبلیغ کرنے اور ہندوستان میں بنی نوع انسان کے دکھوں کو دور کرنے کی خصوصی تاکید فرمائی۔

اس جلسہ میں دہلی۔ میرٹھ۔ مظفر نگر۔ شاہجہانپور۔ ساندھن علی گڑھ۔ امروہہ۔ مالابار۔ بریلی۔ کلکتہ ۔ بمبئی۔ مونگھیر۔ پٹنہ۔ مظفر پور۔ رانچی اور بھوپال کے ۱۶۶ احباب نے شرکت فرمائی۔

اس جلسہ کیلئے حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا پیغام ارسال فرمایا تھا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اس موقع کیلئے اپنی ایک خصوصی نظم بھی لکھی تھی

۱۹۴۸ء کے بعد سے لیکر ۱۹۸۸ء تک جلسہ ہائے سالانہ موجودہ لنگر خانہ کی جگہ پر ہی منعقد ہوتے رہے البتہ ۱۹۸۹ء کا صد سالہ جوبلی جلسہ سالانہ موجودہ احمدیہ گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ اور اسی وقت سے لیکر اب تک جلسہ ہائے سالانہ اس مقام پر منعقد ہو رہے ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد سب سے بڑا جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ کا تھا جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس شامل ہوئے۔ اس موقع پر ۵۲ ممالک کے ۲۵ ہزار افراد جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ اور گویا تقسیم ملک کے بعد یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا جس میں خلیفہ وقت شامل ہوئے تھے۔

حضور نے ۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ کے دنوں میں قادیان اور ہندوستان کی سر زمین کو قریباً ایک ماہ تک قدم بوسی کا شرف عطا فرمایا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس جلسہ میں تین خطابات سے نوازا اور کئی مرتبہ مجالس عرفان منعقد فرمائیں۔ دیگر غیر مسلم معززین و افراد کے علاوہ احباب جماعت کو بھی شرف ملاقات سے نوازا۔

جلسہ سالانہ کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ موجودہ چند سالوں میں بیعتوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو جانے کے باعث سال بہ سال نو مبائعین کثیر تعداد میں جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔☆☆☆

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خدمات

پچاس سالہ دَور کی ایک جھلک

(قریشی محمد فضل اللہ)

یہ بات عین حقیقت ہے کہ انسان اپنی طاقت سے کچھ سیکھ نہیں سکتا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی انسان عالم بنتا ہے۔ لہٰذا ایسی پیاری دُعا سکھا دی گئی جس کی فطرت انسانی کو ہر وقت ضرورت تھی "قل رب زدنی علما" یعنی اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ حدیث نبوی ہے "عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلبوا العلم ولو کان بالصین (البیہقی)

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ (ابن ماجہ)

یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کیلئے فریضہ لازمی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا

"دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدو جہد سے حاصل کرو مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو"۔ (ملفوظات جلد نمبر ا صفحہ ۴۹)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال سے کہ جماعت کے بچے جہاں دنیوی تعلیم حاصل کریں ساتھ ہی دینی تعلیم بھی حاصل کریں اور بیرونی گندے ماحول سے بھی بچ سکیں۔ ۱۸۹۸ء میں تعلیم الاسلام سکول کا اجراء فرمایا اور حضور کے زمانہ میں ہی یہ سکول میٹرک تک ترقی کر گیا اس کے پہلے ہیڈ ماسٹر حضرت سید یعقوب علی صاحب عرفانی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دَور میں جب سکولوں اور کالجوں میں اضافہ ہوا تو ساتھ ہی شعبہ تعلیم کا بھی آغاز ہوا۔ تقسیم ملک سے قبل بھی ہمارے اس سکول سے جو بعد میں تعلیم الاسلام کالج بن چکا تھا۔ بے شمار طلباء بلا لحاظ مذہب وملت تعلیم حاصل کرتے رہے تعلیم کے ساتھ ساتھ سپورٹس کے بھی اچھے کھلاڑی بنتے رہے۔ اور اللہ کے فضل سے بعض عالمی شہرت کے حامل افراد بھی انہیں مدارس سے تعلیم حاصل کرنے کا فخر حاصل کر چکے ہیں۔ تعلیمی لحاظ سے اپنے علاقے میں شہرت رکھنے کے ساتھ ساتھ کھیلوں میں بھی اسکا معیار بہت اونچا تھا۔ علاوہ ازیں شاندار بلڈنگ اور ہوسٹل کا بھی انتظام قابل تعریف تھا ایک اعلیٰ لیبارٹری اور عمدہ لائبریری بھی تھی جس سے طلباء بھرپور استفادہ کرتے تھے۔ دوسری طرف سلسلہ احمدیہ کے بعض جید علماء کی وفات کے باعث علماء کی کمی شدت سے محسوس ہونے لگی تو حضور نے الگ سے ایک دینی مدرسہ کے قیام پر خطاب فرمایا چنانچہ ۱۹۰۶ء میں یہ مدرسہ جاری ہوا جو ۱۹۲۸ء میں جامعہ احمدیہ بن گیا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول

تقسیم ملک کے بعد جماعت احمدیہ کی اکثریت ہجرت کر گئی تھی اور صرف ۳۱۳ افراد ہی قادیان میں مقامات مقدسہ کی خدمت کیلئے رہ گئے تھے۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا اور ۱۶ فروری ۱۹۴۹ء کو از سر نو تعلیم الاسلام سکول کا اجراء ہوا۔ اس وقت ابتدائی مدرس اور ہیڈ ماسٹر مکرم قریشی فضل حق صاحب مرحوم درویش مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں یہ مدرسہ ہائی سکول میں اَپ گریڈ ہوا۔ تقسیم ملک کے بعد مکرم سید ظفر احمد صاحب مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی۔ مکرم سید عبدالحی صاحب بھاگلپوری، مکرم قریشی عبدالماجد صاحب، مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر، مکرم محمد الیاس صاحب، مکرم ماسٹر ای عبدالحق صاحب بطور ہیڈ ماسٹر خدمت سرانجام دیتے رہے اب مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام تین طلباء سے شروع ہوا اب سینکڑوں طلباء علم حاصل کر کے میدان عمل میں کام کر رہے ہیں اس وقت اساتذہ کی تعداد ۱۵ ہے جب کہ ۲۹۲ بچے بلا لحاظ مذہب وملت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ سکول میں مفت تعلیمی سہولیات مہیا ہیں سرکاری نصاب کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مسلم بچوں کیلئے دینیات کے مضمون پر بطور خاص توجہ دی جاتی ہے۔ جماعت کے بہت سے مبلغ اور دوسرے مقامی کارکن اسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں جن میں سے بعض صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ادارہ جات میں اعلیٰ عہدوں پر سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں اور بعض دیگر سرکاری و پرائیویٹ طور پر نمایاں کام کر رہے ہیں۔

نصرت گرلز ہائی سکول

تقسیم ملک کے بعد ۱۹۵۲ء میں نصرت گرلز سکول کا دوبارہ آغاز ہوا شروع میں چند بچیاں تھیں مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش مرحوم اس سکول کے پہلے استاد تھے۔ چند سال تک وہ بچیوں کو تعلیم دیتے رہے جب بچیوں کی تعداد بڑھنے لگی تو علیحدہ کلاسز کر کے معلمات رکھی گئیں سب سے پہلے مکرمہ استانی ربیعہ خانم صاحبہ مرحومہ جو پاکستان میں گورنمنٹ سکول میں ملازم تھیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر ملازمت سے استعفیٰ دے کر قادیان آگئیں اور بچیوں کی تعلیم کا کام شروع کیا۔ بعد ازاں ۱۹۵۶ء میں محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹؓ ہیڈ مسٹرس کے عہدہ پر فائز ہوئیں اور ۱۹۶۸ء تک بہترین خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۹۷ء تک محترمہ سیلہ محبوب صاحبہ نے ہیڈ مسٹرس کا چارج سنبھالا اب چندماہ سے محترمہ شمیم اختر صاحبہ یہ خدمت سرانجام دے رہی ہیں گرلز سکول پرائمری سے مڈل اور اب میٹرک تک ترقی کر چکا ہے۔ دینیات کے علاوہ اردو اور باقی تمام سلیبس پنجاب ایجوکیشن بورڈ کے مطابق پڑھایا جاتا ہے۔ سینکڑوں طالبات اب تک اس سکول سے تعلیم حاصل کر چکی ہیں۔ نصرت گرلز ہائی سکول کا رزلٹ ہمیشہ ۱۰۰ فیصد نکلتا ہے۔ بلا لحاظ مذہب وملت بچیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔

نصرت گرلز کالج

احمدی بچیوں کی اعلیٰ تعلیم کیلئے کیم اکتوبر ۱۹۸۷ء سے نصرت گرلز کالج کا آغاز ہوا۔ ابتداء میں یہ کالج حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان میں شروع ہوا چند سال بعد منتقل ہو کر دارالمسیح میں آگیا۔ ۸ اگست ۱۹۹۲ء سے دارالانوار (موجودہ سول لائن محلہ میں نئی تعمیر شدہ شاندار بلڈنگ میں لگایا جا رہا ہے۔ اس کالج کی پہلی پرنسپل مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ ڈبل ایم اے۔ ایم ایڈ مقرر ہوئیں۔ آپ نے کالج کو جاری رکھنے میں بہت لگن اور محنت سے کام لیا۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء۔ موصوفہ کی ان خدمات پر سیدنا حضرت امیر المومنین نے اپنے ایک مکتوب میں اظہار خوشنودی فرمایا۔ آپ کی شادی ہو جانے کے بعد مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ گولڈ میڈلسٹ پرنسپل نصرت گرلز کالج کے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہی ہیں۔ کالج میں ہر مذہب وملت کی طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور گورونانک دیو یونیورسٹی امرتسر کے نصاب کے مطابق امتحان لیا جاتا ہے اب تک ۱۰۰ سے زائد طالبات گریجویشن کر چکی ہیں۔

مدرسہ احمدیہ قادیان

تقسیم ملک کے بعد حالات بہتر ہونے پر دینیات کی ایک کلاس جاری کی گئی سب سے پہلے اس کلاس میں چار طلباء داخل ہوئے آہستہ آہستہ طلباء میں اضافہ ہونے لگا۔ مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی پہلے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے ازاں بعد مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری اور مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب یہ خدمت بجالاتے رہے اس وقت مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد احسن رنگ میں ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس وقت تک ڈیڑھ صد کے قریب طلباء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور مختلف مقامات پر تبلیغی وتربیتی امور سرانجام دے رہے ہیں۔ طلباء مدرسہ احمدیہ قریباً بھارت کے تمام صوبوں سے تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں اور بورڈنگ احمدیہ میں قیام پذیر ہو کر اس مدرسہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ بورڈنگ میں طلباء کے قیام وطعام کی سہولت ہے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر بطور سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ احمدیہ خدمت بجالا رہے ہیں۔

حفظ کلاس:۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدرسہ احمدیہ میں حفظ کلاس بھی جاری ہے۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی حفظ کلاس کو پڑھانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ جب کہ آپ سے پہلے مکرم حافظ الہ دین صاحب درویش مرحوم اس کلاس کو پڑھاتے رہے۔ ہر سال مدرسہ احمدیہ کا ٹورنامنٹ ہوتا ہے جس میں علمی وورزشی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں آخری کلاس ہائکنگ پر بھی جاتی ہے۔ چند سالوں سے مدرسہ احمدیہ میں اساتذہ کمیٹی کے مشورہ سے ایک عنوان مقرر کر کے طلباء سے مضمون نویسی کا مقابلہ کرایا جاتا ہے اوّل دوم سوم آنے والے طلباء کو معقول رقم انعام دی جاتی ہے۔ اس وقت مدرسہ احمدیہ میں سات سال کا کورس ہے آخری کلاس کا امتحان نظارت تعلیم لیتی ہے یہ امتحان پاس کر لینے کے بعد اگلے سال طلباء یونیورسٹی میں مولوی فاضل کا امتحان دے کر H.A. کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء خدمت خلق کے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

مدرسۃ المعلمین

معلمین کلاس کا اجراء باقاعدہ ۱۹۹۰ء میں ہوا۔ ابتداء میں یہ کلاس مسجد اقصیٰ میں لگتی رہی اس وقت مکرم مولوی محمود احمد صاحب خادم اور مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب درویش تدریس کا کام کرتے تھے طلباء کی تعداد میں اضافہ کے بعد مزید دو اساتذہ لگائے گئے۔ اس وقت یہ کلاس ایک مدرسہ کی شکل اختیار کر چکی۔ اس وقت یہ مدرسہ سول لائن میں نو تعمیر شدہ ایک گیسٹ ہاؤس میں لگایا جارہا ہے۔ مدرسۃ المعلمین کے علاوہ وقف جدید بیرون کے تحت بھی متعدد چھوٹے

بچے قیام پذیر ہیں جو تعلیم و تربیت کی خاطر قادیان میں آئے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ میں تین سالہ ٹریننگ کورس کرایا جاتا ہے۔ اس وقت مدرسہ کے نگران مکرم عبدالمومن راشد صاحب ہیں جبکہ مکرم طاہر احمد صاحب غوری سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

اس مدرسہ سے فارغ ہونے والے طلباء بالخصوص دیہاتوں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا کام کرنے کے ساتھ ساتھ نہایت احسن رنگ میں فریضہ تبلیغ بھی سر انجام دیتے ہیں۔

انگلش میڈیم سکولز

مرکز قادیان کے علاوہ ہندوستان میں بہت سی جگہوں پر ہمارے تعلیمی ادارے فضل عمر انگلش میڈیم سکول کے نام سے چلائے جارہے ہیں ۱۹۹۲ء میں کیرلہ میں چار سکولوں کا اجراء کیا گیا جو کہ کالیکٹ، کوڈالی، پینگاڈی، کرولائی میں چل رہے ہیں۔ صوبہ آسام میں تاپا جولی میں ایک اسکول کا اجراء ۱۹۹۱ء میں ہوا۔ اسی طرح بھرت پور اور سلوری گھاٹ میں بھی سکول چل رہے ہیں۔ جموں کشمیر میں بھی ناصر آباد، آسنور، یاری پورہ، رشی نگر، ہاری پاری گام، چارکوٹ چھ جگہوں میں اسکول چل رہے ہیں۔

یہ تمام سکول اپنے اپنے صوبوں کے صوبائی بورڈوں کی زیر نگرانی جاری ہیں ہر بورڈ کا صدر اس صوبہ کا امیر ہوتا ہے یہ بورڈز اپنے اجلاسات کرتے ہیں جن میں سکولوں کی ترقی کے لئے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ سکولوں کو مرکز سے گرانٹ دی جاتی ہے جو نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے توسط سے بھجوائی جاتی ہے۔ ان سکولوں میں جہاں احمدی طلباء طالبات فائدہ اُٹھاتے ہیں وہاں بلا لحاظ مذہب و ملت غیر احمدی و غیر مسلم بھی استفادہ کرتے ہیں۔

دینی کلاسز ہندوستان میں جس جگہ ہمارے مبلغین و معلمین کرام متعین ہیں وہ ان تمام جگہوں پر دینی کلاسز لگا کر بچوں کو دینی تعلیم دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ذیلی تنظیمیں مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ تمام ہندوستان میں دینی کلاسز کا جال پھیلا ہوا ہے۔

مستحق طلباء کی امداد

نظارت تعلیم طلباء و طالبات کی فلاح و بہبود کیلئے دو طرح کی سکیموں پر کارروائی کر رہی ہیں جو طلباء نادار ہیں اور کسی حد تک مالی امداد کے مستحق ہیں ان کے لئے تعلیمی وظیفے اور امداد مالی کا انتظام کرتی ہے جو طلباء اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جن کو بڑے پیمانے پر امداد کی ضرورت ہوتی ہے ان کیلئے نظارت تعلیم میں ایک مرکزی فنڈ کی مدد سے ایک امانت قائم ہے اور حضور کو منظوری سے اس فنڈ سے تعلیمی امداد کی جاتی ہے۔

گولڈ میڈلز

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت ۱۹۸۰ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہونہار طلباء و طالبات کیلئے گولڈ میڈلز عطا کرنے کی سکیم کا اعلان فرمایا الحمدللہ کہ یہ سکیم آج تک جاری ہے اور ایسے طلباء جو یونیورسٹیوں اور ایجوکیشن بورڈز کے امتحانات میں اول دوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں حضور انور کی دستخط فرمودہ تفسیر صغیر اور طلائی تمغہ حاصل کرتے ہیں۔

تمغہ کی شکل

انعامی سکیم کے تحت جو تمغہ جات دیئے جاتے ہیں وہ خالص سونے کے ہوتے ہیں جس کے ایک طرف درمیان میں منارۃ المسیح دائیں طرف "حمد" اور بائیں طرف "عزم" کے الفاظ کھدے ہوتے ہیں منارۃ المسیح کے نیچے آیت قرآنی ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء کندہ ہے تمغہ کی دوسری جانب اوپر قرآنی دُعا "رب زدنی علماً" اور نیچے احمدیہ صد سالہ جوبلی لکھا گیا ہے

احمدیہ مرکزی لائبریری

تقسیم ملک کے وقت لائبریری کی بہت سی کتب جماعتی انتظام کے مطابق ربوہ کی مرکزی لائبریری میں منتقل ہو گئیں قادیان میں موجود بہت سی کتب و اخبارات کو قصر خلافت میں جمع کر دیا گیا۔ گھروں سے بھی کتب اکٹھی کی گئیں جن کو درست کیا گیا اور احمدیہ مرکزی لائبریری" کے نام سے قادیان میں ایک عظیم لائبریری بھی قائم ہو گئی۔ ۱۹۸۰ء میں اس کی طرف خاص توجہ دی گئی اور تمام کتب کو درست کر کے ترتیب سے لگانے کا انتظام ہوا۔ قبل ازیں قصر خلافت کا اوپر کا حصہ رہائش کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ ۱۹۸۳ء میں لائبریری کی درستی و ترتیب کیلئے مکرم حبیب الرحمن صاحب اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری قادیان تشریف لائے اور موصوف نے کتب کو سیٹ کروایا اور عمارت کے اوپر کے حصہ کو خالی کروا کر اس میں انگلش سیکشن قائم کیا۔ اس وقت یہ لائبریری نظارت تعلیم کی زیر نگرانی کام کر رہی ہے۔ ابتدائی دور درویشی میں مکرم و فعدار محمد عبداللہ صاحب درویش مرحوم لائبریرین رہے ان دنوں مکرم مولوی مظفر اقبال صاحب مرکزی لائبریری کے انچارج کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ لائبریری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ایڈیشن اول کے علاوہ دیگر ایڈیشنوں کی کتب اسی طرح خلفاء احمدیت علماء سلسلہ کی کتب کے علاوہ مختلف مضامین مثلاً تفاسیر قرآن کریم، کتب احادیث، تصوف، ادب، منطق، صرف و نحو، کلام، فلسفہ، ڈاکٹری، سائنس، تاریخ لغات اور سوانح وغیرہ پر ۵۰ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں علاوہ ازیں مختلف اخبارات و رسائل بھی آتے ہیں۔

اسی طرح کالیکٹ (کیرلہ) میں بھی ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو دار البلاغ ریسرچ لائبریری کا اجراء ہوا جہاں سے بلا لحاظ مذہب و ملت علمی ذوق رکھنے والے طلباء و دیگر افراد اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں ۲۰ شہروں میں نمائشوں کے ساتھ ساتھ چھوٹے پیمانے پر لائبریریاں بھی قائم ہیں۔

نونہ مئے میں آج اک مسجد بنائیں گے چلو

۳ اگست ۹۷ء کو نونہ مئے میں سنگ بنیاد رکھنے کے موقع پر پڑھی گئی ایک نظم

آج ہم سب احمدی ملکر اُٹھیں گے دوستو! دین کی خاطر اُٹھو سارے کمر باندھے رہو!
حوصلہ رکھو بلند، ہمت کرو ہمّت کرو! اپنا رستہ چیر کر اب لو پہاڑوں سے اٹھو!
سب دُعا کرتے رہو تم اور بسم اللہ پڑھو
نونہ مے میں آج اک مسجد بنائیں گے چلو

ہوگی ابراہیمی سنت کی یہاں تائید آج ہر نمازی کیلئے شوکت سے آئی عید آج
ہر جبیں پر کھل رہا ہے کلمہ توحید آج گھرے مضمون عبادت کی اُٹھی تمہید آج
ربنا کہہ کر 'تقبل منا' سب پڑھتے رہو
نونہ مئے میں آج اک مسجد بنائیں گے چلو

گھر خدا کا ہے بلند ہوگا یہاں اُس کا ہی نام ہوں اذانیں اور نمازیں پھر یہاں بالالتزام
اور ہو ذکرِ الٰہی کا ہمیشہ اہتمام ہم نبیؐ پر بھیجتے ہر دم رہیں لاکھوں سلام
بول بالا اے خدا اسلام کا دنیا میں ہو
نونہ مے میں آج اک مسجد بنائیں گے چلو

ہم مسلمان ہیں ہمارا پیشوا ہے مصطفےٰ اور ہر اک کیلئے اسلام ہے راہ ھُدیٰ
رہنمائی کیلئے قرآن ہم کو ہے ملا احمدیّت کا ہوا قائم جہاں میں سلسلہ
احمدی ہو کر حقیقی دیں کے شیدائی بنو
نونہ مے میں آج اک مسجد بنائیں گے چلو

اے خدا ہم کو نمازوں کی سدا توفیق دے ہم میں ہر اک فرد اب داعی الی اللہ بھی بنے
خدمت انسانیت جذبہ بڑھتا ہی چلے ہم بھلا چاہتے رہیں اپنوں کے غیروں کیلئے
ہو محبّت کا چلن، نفرت سے نفرت ہی کرو
نونہ مے میں آج اک مسجد بنائیں گے چلو

کام ناظر ہم سے ہو ایسا کہ راضی ہو خدا اور لقب خیر اُمم کا بخشے فخر الانبیاءؐ
مہدیٔ دوراں کے پیرو واقعی ہم کو بنا ہو سپاہی ہم میں ہر اک لشکر موعود کا
ربّ کعبہ کیلئے اللہ اکبر سب کہو
نونہ مے میں آج اک مسجد بنائیں گے چلو

(غلام نبی ناظر)

مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ کا ۲۴واں سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ کا ۲۴واں سالانہ اجتماع پنکال (ضلع کٹک) میں مورخہ ۱۴/۱۵ فروری ۹۸ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ صوبہ اڑیسہ کی مجالس کے خدام و اطفال زیادہ سے زیادہ اس اجتماع میں شریک ہوں۔

(قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ)

تقسیم ملک کے بعد تحریک جدید بھارت کی مساعی

منیر احمد حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک ہوئی اور ہندوستان و پاکستان دو آزاد ملک ہو گئے۔ تقسیم ملک سے قبل ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا آغاز انتہائی پر آشوب اور نازک دور میں ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ کے مخالفین بالخصوص احرار انگریزی حکومت کی پشت پناہی پر یہ ناپاک منصوبہ لیکر اٹھے تھے کہ وہ جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کر دیں گے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور منارۃ المسیح مسمار کر کے اس کا ملبہ دریائے بیاس میں بہادیں گے احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس وقت یہ تعلّی ہانکی تھی کہ۔

"مرزائیت کے مقابلہ کیلئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو"۔

اس وقت بظاہر حالات ایسے تھے کہ یوں لگتا تھا کہ جماعت کا شیرازہ بکھرنے کو ہے لیکن وہ قادر و توانا خدا جو اپنے برگزیدہ بندوں کیلئے بڑی غیرت رکھتا ہے اس کے فضل کا سایہ جماعت احمدیہ کے اولوالعزم خلیفہ حضرت المصلح الموعودؓ کے سر پر تھا چنانچہ اس وقت آپ نے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ برملا طور پر احرار کے فتنہ کے خلاف یہ اعلان فرمایا۔

"میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں"۔

اس اعلان کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں عظیم الشان تحریک تحریک جدید جاری فرمائی پس تحریک جدید بلاشبہ ایک الٰہی تحریک ہے جس نے احرار کے فتنے کا قلع قمع کر دیا اس آسمانی تحریک کے ذریعہ حضرت المصلح الموعودؓ نے جماعت کے سامنے ایک نیا اور وسیع نظام رکھا جو نہایت ہی بابرکت ہے اس نظام کی کئی شاخیں مقرر کی گئیں ہیں جو کہ بعض تبلیغ کے ساتھ بعض تربیت کے ساتھ اور بعض اور دوسرے شعبوں سے متعلق ہیں ان سب کاموں کو چلانے کیلئے ایک خاص چندہ کی تحریک کی گئی جو چندہ تحریک جدید کہلاتا ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ تحریک جدید کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی و سہولت کے ساتھ پہنچایا جاسکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کیلئے وقف کر دیں اور اپنی عمر اس کام میں لگادیں تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں میں پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے"۔ خطبہ جمعہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء

چنانچہ مخلصین جماعت نے اپنے اولوالعزم امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کی توحید اور رسالت محمدیہ کا پیغام دنیا کے کونہ کونہ تک پہنچانے کیلئے دل کھول کر مالی قربانی میں حصہ لیا ابتدا میں آپ نے جماعت کے سامنے ۲۷۰۰۰ روپیہ کا مطالبہ رکھا تھا جس کیلئے تین سال کی مدت مقرر فرمائی لیکن مخلصین جماعت نے اپنے امام کی توقعات سے کہیں بڑھ کر مالی قربانی پیش کی جس کے نتیجہ میں ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کی داغ بیل آپ کے ذریعہ ڈال دی گئی جو آج ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

تقسیم ملک کے بعد چونکہ کچھ عرصہ تک مرکز سے جماعتوں کا رابطہ منقطع رہا اور ابتداء میں جماعتوں کی تعداد بھی کم تھی اس لئے ابتداً تحریک جدید بھارت کا بجٹ کسی قدر کم رہا لیکن جوں جوں جماعتوں سے مرکز کا رابطہ مضبوط تر ہوتا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اموال میں بھی غیر معمولی برکت عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں بھارت کی غریب مگر مخلص جماعتوں کے افراد نے مالی قربانی کے ہر میدان میں نمایاں رنگ میں قدم کو آگے بڑھایا ہے۔ اللھم زدفزد۔

ذیل میں بجٹ تحریک جدید کی ۵۳-۱۹۵۲ تا ۹۷-۱۹۹۶ء کی پوزیشن سابقہ وحالیہ درج کی جاتی ہے۔

سال		بجٹ
۵۳-۱۹۵۲ء	......	۴۷۸۰۴
۷۱-۱۹۷۰ء	......	۷۰۰۰۰
۸۱-۱۹۸۰ء	......	۱۰۷۰۰۰
۹۲-۱۹۹۱ء	......	۸۰۰۰۰۰
۹۷-۱۹۹۶ء	......	۱۵۰۰۰۰۰

تحریک جدید کی مالی قربانیوں کے تعلق سے ایک خاص قابل ذکر امر یہ بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۵ء میں دفتر چہارم کا اجراء فرمایا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ دفتر اول قیامت تک جاری ہے اور وہ مجاہدین تحریک جدید جنہوں نے انتہائی نامساعد حالات میں ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کی مالی تحریک میں حصہ لیا تھا اور آج ان میں سے جو وفات پا چکے ہیں ان کی اولادیں ان کی طرف سے چندہ تحریک جدید ادا کریں اور ان کے ناموں کو زندہ رکھیں اس پر تحریک جدید بھارت کے مخلصین نے بھی لبیک کہتے ہوئے اپنے بزرگان کے ڈیڈ کھاتے جاری کئے اور اس وقت اب تک ۴۰۰ ڈیڈ کھاتے زندہ کئے جاچکے ہیں جس پر ان کے ورثاء کی طرف سے بڑی باقاعدگی کے ساتھ چندہ ادا کیا جارہا ہے۔ تحریک جدید بھارت کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں پڑوسی ممالک نیپال۔ بھوٹان میں احمدیہ مشن کھولے گئے ہیں۔ نیز مالدیپ میں بھی مشن ہاؤس کھولنے کیلئے مساعی جاری ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے ایک صوبہ سکم کی تبلیغی مساعی بھی حضور پر نور نے تحریک جدید بھارت کے سپرد فرمائی اس صوبہ کے باشندوں کی وضع قطع تہذیب و ثقافت نیپال و بھوٹان کے باشندوں کے مشابہ ہے تحریک جدید بھارت اپنے محدود بجٹ سے جو خرچ کرتی ہے اس کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے ترقیاتی بجٹ بھی ہر سال مہیا فرمایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

ذیل میں نیپال بھوٹان و سکم میں تحریک جدید کی مساعی کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

نیپال

نیپال بھارت کے شمال میں واقع ہے جو دنیا میں سرکاری طور پر واحد ہندو ملک ہے۔ ۱۹۸۵ء میں اس ملک میں احمدیہ مشن قائم کیا گیا تھا شروع میں بہت سی مذہبی پابندیاں تھیں لیکن اب حالات بدل چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیپال میں مختلف مقامات پر بہت سی احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور نیپال کے دارالخلافہ کاٹھمنڈو میں بھی مشن ہاؤس موجود ہے۔ یہاں مکرم مولانا عطاء الرحمٰن صاحب خالد جو نیپالی ہیں بطور مشنری انچارج خدمت بجا لارہے ہیں۔ اس کے علاوہ مرکزی مبلغین تحریک جدید مکرم مولوی محمد کلیم خاں صاحب علاقہ بیرگنج۔ مکرم مولوی ایوب علی خان صاحب دھبی۔ مکرم مولوی عزیز احمد صاحب اسلم اٹھری میں ۲۹ معلمین کے ساتھ داعی الی اللہ کے کاموں میں مصروف ہیں۔ ان جگہوں پر باقاعدہ مشن قائم ہیں ڈش انٹینا کی سہولت بھی میسر ہے بچے بچیوں کی دینی تعلیم کا انتظام بھی موجود ہے۔ تحریک جدید کے زیر انتظام تعلیم الاسلام سکول اور مدرسۃ المعلمین میں نیپال بھوٹان کے ۳۵ تعلیم پا رہے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ میں ہر سال ۱۲ وظائف مولوی فاضل کرنے والے طلباء کو تحریک جدید کی طرف سے ادا کئے جاتے ہیں جو کہ مرکزی مبلغ بن کر میدان تبلیغ میں جاتے ہیں۔

تحریک جدید کے تحت کلکتہ میں عارضی معلمین تیار کرنے کیلئے حضور انور کے ارشاد پر ایک ٹریننگ سنٹر قائم کیا گیا ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے نو مبائع داعی الی اللہ ٹریننگ لیکر میدان عمل میں جارہے ہیں۔

نیپال میں اس وقت تین جگہوں پر بچوں کے سکول کا قیام کیا گیا ہے۔ جس میں پرسونی کے سکول کی پختہ بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے بچوں کی کھیلوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے کل تعداد سٹاف سکول ۱۱ ہے۔

نیپال میں احمدیہ جماعت احمدیہ سنگھ نیپال کے نام سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے ویلفئر کے کاموں میں بھی جماعت احمدیہ حصہ لیتی ہے کئی میڈیکل کیمپوں کے انعقاد عمل میں آچکے ہیں جن سے ہزاروں اپنے وغیر افراد فائدہ اُٹھا چکے ہیں یہاں نیپال میں باقاعدہ انصار اللہ خدام الاحمدیہ۔ لجنہ اماء اللہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر بنگال و آسام کو امیر نیپال بھی مقرر فرمایا ہے آپ ماشاء اللہ نیپال کے کاموں کی نگرانی فرمارہے ہیں۔ آپ نے گزشتہ سال کاٹھمنڈو راجدھانی میں جلسہ پیشوایان مذاہب کا ایک بڑے مشہور سیمینار ہال میں انعقاد کا انتظام فرمایا جس میں مختلف طبقوں کے معززین نے شرکت فرمائی اور پریس میں بھی اس کی خبریں دیں۔ مکرم امیر صاحب نیپال اور خاکسار وکیل اعلیٰ نیپال کی سرکردہ شخصیتوں وزیر اعظم۔ آئی جی پولیس ہوم منسٹر سے ملاقاتیں کر چکے ہیں نیز انہیں قرآن مجید کا تحفہ اور دیگر جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نیپال کے بڑے شہر بیرگنج اٹھری اسی طرح پرسونی جو ایک بڑی جماعت ہے وہاں پر بھی جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ جن میں جماعتوں کے صدر مکرم ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب مکرم محمد ایوب صاحب۔ مکرم مستقیم صاحب نے اپنا بھرپور تعاون دیا۔ نیپال میں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں وہاں کے شرپسند ملاں پیش پیش رہتے ہیں۔

نیپالی زبان میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ شائع کیا جاچکا ہے جو کہ خدا کے فضل سے بہت مقبول ہو رہا ہے اسی طرح نیپالی ترجمہ قرآن کیلئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی تعمیل میں کارروائی جاری ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باوجود مخالفت کے نیپال میں ہمارے داعی الی اللہ کے کام جاری و ساری ہیں ہر سال ہزاروں افراد سیدنا حضرت امام مہدی علیہ

(باقی صفحہ 48 پر ملاحظہ فرمائیں)

وقفِ جدید بیرون اور خدمت خلق

مکرم مولوی محمد ایوب ساجد صاحب ایڈیشنل ناظم وقفِ جدید بیرون

خلافت رابعہ کا یہ دور اس لحاظ سے ایک امتیازی شان رکھتا ہے کہ یہ دور حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک دور کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بے شمار اور عظیم برکات سے معمور ہے۔ جو ساری دنیا پر پھیلی پڑی ہیں ان میں ایک ہندوستان بھی ہے۔ دراصل وقفِ جدید بیرون خلافت رابعہ کا ایک شیریں ثمر ہے جس کے ذریعہ ہونے والی خدمت خلق کا تذکرہ یہاں مقصود ہے۔

پس منظر:- حضور انور نے خلافت پر متمکن ہونے کے چند سال بعد وقف جدید کی تحریک کو ساری دنیا پر عام کر دیا تھا اس طرح کہ بیرونی جماعتوں سے چندہ تو لیا جائے مگر اُس کا خرچ محض برصغیر کے غریب ممالک میں ہو۔ چنانچہ حضور انور نے ۲۴ جنوری ۱۹۹۲ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ”وقف جدید کا میں نے جو نیا اعلان کیا تھا وقفِ جدید کو باہر کی دنیا کیلئے عام کر دیا جائے صرف پاکستان تک محدود نہ کیا جائے اس سے اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ در حقیقت اس میں اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر تھی کہ قادیان اور ہندوستان کی محصور جماعتوں کیلئے ہمیں باہر سے بہت کچھ کرنا تھا“۔

۱۹۹۱ء کا سال اس لحاظ سے تاریخ ہند میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ ۱۹۴۷ء کے بعد پہلی بار کسی بھی خلیفہ وقت کو قادیان دارالامان میں ورود مسعود کی توفیق عطا ہوئی پیارے آقا کا بابرکت وجود جہاں سارے ہندوستان کیلئے عموماً باعث برکت ہوا وہیں آپ نے خصوصیت کے ساتھ محصورین جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی بہبودی اور ترقی کیلئے بہت سی ترقیاتی سکیمیں اور منصوبے جاری فرمائے۔

وقفِ جدید بیرون:- چنانچہ حضور انور نے وقف جدید کو دو حصوں میں تقسیم فرماتے ہوئے ایک حصہ وقفِ جدید بیرون کے نام سے موسوم فرمایا اس وقت خاکسار بحیثیت ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون خدمت بجا لا رہا ہے۔ وقفِ جدید بیرون کے تحت اوّل صوبہ راجستھان، یو۔پی (علاقہ ملکانہ) آندھرا پردیش، کرناٹک، مغربی بنگال و آسام (منی پور، میگھالیہ، ناگالینڈ) و بعد ازاں صوبہ اُڑیسہ کے بعض اضلاع بھی اسی سرکل میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ عظیم منصوبہ جو حضور انور نے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی بہبودی کیلئے بنایا اس کے کام اور غرض وغایت اس اقتباس سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ حضور انور فرماتے ہیں۔

”وقف جدید بیرون میں تقریباً ایک لاکھ کے وعدے ہو چکے ہیں..... لیکن جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے ہمیں قادیان اور ہندوستان پر سالانہ کم از کم ایک کروڑ خرچ کرنا ہوگا اور آئندہ کئی سالوں تک اسی کو مسلسل بڑھانے کی کوشش کرنی ہوگی..... اور جو تفصیلی منصوبے ہندوستان میں جماعت کے وقار اور جماعت کی تعداد اور رعب اور عظمت کو بڑھانے کیلئے میں نے بنائے ہیں وہ کروڑ ہا روپے کا مطالبہ کرتے ہیں“۔ (خطبہ جمعہ ۲۴ جنوری ۹۲ء)

آج یہ عظیم انقلاب جس کے قدموں کی آہٹ ہمیں سنائی دے رہی ہے حضور انور نے اس کی داغ بیل ۱۹۹۱ء میں ڈالی تھی۔

مدارس:- اس وقت وقفِ جدید بیرون کے تحت کل ۹ سکول اور ایک مرکزی مدرسۃ المعلّمین قادیان چلائے جا رہے ہیں۔ مذکورہ بالا علاقہ جات کے نو مبائعین کو سنبھالنے کیلئے حضور انور نے قادیان میں ایک مدرسۃ المعلّمین کا اجراء فرمایا جس میں ان کو باقاعدہ تین سال ٹریننگ دے کر مختلف مقامات پر متعین کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ آج اس مدرسہ میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد ۱۳۵ سے بھی زائد ہے۔ علاوہ ازیں بعض غریب اور پسماندہ علاقوں سے آئے ہوئے وہ طلباء جو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم پا رہے ہیں ان کی رہائش بھی وقف جدید بیرون کے تحت بورڈنگ مدرسۃ المعلّمین میں ہے۔ ان طلباء کی تعداد قریباً ۶۰ ہے۔ اس طرح سے یہ ایک مضبوط اور کامیاب ادارے کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

علاوہ ازیں مختلف صوبہ جات میں پرائمری سکول اور ایک سیکنڈری سکول بھی کھولا گیا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ یوپی کے علاقہ ملکانہ میں تین پرائمری سکول ہیں۔ اسی طرح بنگال میں پانچ پرائمری سکول اور ایک سیکنڈری سکول چلایا جا رہا ہے۔ جو دن رات ان علاقوں کی ظلمت ظاہری و باطنی نور میں تبدیل کرتے چلے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ کہ چند صوبے حضور انور کی منظوری سے وقف جدید بیرون کے سپرد کئے گئے ہیں۔ اب صوبہ وار ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

راجستھان:- تبلیغی اعتبار سے راجستھان کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے بیاور کو ہیڈ آفس بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ضلع اجمیر اور ضلع پالی کے قصبہ گری میں سرکل آفس قائم ہیں۔ راجستھان میں تین مشن ہاؤس ہیں۔ یہاں ۱۹۹۶ء تک کل ۶۳ جماعتیں تھیں جبکہ ۱۹۹۷ء میں ۲۲ کا اضافہ ہو کر کل ۸۵ جماعتیں ہیں۔ یہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے جبکہ ۶ مساجد بنی بنائی نمازیوں سمیت عطا ہوئی ہیں یہاں پر کل ۳۴ مبلغین و معلّمین متعین ہیں۔

یو۔پی:- یو۔پی کو دو سرکل میں تقسیم کیا گیا ہے دو مبلغین کرام کو سرکل انچارج بنا کر یہاں رکھا گیا ہے۔ یوپی میں جماعتی ترقی کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں صرف ایک سال ۱۹۹۷ء میں ۲۲۵ جماعتیں قائم ہوئی ہیں مساجد تعمیر شدہ کی تعداد ۲۰ ہے جبکہ ۱۵ مساجد بنی بنائی ملی ہیں اور صرف سال گذشتہ کے دوران ۱۰ مساجد بنی بنائی نمازیوں سمیت جماعت کو عطا ہوئیں ہیں اس طرح کل ۳۵ مساجد ہیں۔ مشن ہاؤسز کی تعداد ۱۷ ہے اور یہاں ۲۳ معلّمین دن رات خدمت بجا لا رہے ہیں۔

کرناٹک:- کرناٹک بھی دو سرکلز میں ایک دیودرگ اور دوسرا گولگیری میں منقسم ہے۔ کرناٹک میں کل ۲ مبلغ اور ۱۹ معلّمین اس وقت متعین ہیں۔ ۱۹۹۶ء تک جماعت نے ۵ مساجد تعمیر کیں جبکہ ۸ مساجد بنی بنائی نمازیوں سمیت جماعت کو عطا ہوئی ہیں۔ جبکہ صرف ۵ مساجد ۱۹۹۷ء میں عطا ہوئی اس طرح کل تعداد ان مساجد کی اٹھارہ ہے۔ کل ۱۱۴ جماعتوں میں احمدیت کا پودہ لگا۔ اس وقت تک وہاں ۱۵ مشن ہاؤسز کام کر رہے ہیں۔

آندھرا پردیش:- آندھرا پردیش میں درج ذیل سرکل ہیں۔ پالا کرتی وارنگل، [illegible]، کھمم، کریم نگر آندھرا پردیش میں وقف جدید بیرون کے تحت اس وقت تین مبلغ اور ۲۹ معلّمین کام کر رہے ہیں۔ یہاں کل مساجد ۲۰ ہیں جبکہ ۱۹۹۶ تک جماعت کو ۱۴۵ جماعتیں ملی تھیں اور صرف سال گذشتہ ۹۷ء میں ۳۹ نئی جماعتوں میں قیام احمدیت ہوا۔

بنگال و آسام (منی پور۔ میگھالیہ۔ ناگالینڈ):- آسام اور بنگال میں کل پانچ سرکلز ہیں ترلار بیٹا آسام، سلبری گھاٹ بنگال، اسلام پور گوار بنگال، بھولپور شانتی نکیتن بنگال، ڈائمنڈ ہاربر بنگال۔ ۱۹۹۷ء میں یہاں ۲۷۶ جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اس وقت تک وقف جدید بیرون کے تحت یہاں دو مبلغ ۳۷ معلّمین متعین ہیں۔ جو مساجد ۱۹۹۷ء تک جماعت نے تعمیر کیں اُن کی تعداد ۴۹ ہے جبکہ اس عرصہ میں کل ۲۷ مساجد جماعت کو عطا ہوئی ہیں۔ یہاں سات مشن ہاؤس کام کر رہے ہیں۔

علاوہ ازیں خدمت خلق کے جذبہ کے پیش نظر یہاں ایک سیکنڈری سکول اور ۵ پرائمری سکول کھولے گئے ہیں۔ اسی طرح چار ہسپتال بھی اس علاقہ میں وقف جدید بیرون کے تحت مخلوق خدا کو جسمانی آرام پہنچانے کا عزم لئے ہوئے دن رات کام میں مشغول ہیں۔

اُڑیسہ:- اُڑیسہ کا علاقہ عسکا بھی جہاں پر مشن ہاؤس بنایا گیا ہے وقف جدید بیرون کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ یہاں پر ایک معلم کو متعین کیا گیا۔ انشاء اللہ جلد ہی یہاں بھی بہت بہترین نتائج مترتب ہونگے۔

قرآن مجید میں نور مصطفوی کی ایک شان یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ یخرجھم من الظلمٰت الی النور یعنی وہ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ ہمارے معلّمین و مبلغین صبح و شام ان علاقوں کو کیا ظاہری اور کیا باطنی انوار سے منور کرنے میں کوشاں ہیں۔ جہاں یہ ظاہری طور پر حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں غرباء کی امداد کرتے ہیں وہیں خدمت خلق کے جذبہ سے معمور ہو کر طبّی امداد کے طور پر ہومیو پیتھی سے علاج بھی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے آندھرا کے سینٹر سے دور دراز علاقوں سے خصوصاً احمدیہ ہومیو پیتھی ادویہ لینے کیلئے آتے ہیں۔ اسی طرح مختلف سکولز کھولے جا رہے ہیں جن میں وہاں کی مقامی زبان کے علاوہ دینیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور ان سکولز کو ہر مذہب و ملت کے لوگوں کیلئے کھلا رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں مزید ترقیات پر ترقیات عطا فرمائے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دورِ درویشی کا پہلا تاریخی جلسہ سالانہ

کہتے ہیں تاریخ اپنے اوراق الٹتی ہی نہیں۔ دوہراتی بھی ہے۔ یہ مسلمہ اصول سالانہ جلسہ قادیان کے بارہ میں سوفیصدی صحیح نکلا چنانچہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ مبارک میں (جلسہ ۱۹۹۲ء کے سوا جو ڈھاب کے کنارے ہوا) سب سالانہ جلسے مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوئے۔ اسی طرح عہد درویشی کا یہ پہلا سالانہ جلسہ بھی (۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو) مسجد اقصیٰ ہی میں منعقد ہوا۔ جس میں ۳۱۵ نفوس کو جن میں ۲۵۳ درویش اور ۶۲ غیر مسلم (ہندو سکھ) تھے شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ علاوہ ازیں تین احمدی اور چار غیر احمدی خواتین اور ایک ننھی بچی نے بھی ایک پردہ کے پیچھے (جو برآمدہ مسجد کے شمالی حصہ میں سیڑھیوں کے ساتھ نصب کیا گیا تھا) جلسہ کی کارروائی سنی۔ جلسہ کا سٹیج مسجد کے شمالی حصہ میں بنچوں پر بنایا گیا تھا جس کا رخ جنوب کی طرف تھا اور اس پر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ اور صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب تشریف فرما تھے۔★

جلسہ کا پروگرام صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے مرتب فرمایا تھا۔

۲۶ فتح / دسمبر (اجلاس اول)

جلسہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز کلام پاک کی تلاوت سے کیا گیا۔ جو حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاوری نے کی۔ پھر گوجرانوالہ کے بشیر احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود کی پُر درد انگیز نظم "نونہالان جماعت سے خطاب" سنائی۔ ازاں بعد حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ نے نہایت رقت بھری آواز سے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی اور اپنی مختصر تقریر میں بتایا کہ جب میں ۱۹۰۲ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو ڈاک ہفتہ میں صرف دوبار آتی تھی اور تار کا کوئی انتظام ہی نہیں تھا۔ بعد میں جب جماعت نے تار گھر کھلوانا چاہا تو محکمہ نے بطور ضمانت ایک معقول رقم جماعت سے وصول کی۔ لیکن آمد اتنی زیادہ ہوئی کہ ایک ماہ میں ہی ہماری رقم واپس کردی گئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد ٹیلیفون کا سلسلہ بھی جاری ہوگیا۔

حضرت مولوی صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قادیان موجود ہے۔ اس کے مقدس شعائر موجود ہیں۔ اس کی مساجد موجود ہیں۔ اس کا لنگرخانہ موجود ہے۔ لیکن افسوس ہمارا پیارا امام یہاں موجود نہیں۔ آنکھیں اپنے آقا کو دیکھنے کیلئے ترستی ہیں مگر پاتی نہیں۔ تاہم ہمیں ایک گونہ خوشی ضرور ہے کہ حضور نے ہم خادموں کو اپنے پیغام سے نوازا ہے۔ یہ بشارت سنانے کے بعد حضرت مولوی صاحب نے امام ہمام امیر المومنین سیدنا المصلح الموعود کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

(جو اسی شمارہ میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں)

حضرت امیر المومنین کے اس روح پرور اور درد انگیز پیغام نے جہاں درویشوں کے اندر ایک نئی روح پھونک دی وہاں حضور کے رخ انور کی زیارت اور حضور کی مجلس علم و عرفان اور پاک اور مقدس کلمات سے محرومی کا تکلیف دہ احساس یکایک بڑھ گیا اور مسجد اقصیٰ آہ و بکا، گریہ وزاری اور کرب والم کا ایک زہرہ گداز منظر پیش کرنے لگی۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب پیغام پڑھ چکے تو آپ کی استدعا پر صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب نے غم رسیدہ درویشوں کے ساتھ نہایت درد اور الحاح اور تضرع اور ابتہال سے ایک لمبی اور پرسوز دُعا کرائی۔

دُعا کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک ذکر حبیب کے موضوع پر تقریر کی۔ جو سالانہ جلسہ پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ہمیشہ محبوب موضوع ہوتا تھا۔ اس تقریر کے بعد اجلاس اول ختم ہوا۔

اجلاس دوم :- صدر جلسہ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے دوسرے اجلاس سے قبل فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سالانہ جلسہ کو حج کے عالمگیر اجتماع سے تشبیہ دی ہے اور حج کی نسبت ارشاد ربانی ہے فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (بقرہ ع ۲۵) حج کے ایام میں نہ تو کوئی شہوت کی بات نہ کوئی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا جائز ہوگا۔ سو ان خاص ایام میں ہمیں بھی ان باتوں سے پرہیز واجب ہے۔ اس اصولی ہدایت کے بعد مولوی غلام احمد صاحب ارشد مولوی فاضل نے دلکش دلآویز اور وجد انگیز آواز سے سورہ یوسف (رکوع ۴ اور ۵) میں سے فلما دخلوا علیہ سے الحقنی بالصٰلحین تک کی آیات کی تلاوت فرمائی۔ آپ کے بعد حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور نظم۔

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے

نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد پہلے مولوی شریف احمد صاحب امینی سابق مدرس مدرسہ احمدیہ نے باون منٹ تک "خصوصیات اسلام" کے عنوان پر اور پھر مولوی عبدالقادر صاحب احسان نے پچیس منٹ تک "زمانہ روحانی مصلح کا متقاضی ہے" ہے کے عنوان پر تقریریں کیں اور یہ اجلاس چار بجکر ۲ منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔

★اس موقع پر سردار سرجن سنگھ صاحب اے ایس آئی انچارج چوکی پولیس قادیان (مع ایک کانسٹیبل کے) اور سیکورٹی آفیسر بھی موجود تھے نیز قریب ہی ایک اونچے مکان پر ملٹری کی ایک پکٹ بھی لگی ہوئی تھی۔

۲۷ فتح / دسمبر (اجلاس اول)

اس روز پہلا اجلاس بھی حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ سب سے قبل آپ نے حاضرین سمیت دُعا کرائی۔ پھر عبدالرحمٰن صاحب فانی بنگالی نے سورہ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات کی تلاوت کی۔ پھر میر رفیع احمد صاحب گجراتی نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی مقبول عام نظم "علیك الصلوٰة علیك السلام" سنائی پھر دس بجکر سینتالیس منٹ سے ساڑھے گیارہ بجے تک مولوی غلام مصطفیٰ صاحب فاضل بدوملہوی نے نہایت عمدگی سے "حضرت مسیح موعود کے کارنامے" کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پھر مولوی غلام احمد صاحب ارشد نے قرآن مجید کی پیشگوئیاں اس زمانہ کے بارہ میں کے موضوع پر سوا بارہ بجے تک فاضلانہ تقریر کی۔ آپ کے بعد بشیر احمد صاحب گوجرانوالہ نے متحدہ ہندوستان کے آخری سالانہ جلسہ ۱۳۲۵ہش / ۱۹۴۶ء کے موقعہ کی حضرت مصلح موعود کی نظم ع "اللہ کے پیاروں کو تم کیسے برا سمجھے" خوش الحانی سے سنائی۔ نظم کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نے عہد حاضر سے متعلق حضرت مسیح موعود کی بعض پیشگوئیاں بیان کیں اس تقریر کے بعد اجلاس ملتوی ہوا۔★

اجلاس دوم :- سب سے قبل مولوی غلام احمد صاحب ارشد نے سورہ یوسفؑ کا پہلا رکوع تلاوت کیا۔ پھر حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاوری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک نظم پڑھی۔ ازاں بعد ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کی مفصل تقریر "حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خدام کا غیر مسلموں سے سلوک" کے عنوان پر ہوئی۔ آپ کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے ۵۸۔۲ سے پون گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ جس میں اسلام اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم رواداری وغیرہ کے متعلق غیر مسلموں کی آراء کا بھی تذکرہ کیا۔

اس تقریر کے بعد جلسہ میں موجود ۳۳ ہندو۔ سکھ دوستوں میں ارجن سنگھ صاحب عاجز ایڈیٹر اخبار "رنگین" امرتسر کی کتاب "سیر قادیان" کے نسخے تقسیم کئے گئے۔ اس کارروائی کے بعد بشیر احمد صاحب گوجرانوالہ نے حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم "تعریف کے قابل ہیں یارب تیرے دیوانے" سنائی۔ پھر قریشی عبدالرشید صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ نے پچیس منٹ تک "تحریک جدید کے قیام کی اہمیت" پر تقریر کی۔ اور یہ اجلاس سوا چار بجے اختتام پذیر ہوا۔

★الفضل ۲؍ جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۵ رپورٹ مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔

۲۸ فتح / دسمبر (اجلاس اول)

حسب سابق یہ اجلاس بھی حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی صدارت میں شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے احباب سمیت دعا کی۔ پھر مولوی غلام احمد صاحب ارشد نے سورہ مریم کے دوسرے رکوع کی تلاوت کی۔ پھر جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاوری نے نظم پڑھی۔ آپ کے بعد چوہدری سعید احمد صاحب بی اے نے پونے گیارہ سے بیس منٹ تک "اصلاح نفس کے ذرائع" بیان کئے۔

پھر مولوی شریف احمد صاحب امینی نے "حکومت و رعایا کے باہمی تعلقات اسلام اور احمدیت کے نقطہ نگاہ سے" کے موضوع پر پچپن منٹ تک ایک سیر حاصل تقریر کی۔ اس کے بعد یونس احمد اسلم صاحب نے اپنے والد ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم (سابق امیر المجاہدین ملکانہ) کی ایک نظم سنائی۔

بعد ازاں سوا بارہ بجے سے پونے ایک بجے تک مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب نے "برکات دُعا کے مضمون پر تقریر کی۔

اجلاس دوم :- اس روز کا اجلاس دوم بشیر احمد صاحب آف گوجرانوالہ کی تلاوت سے شروع ہوا۔ آپ نے سورہ الفتح کا آخری رکوع تلاوت کیا۔ پھر یونس احمد صاحب اسلم نے ایک نظم سنائی۔ ازاں بعد مولوی غلام مصطفےٰ صاحب بدوملہی نے "آنحضرت ﷺ کے مصائب پر صبر او توکل اللہ" کے موضوع پر دو بج کر پچیس منٹ سے بتیس منٹ تک تقریر کی۔ جس میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے مصائب پر صبر کے بہت سے سبق آموز واقعات سنائے۔ اس کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بار ایٹ لاء نے "ہمارا قادیان" کے عنوان پر ۳۳ منٹ میں ایک بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز مقالہ پڑھا۔ جس میں قادیان کے آباد ہونے کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آباء کرام کے حالات انگریزوں کی حکومت سے قبل قادیان کے اُجڑنے کے واقعات اور ایک سکھ ریاست میں پناہ لینے۔ پھر قادیان میں واپسی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب سے چند دیہات واپس ملنے کا ذکر کر کے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا مقصد تھا؟ ہمیں قادیان کیوں پیاری ہے! اور ہمارا حکومت سے اور غیر مسلموں سے کیا

(باقی صفحہ 4[illegible] پر ملاحظہ فرمائیں)

ایک درویش کی یاد گذشت ......

(پی محمد کینانور کیرلہ)

۱۹۴۷ء کے تقسیم ملک کے نہایت خطرناک اور ہولناک ایام میں جبکہ شمالی ہند کے مسلمان پاکستان کی طرف اور پاکستان کے ہندو سکھ لوگ ہندوستان کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو رہے تھے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک فرمائی کہ حفاظت مرکز قادیان کیلئے ہر جماعت کی طرف سے دودو نوجوان تین تین ماہ کیلئے اپنے آپ کو وقف کریں۔

اُس وقت جماعت احمدیہ بمبئی کے بہت سارے احباب نے قادیان جانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس وقت یہ فیصلہ ہوا کہ قرعہ اندازی کر کے دو افراد کو منتخب کیا جائے۔ چنانچہ اُس قرعہ اندازی کے نتیجہ میں میرے ماموں محترم پی محمد صاحب اور میرے خالہ زاد بھائی محترم پی زین العابدین صاحب کے نام آئے۔ یہ دونوں بمبئی میں ملازمت کی خاطر گئے تھے۔ اُن کا آبائی وطن کنور (کیرلہ) ہے۔ ان میں سے مکرم زین العابدین صاحب کی وفات چند سال قبل کنور میں ہوئی تھی محترم پی محمد صاحب کو قادیان دار الامان جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خاکسار کی خواہش پر اپنی یاد داشت مالہ یالم میں لکھ کر دی تھی۔ اس کا ترجمہ ایک تاریخی واقعہ کی حفاظت اور ریکارڈ کے طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

جب ہم دونوں کے نام قرعہ اندازی میں آگئے تو جماعت احمدیہ بمبئی نے ہدایت فرمائی کہ ہم دونوں فوری طور پر قادیان کیلئے رخت سفر باندھ لیں۔ اُس وقت ہندوستان کے کسی علاقہ سے قادیان جانا جان کو خطرہ میں ڈالنے والی بات تھی۔ اس وقت شمالی ہندوستان خاص کر فرقہ وارانہ فسادات کی آگ کی لپیٹ میں تھا۔

ہمیں اطلاع ملی کہ بمبئی سے ایک بحری جہاز کراچی جارہا ہے تاکہ کراچی سے ہندو مہاجروں کو ہندوستان لے آئے۔ بہت مشکل سے ہمیں اس جہاز میں جانے کی اجازت اور ٹکٹ مل گئی۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ ہم دونوں خیریت سے کراچی پہنچ گئے۔ کراچی میں مہاجروں کا شدید ہجوم تھا کراچی سے دوسرے دن لاہور جانے کا ارادہ کیا۔ جب ہم کراچی ریلوے سٹیشن میں پہنچے تو وہاں کی حالت ناقابل بیان تھی۔ لاہور جانے والی گاڑی میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ گاڑی کے اندر اور چھت پر بھی سینکڑوں افراد اپنی جان بچانے کی خاطر جوں کی طرح چمٹے پڑے تھے۔ بہت مشکل سے ہم دونوں گاڑی کے اندر دھکیل دیئے گئے۔ ہم دونوں انگریزی حرف N کی طرح بیٹھے کسی قسم کی حرکت کئے بغیر کئی گھنٹے کاٹے اسی طرح رات گزاری کراچی سے لاہور پہنچنے تک نصف گلاس پانی تک ہمیں نہیں ملا تھا جب ہم دونوں دوسرے دن صبح لاہور سٹیشن میں پہنچے تو نیم مردے کی حالت تھی لاہور سٹیشن سے باہر آکر ایک پیالی چائے ملنے کی، بہت کوشش کی لیکن نہیں ملی۔ ہم کیرلہ والے چائے پینے کے بہت عادی ہیں۔ اُس وقت ایک گھوڑا گاڑی والے کو رتن باغ کا پتہ دیا جہاں قادیان کے مہاجرین اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ رہائش پذیر تھے۔ انہوں نے ہمیں وہاں حفاظت کے ساتھ پہنچایا ہم رتن باغ کے درویش کیمپ میں دوپہر ایک بجے تک پہنچائے گئے۔ سب سے پہلے ہم وہاں کے دفتر میں گئے اور اپنی آمد کی غرض بتائی۔ دفتر کے تمام افسران فوج سے ریٹائر شدہ تھے۔ انہوں نے جب کچھ تردد کا اظہار کیا تو ہم نے حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کی خواہش کی۔ ان کی طرف سے اجازت ملنے پر ہم نے حضور اقدسؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے ملاقات کی وہ ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں لے گئے۔ ہم نے حضور اقدسؓ سے سلام کہہ کر ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اُس وقت حضور انورؓ نے فرمایا کہ آپ دونوں بے فکر رہیں۔ آپ دونوں کے قادیان جانے کا انتظام کیا جائے گا۔

اس کے بعد ہم کیمپ میں چلے گئے۔ وہاں دس بارہ دن انتظار کرنا پڑا۔ ایک دن رات کے وقت ہمیں کہا گیا کہ کل صبح قادیان کیلئے ایک ٹرک جارہا ہے اس میں یہاں سے آٹھ افراد کے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ وہ ٹرک لاہور کے ہندو سکھ مہاجرین کو لیکر قادیان جانے والا تھا ہم دونوں اُس میں سوار ہو گئے۔ لیکن جب ٹرک سرحد پر پہنچا تو ٹرک میں سوار دیگر مہاجروں نے کہا کہ یہ آٹھ افراد مسلمان ہیں۔ اس لئے انہیں آگے سفر کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

چنانچہ ہمیں اُسی جگہ ٹرک سے نیچے اُترنے پر مجبور کیا گیا۔ اور ہم لاچار ہو کر واپس لاہور کے درویش کیمپ میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد قادیان جانے کیلئے ایک وین کا انتظام کیا گیا جس میں ہم دونوں کو جگہ مل گئی۔ ہمارے ہمراہ محترم حضرت مرزا خلیل احمد صاحب (ابن حضرت مصلح موعودؓ) اور محترم حضرت مرزا مظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی تھے۔

ہمیں ارشاد ملا تھا کہ زیادہ لباس اپنے ہمراہ نہ لے جایا جائے۔ چنانچہ اس ارشاد کے مطابق ہم نے صرف ایک ایک جوڑا کپڑوں کا ساتھ لیا وین جب لاہور سے امرتسر تک پہنچی تو حفاظت کی خاطر پولیس کا ایک دستہ ہمارے ساتھ ہولیا۔ اس وین کے ساتھ ۱۲ ٹرک اور تھے تاکہ قادیان سے مہاجرین کو لاہور لے جایا جائے۔

لاہور سے روانہ ہو کر قادیان پہنچنے تک دونوں ملکوں کو جانے آنے والے مہاجرین کی حالت دیکھ کر ہم خون کے آنسو بہاتے رہے۔ اور ساتھ ہی خلافت کی عظیم برکت کی وجہ سے اپنی حفاظت کی بات سوچ کر خدا تعالیٰ کے حضور ہمارے دل سر بسجود ہوتے رہے۔

ہمارے ٹرک یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو رات کے وقت قادیان دارالامان میں پہنچ گئے۔ صبح ۶ بجے محترم چوہدری مبارک علی صاحب بہت ساری روٹی اور دال لیکر آگئے۔ لاہور سے قادیان تک کے سفر میں ہمیں کوئی کھانا نہیں ملا تھا ان ٹرکوں میں قادیان کے ۳۱۳ درویشان کو چھوڑ کر باقی احباب کو پاکستان بھیج دیا گیا۔

جب ہم قادیان میں پہنچے تو نہایت تکلیف دہ سفر اور صحیح کھانے پینے کی چیزیں نہ ملنے کی وجہ سے ہم دونوں کو خون کے ساتھ اسہال آنے لگے۔ جب ہم نے اُس وقت ایک مالاباری بزرگ درویش محترم فخر الدین صاحب سے اس بات کا ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ اُس وقت قادیان میں کوئی ڈاکٹر نہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ فوری طور پر ہم اس تکلیف دہ بیماری سے نجات پاگئے۔ ہمارے قادیان پہنچنے کے بعد ہماری رہائش کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے مکان میں انتظام کیا گیا تھا۔ ہم نے وہاں تین ماہ تک رہائش اختیار کی۔ اُس وقت ہماری ڈیوٹی مسجد مبارک سے ملحق دارالمسیح میں تھی۔ جہاں اب محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب رہائش پذیر ہیں۔

تین ماہ کے بعد ہماری رہائش بھی تبدیل کر کے دارالمسیح کے ایک کمرے میں کرادی گئی۔ اُس وقت میری ڈیوٹی رات کے ۱۲ بجے سے ۲ بجے تک اور زین العابدین صاحب کی اس کے بعد رات دو بجے تا چار بجے تھی۔ لیکن ہم دونوں اکٹھے ہی یعنی رات کے بارہ بجے تا صبح چار بجے یہ ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔

ڈیوٹی ختم ہوتے ہی ہم دونوں مسجد مبارک میں تہجد پڑھنے کیلئے جاتے فجر کی نماز کے بعد ہم سب دعا کیلئے بہشتی مقبرہ جایا کرتے تھے۔

اُس وقت قادیان میں چائے پینے کی عادت کسی کو نہ تھی اور نہ ہی کوئی چائے کی دوکان تھی۔

صبح ساڑھے ۹ بجے ہم لنگر خانہ جاکر دو دو روٹی اور کچھ پتلی دال لے آیا کرتے تھے۔ وہ کھا کر صبح ۱۰ بجے بہشتی مقبرہ میں جاتے وہاں ہماری ڈیوٹی دیگر درویشوں کے ساتھ بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کی تعمیر کی تھی۔

یہ کام ایک بجے دوپہر تک جاری رہتا تھا۔

اس کے بعد ہم نہادھو کر ظہر کی نماز پڑھنے مسجد مبارک جاتے تھے۔ اُس وقت شدت کی بھوک لگتی تھی لیکن دوپہر کے کھانے کا سوال ہی نہیں تھا اگر جیب میں پیسہ ہوتا تب بھی کوئی چیز کھانے کو نہیں ملتی تھی ہم عصر تک خالی پیٹ ہی آرام کیا کرتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد کبھی کبھی مکرم فخر الدین صاحب مالاباری کے کتب خانہ میں جاکر بیٹھا کرتے تھے۔ اُس وقت ہمیں اطلاع ملتی تھی کہ قادیان کے احمدیہ محلہ میں حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا جاتا تھا لیکن کوئی منصوبہ عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا تھا اور ناکام ہو جایا کرتا تھا باوجود ہمارے اُس وقت صرف تین سو تیرہ افراد ہونے کے غیروں کی نظریں ہم ہزاروں کی تعداد میں دیکھے جاتے تھے۔ اس وجہ سے اُن کے دل و دماغ میں خوف و ہراس پایا جاتا تھا۔

جب ہم دونوں دارالامان میں پہنچے تو اُس وقت محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس قادیان کے امیر مقامی تھے۔ آپ کے پاکستان تشریف لے جانے کے بعد محترم حضرت مرزا خلیل احمد صاحب اور آپ کے بعد محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب جٹ امیر جماعت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہمیں لنگر خانہ سے ملنے والی دو وقت کی خوراک کے علاوہ صابن تیل وغیرہ کیلئے مہینہ میں پانچ روپے مرکز کی طرف سے ملتے تھے۔

ہم تین ماہ کیلئے یہاں آئے تھے لیکن وہاں کے حالات کے پیش نظر ہمیں سات ماہ قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اُس وقت تک ہم صحیح معنوں میں درویش بن چکے تھے۔ ہم دونوں کی قمیصیں پھٹنے لگیں۔ پینٹ پاجامہ میں تبدیلی ہو گیا۔ جوتے پھٹ گئے۔ مرمت کیلئے ہندو بازار میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ مرمت کروانے کیلئے ہمارے پاس پیسے بھی نہیں تھے۔

ہمارے قیام کے دوران ہم دونوں کے علاوہ محترم جناب فخر الدین صاحب مالاباری اور محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب مبلغ سلسلہ بھی صوبہ کیرلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے اُس وقت قادیان میں موجود تھے۔

اس طرح تقسیم ملک کے بعد ابتدائی دنوں میں حفاظت مرکز کی توفیق کیرلہ کی نمائندگی میں صرف ہمیں ہی ملی تھی۔ اس کے بعد ہی بعض خاندان وقف کر کے مستقل قیام کیلئے قادیان تشریف لے گئے تھے۔ ان میں محترم جناب H حسین صاحب اور محترم جناب محمد احمد صاحب نسیم قابل ذکر ہیں اُن کی وفات قادیان میں ہی ہوئی تھی۔ اُن کے خاندان بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی قادیان میں رہائش پذیر ہیں۔

ہمیں ۱۹۴۷ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی بھی توفیق بفضلہٖ تعالیٰ ملی۔ جن کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی تھیں ان کو چھوڑ کر باقی سب درویشان کرام مسجد اقصیٰ میں جلسہ سالانہ کیلئے موجود تھے۔ اُس جلسہ کی صدارت کے فرائض امیر مقامی محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل جٹ نے سرانجام دیئے۔ محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی (ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان) محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی اور محترم ملک صلاح الدین صاحب کی اُس وقت تقریریں ہوئیں۔

ایک دن شام کو محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی نے ہمیں بلا کر فرمایا کہ تین چار دنوں میں یہاں سے پاکستان کیلئے ایک بس آئے گی۔

اس میں آپ دونوں کی واپسی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ دونوں تیار ہو جائیں دوسرے

(باقی صفحہ 47 پر ملاحظہ فرمائیں)
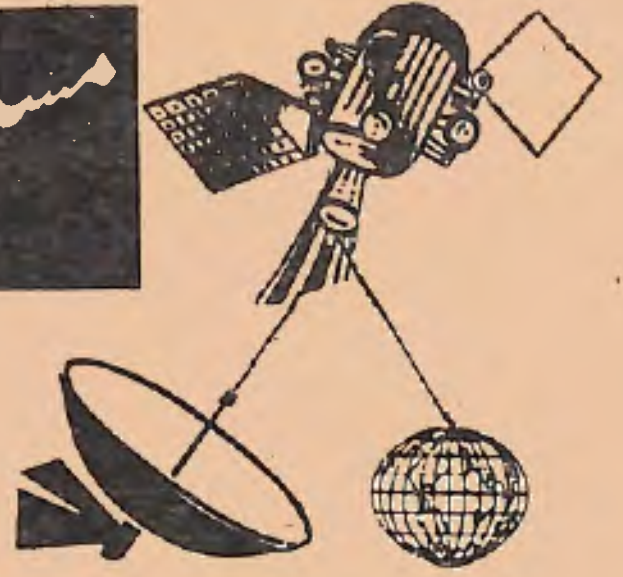
چوبیس 24 گھنٹے کی نشریات

زاویہ۔۔۔ اور تفصیل پروگرام

الحمدللہ کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) کے پروگرام 26 مئی 1996ء سے مسلسل چوبیس (24) گھنٹے کیلئے جاری ہیں۔ ان پروگراموں میں تلاوتِ قرآنِ مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور سیرۃ النبی ﷺ سے متعلق سلسلہ وار پروگرام شامل ہیں۔ ساتھ ساتھ زبانیں سکھانے اور سپورٹس۔ عالمی خبریں۔ صحت و زندگی سے متعلق طبّی معلومات اور لجنہ اماء اللہ کے خانہ داری کے پروگرام۔ اسی طرح بچوں کی دلچسپیوں کیلئے بھی کئی معیاری پروگرام دنیا کی مختلف زبانوں میں نشر کئے جارہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض خصوصی پروگرام بھی ہیں جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایمان افروز ارشادات سے نوازتے ہیں۔ جن میں خطبہ جمعہ، ترجمۃ القرآن، ہومیو پیتھی علاج پر مفید معلومات اور مجالس عرفان شامل ہیں۔

ان کے علاوہ چوبیس 24 گھنٹے میں تین مرتبہ عرب بھائیوں کیلئے خصوصی پروگرام "لقاء مع العرب" کے نام سے نشر ہوتا ہے۔ یعنی صبح 6.30 بجے سے 7.30 بجے تک پھر 2.30 بجے بعد دوپہر سے 3.30 بجے تک اور رات کو 9.30 بجے سے 10.30 بجے تک

تفصیل پروگرام : پروگراموں کی تفصیل ہر چھ چھ گھنٹے بعد تین مرتبہ بتائی جاتی ہے۔ صبح 11.15 بجے۔ شام کو 5.15 بجے۔ اور رات 11.15 بجے۔

زاویہ : 53 ڈگری جانب مشرق۔ (اسی ڈائریکشن پر NEPC,TVi, ASIANET,SUNTV بھی آتے ہیں)۔

ویڈیو فریکوئنسی : 4177.50 Mhz

Polarity Left Hand Circular for Signal (M.T.A)

آڈیو فریکوئنسی :

URDU	6.50Mhz	اردو۔
ENGLISH	7.02Mhz	انگریزی۔
ARABIC	7.20Mhz	عربی۔
GERMAN&BANGALA	7.38Mhz	جرمن۔ بنگلہ۔
FRENCH	7.56Mhz	فرنچ۔
TURKISH	8.10Mhz	ترکش۔
INDONESION	7.92Mhz	انڈونیشین۔
DUTCH	7.74Mhz	ڈچ۔

مزید معلومات کیلئے رابطہ قائم کریں

"انچارج شعبہ سمعی بصری"

محلہ۔ احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب انڈیا

ٹیلی فون (o)۔01872-20749

فیکس (o)۔01872-20105

خدا تعالیٰ کو پانے کیلئے انتہائی محنت کی ضرورت ہے

خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے اصل قیام کا مقصد یہ ہے کہ جماعت میں مشقت طلب کاموں کی عادت پیدا ہو اور ہر فرد کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے۔ پس "یایها لانسان انك كادح الى ربك كدحاً فملاقيه" میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جب تک ہر انسان اپنے آپ کو کام کرتے کرتے فنا نہیں کر دیتا اس وقت تک قومی طور پر خدا نظر نہیں آسکتا۔ انفرادی طور پر بے شک انسان کو کدح کے بعد لقائے الٰہی حاصل ہو جاتا ہے مگر قومی طور پر اسی وقت لقائے الٰہی کی نعمت حاصل ہوتی ہے جب قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے دنیا میں لقائے الٰہی دو طرح سے حاصل ہوتا ہے ایک فردی طور پر اور ایک قومی طور پر اگر قوم تباہ بھی ہو چکی ہو تب بھی فردی طور پر انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل باوجود اس کے کہ مسلمان قومی طور پر تباہ و برباد ہو چکے تھے ان میں بعض بزرگ پائے جاتے تھے۔ مثلاً حضرت عبد اللہ غزنوی کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لکھا ہے کہ وہ بزرگ انسان تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے حضرت مجدد صاحب بریلویؒ یا حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ اور اسی طرح بعض اور بزرگ گزرے ہیں مگر یہ چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے چند نفوس تھے جو خدا تعالیٰ سے ملے۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے یہ دکھانے کیلئے بھیجا تھا کہ اسلام اب بھی اپنے اندر طاقت رکھتا ہے اور اب بھی وہ لوگوں کو زندہ کر سکتا ہے، اب بھی وہ انہیں خدا تعالیٰ کے دربار تک پہنچا سکتا ہے۔ مگر قومی طور پر ان کے وجود سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ پس حضرت سید احمد بریلویؒ کیا تھے؟ وہ درحقیقت حجت تھے سستوں پر، وہ حجت تھے غافلوں پر اور یہ بتانے کیلئے بھیجے گئے تھے کہ اسلام اب بھی اپنے اندر زندگی بخش اثرات رکھتا ہے۔ اسی طرح حضرت سید اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کیا تھے؟ وہ حجت تھے سستوں پر وہ حجت تھے غافلوں پر اور یہ بتانے کیلئے بھیجے گئے تھے کہ اسلام اب بھی اپنے اندر زندگی بخش اثرات رکھتا ہے مگر بحیثیت ایک قوم اسلام کو ان کے وجود سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا کیونکہ اسلام نام تھا۔ چالیس کروڑ افراد کا جن میں سے کوئی چین میں رہتے تھے، کوئی جاپان میں رہتے تھے، کوئی سماٹرا میں رہتے تھے اور کوئی دوسرے ممالک میں رہتے تھے۔ اور یہ وہ ممالک ہیں جہاں ان لوگوں کی کوئی آواز نہیں پہنچی۔ یوں ہماری جماعت بھی ابھی چھوٹی سی ہے مگر ہماری جماعت وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک میں پھیل رہی ہے۔ پس وہ لوگ صرف غافلوں پر حجت تھے اور اس بات کی دلیل تھے کہ خدا اب بھی لوگوں کو زندہ کر سکتا ہے ورنہ ان کے زمانہ میں قومی طور پر مسلمانوں نے خدا کے چہرہ کو نہیں دیکھا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یایها الانسان انك كادح الى ربك كدحا فملاقيه" اے جماعت مومنین کے افراد تم میں سے ہر شخص کو اس راستہ میں اپنے آپ کو فنا کر دینا پڑے گا تب تمہیں قومی طور پر خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آئے گا اور اس کے لقاء کی نعمت تمہیں میسر آئے گی اور یہی نعمت حقیقی نعمت ہوتی ہے ورنہ انفرادی طور پر تو ہر زمانہ میں لوگ خدا تعالیٰ کو پاتے رہتے ہیں لیکن انفرادی طور پر خدا تعالیٰ کو پالینے سے قوم کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ قومی طور پر اسی وقت خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوتا اور قوم کا ہر فرد خدا تعالیٰ کا چہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہر فرد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستوں میں فنا کر دیتا ہے اور اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتا جب تک اس نعمت عظمیٰ کو حاصل نہیں کر لیتا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ جزو ۴ صفحہ ۳۳۶۔۳۳۷)

درویش بزرگوں پر خدا کی رحمت اور سلام

مرسلہ: شہزادی شجاعت بنت
بہادر خان صاحب درویش مرحوم قادیان

لفظ درویش اپنے لغوی معنوں کی رو سے اُن لوگوں پر اطلاق پاتا ہے۔ جو دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر دھونی رما کر بیٹھ جاتے ہیں قرون وسطیٰ میں اس لفظ کا استعمال بے محل بھی ہوتا رہا ہے لیکن حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دروازے سے چمٹنے یا لٹکنے والے اہل اللہ درویش کہلاتے ہیں جن کی زندگی کا مقصد خدا کے نام کے بلند کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

مذہبی تاریخ میں اس آخری دور میں اس لفظ کا صحیح تر اطلاق ان خدا رسیدہ لوگوں پر ہوا ہے۔

جنہوں نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو خدا کیلئے قربان کر دیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اُونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اُس نے مجھے دیا اور کہا"۔

"یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے"۔ (تذکرہ صفحہ ۱۸)

اولین صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا سے منقطع ہو کر درویشی کا رنگ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں "اصحاب الصفہ" قرار پائے۔

انبیاء کی جماعتوں پر ابتلاء کے مختلف دور آتے ہیں خلافت ثانیہ میں ۱۹۴۷ء کے پر خطر انقلاب نے جماعت احمدیہ کے لئے بھی ایک عظیم ابتلاء "داغ ہجرت" کی صورت پیدا کر دیا تھا خدائی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت کا کثیر حصہ نظام کے ماتحت ہجرت پر مجبور ہوا اور صرف ۳۱۳ (گویا بدری صحابہ کی تعداد کے مطابق) احمدی احباب سر سے کفن باندھے اس عزم کے ساتھ قادیان میں مقیم ہو گئے کہ بہر حال مقامات مقدسہ کی حفاظت کریں گے اور ہر قربانی کر کے احمدیت کے مرکز میں مقیم رہیں گے۔

درویشی کا اصل دور ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء سے شروع ہوا

جب مہاجرین کا آخری قافلہ پہلے قافلوں کی طرح دردمندانہ دعاؤں کے ساتھ قادیان سے رخصت ہوا اور مولانا جلال الدین صاحب شمس یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے کہ۔

"اے قادیان کی مقدس سرزمین تو ہمیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد دنیا میں سب سے پیاری ہے۔ لیکن حالات کے تقاضہ سے ہم یہاں سے نکلنے پر مجبور ہیں اس لئے ہم تجھ پر سلامتی بھیجتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں"۔

جب یہ آخری قافلہ پاکستان کی طرف روانہ ہو گیا اور ۳۱۳ جری اور جوانمرد احمدی احمدیت کے مستقل مرکز کی حفاظت کیلئے حالات کے تھپیڑوں سے مقابلہ کرنے کیلئے سینہ سپر ہو گئے صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے جو اس وقت قادیان میں تھے اس گھڑی کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

"آخری قافلہ یہاں سے ۱۶ ر نومبر ۱۹۴۷ء کو گیا...... جب یہ آخری مرحلہ طے ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر ایک سکون بخشا اور سب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب جو مقصد ہمارے رہنے کا ہے وہ پورا ہو۔ یہ مبالغہ نہ ہوگا کہ اگر یہ کہا جائے کہ پیچھے رہنے والوں میں ایک معجزانہ تبدیلی پیدا ہو گئی۔ ---وہ لوگ جو پہلے فرائض پر ہی اکتفاء کرتے تھے بہت شوق سے نوافل پر زور دینے لگے اور جو پہلے ہی نوافل کے عادی تھے انہوں نے مزید عبادت پر زور دیا...... کسی کے دل میں ذرا بھر انقباض نہیں کہ ہم کیوں ٹھہرے ہیں بلکہ دل سے خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ خدا نے یہ فضل کیا کہ ہمیں یہاں ٹھہرنے کا موقعہ ملا"۔

(الفضل ۱۰ ر جنوری ۱۹۴۸ء)۔

مشرقی پنجاب میں سوائے قادیان کے کسی مقام پر مسلمانوں کا کوئی وجود باقی نہ رہا دشمنوں کی نظر میں درویشوں کی یہ مختصر سی تعداد بھی خار کی طرح کھٹکتی تھی ۱۹۴۸ء کے آغاز میں بعض شرپسند لوگوں نے یہ جھوٹی افواہ اڑا دی کہ ننکانہ صاحب کے سکھ سیوا داروں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا ہے۔ اس افواہ کے نتیجہ سے مشتعل ہجوم احمدیہ حلقہ کے اردگرد جمع ہو گیا اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ بے سروسامان اور بے بس سب درویشوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی اس واقعہ کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

"اُسوقت ہر ایک درویش خدا کی راہ میں قربان ہونے کیلئے اور موت کو قبول کرنے کیلئے بخوشی تیار تھا یہ محاصرہ تقریباً ۵۔۶ گھنٹہ رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دئے کہ بعض فرض شناس مقامی افسروں نے اپنے فریضہ کو ادا کرتے ہوئے مشتعل ہجوم کو منتشر کر دیا"۔

یہ اپنی قسم کا ایک واقعہ نہیں بلکہ گزشتہ برس میں بہت سے اوقات میں درویشان کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر زندگی کے لمحات بسر کرنے پڑے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے سوشل بائیکاٹ کیا گیا جھوٹی رپورٹیں کی گئیں۔ حکام کو اکسانے کیلئے ہر قسم کے حیلے اختیار کئے گئے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ وہ نان جو اللہ تعالیٰ نے مہدیٔ مسیح علیہ السلام کے درویشوں کیلئے مسیح پاک کو دیا تھا اُس کے طفیل سوشل بائیکاٹ بھی بیکار ہو گیا اور وہ وعدے جو الدار کے محافظین کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمائے تھے ان کے نتیجہ میں دشمنوں کی سب تدبیریں ناکام ہوئیں اور آخر وہ گھڑی آگئی کہ پھر بزرگ درویش سارے بھارت کو خدا کا پیغام پہنچانے کیلئے میدان عمل میں آگئے بزم درویشان قائم کی گئی اور تبلیغ کے لئے نوجوان اور بوڑھے ادھر اُدھر جانے لگے اخبار بدر جو سلسلہ کی عظیم روایات کا قدیم سے حامل ہے پھر جاری ہو گیا اور پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہونے لگا مجلس خدام الاحمدیہ نے پورے جوش سے کام شروع کر دیا اور مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کا قیام بھی ہو گیا دوسرے تعلیمی اور تبلیغی ادارے بھی پوری طرح کام کرنے لگ گئے نظارتیں پوری مستعدی اور پورے جوش کے ساتھ ہمہ تن مصروف ہو گئیں دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری رہا تہجد کی نماز کیلئے اگر پہلے ایک بزرگ درویش میاں مولا بخش صاحب مرحوم اپنی سریلی اور رقت بھری آواز میں ہر گلی کوچہ میں اشعار پڑھ کر منادی کیا کرتے تھے تو اُن کے بعد بھی محترم سید محمد شریف صاحب سیالکوٹی اپنے بڑھاپے کے باوجود نیز بعض نوجوان درویش بھی تہجد کیلئے لوگوں کو مسجد میں آنے کی دعوت دیتے رہے۔ اور روزانہ نہایت عاجزی اور انکساری اور اضطرار کے ساتھ غلبۂ اسلام کیلئے دعائیں جاری رہتیں۔

پہلے ایک دو سالوں کے بعد درویشوں کی بیویاں اور ان کے خاندانوں کے دوسرے افراد بھی قادیان میں واپس آگئے اور بھارت سے بھی بعض خاندان ہجرت کر کے قادیان میں رہائش پذیر ہو گئے درویشان کرام قادیان میں اقامت پذیر رہے اور انکی ساری زندگی دین کے سیکھنے اور اس کی اشاعت کیلئے جدوجہد میں گزری اور گزر رہی ہے۔ اور باقاعدہ پروگرام کے مطابق روحانی لوگوں کے اس گروہ نے اپنی زندگی کے ایام بسر کئے اور کر رہے ہیں یہ سب درویش صحت کے قیام کیلئے کھیلوں وغیرہ کے بعض تفریحی پروگرام بھی کرتے رہے۔ ان درویشوں کا ایک بڑا حصہ مختلف پیشے اختیار کر کے اور تجارتی طور پر کاروبار چلا کر اپنی روزی کماتا رہا اور سلسلہ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں بنا مگر یہ سب لوگ بھی اپنے جملہ اوقات کے لحاظ سے سلسلہ کے فدائی رہے۔

۱۹۶۳ء تک ایک سو سے زائد شادیاں زمانہ درویشی میں ہو چکی تھیں سب سے پہلا نکاح مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی کا ۱۰ ر مارچ ۱۹۵۰ء کو قادیان میں پڑھا گیا اور ۱۰ ر اپریل ۱۹۵۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ربوہ میں چوہدری سعید احمد صاحب بی اے کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ (الفضل۔۵۰۔۵۔۱۵)

اور یہ سلسلہ آگے جاری رہا۔ اسوقت قادیان کا احمدیہ حلقہ مشرقی پنجاب میں ایک جزیرہ کی حیثیت رکھتا ہے یا اسے ایسا قلعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جہاں سے اسلام کے سپاہی روحانی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر چاروں طرف پھیل رہے ہیں۔

قادیان ایک روحانی مرکز ہے یہاں کا سالانہ جلسہ کئی برس سے ایک آسمانی مائدہ کی حیثیت سے روحانی خوراک مہیا کر رہا ہے۔ اور پیاسی روحوں کیلئے آب حیات پیش کر رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی یہ سلسلہ بلا انقطاع جاری رہا۔ سینکڑوں ہزاروں انسان اس میں شریک ہو کر لذت اندوز ہو رہے ہیں۔ ہندو ۔ سکھ ۔ عیسائی سب برادرانہ جذبہ کے ساتھ اس میں شریک ہوتے ہیں۔

یہ ایک مختصر ساخاکہ ہے۔ ان حالات میں کون سا دل ہے جو درویش بزرگوں کی قربانیوں اور ایثار پر انہیں ہدیۂ تبریک پیش نہ کرے گا اور کون سی زبان ہے جو بے ساختہ پکار نہ اٹھے کہ۔

درویش بزرگوں پر خدا کی رحمت اور سلام

ماخوز۔ از۔ الفرقان ربوہ اگست ستمبر اکتوبر ۱۹۶۳ء

احمدیہ ہومیوپیتھی کلینک قادیان

ناظم وقف جدید قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق دفتر وقف جدید قادیان کی زیر نگرانی ایک ہومیوپیتھی کلینک قادیان میں ۱۹۹۶ء سے باقاعدہ چلایا جارہا ہے جس کا اجراء حضور انور ایدہ اللہ کے قادیان میں قیام کے دوران ۱۹۹۱ء میں ہوا تھا۔

ابتداء میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر نگرانی ادویات دی جاتی تھیں اس وقت دفتر وقف جدید کے تحت مکرم سید داؤد احمد صاحب بطور انچارج رضاکارانہ طور پر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ کلینک کے تحت متعدد جگہ پر طبی کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کلینک مفت بلا لحاظ مذہب و ملت دور و نزدیک کے عوام الناس کی خدمت کی سعادت پا رہا ہے اور حضور انور کی شفقت و ذرہ نوازی سے ہزاروں کی تعداد میں مریض کامیاب علاج کے ساتھ استفادہ کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک

داستان درویش

اچھا بیٹا جاؤ! خدا کے سپرد

خورشید احمد پربھاکر
درویش قادیان

خوابِ غفلت چھوڑ اے، مستِ شباب زندگی
زندگی پر آگیا ہے، انقلاب زندگی

بھارت پاکستان دو آزاد ملک وجود میں آچکے تھے۔ دونوں اطراف سے آبادی کا تبادلہ وانخلاء کا عمل جاری تھا۔ سینکڑوں خاندانوں کا نام ونشان صفحہ گیتی سے ہمیشہ کیلئے مٹ چکا تھا۔ زمین ہزاروں جانوں کا خون پی چکی تھی۔ انقلاب حشر برپا ہو چکا تھا۔ ان ایام میں زمین پنجاب مقتل کا منظر پیش کر رہی تھی۔

میری جوان عمر اہلیہ صاحبہ کی وفات پر گاؤں کے سبھی لوگ اظہار تعزیت کیلئے آتے رہے۔ ایک دن صفِ ماتم پر بیٹھے ہوئے میرے چھوٹے بھائی نے ذرا بلند آواز سے کہا "دیکھو، چچا جان! بھائی خورشید پھر قادیان جارہا ہے، اُس ملک میں جہاں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ لوگ مارے، لٹے، کٹے پھٹے، بچے کھچے پاکستان پہنچے ہیں۔ ان کا ہوش رُبا اور خستہ حال آپ سب کو معلوم ہے۔ یہ اِسی قتل گاہ میں جارہا ہے"۔

یکدم سب نے میرے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں۔ اور دوسرے ہی لمحہ میں سر جھکا کر گویا حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے۔ ایسا لگتا تھا کہ وادئ خونچکاں، قتل گاہ انسانان میں ایک انسان کے جانے کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ یہ محض ایک دیوانے کی بڑ تھی۔

ماتم پُرسی کے ایام ختم ہونے پر میں نے اپنی عمر رسیدہ ضعیفہ مریضہ والدہ سے قادیان جانے کیلئے اجازت چاہی۔ والدہ نے بحسرت مجھے دیکھا ممتا کے مارے روتے ہوئے پیار دے کر کہا:۔

"اچھا، بیٹا! جاؤ خدا کے سپرد"

اس کے بعد میں نے اپنی مشفقہ ماں کو اور ماں نے اپنے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا۔ مجھے عرصہ کے بعد ۱۹۴۸ء میں اطلاع ملی کہ والدہ صاحبہ میرے گھر سے نکلنے کے بارہ دن بعد وفات پاگئیں تھیں۔

انا لله وانا اليه راجعون۔

دوسرے دن میں نے ماں کی شفقت سے محروم چار ۰ہ کے بیٹے کے سر پر پیار بھرا آخری ہاتھ پھیرا، چھوٹی ہمشیرہ چھوٹے کنوارے بھائی اور چند دن کی مہمان مریضہ والدہ کو روتا ہوا چھوڑ کر قادیان کیلئے روانہ ہوا۔ یہ اکتوبر ۱۹۴۷ء کا مہینہ تھا۔ اس قاتل کا واقعہ میرے دل ودماغ پر گھر کر چکا تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کئے تھے۔ اور پھر وہ توبہ کی سرزمین کی طرف چل نکلا تھا۔ میں خداوند کریم سے التجا کرتا رہا کہ اے خدا تو مجھے موت دینا چاہے تو توبہ کی زمین میں داخل کر کے موت دینا۔

میرے محبوب مہدی پر میری روح رواں صدقے
میری املاک اکلوتا مرا سازو ساماں صدقے

رتن باغ۔ لاہور (پاکستان) میں چوہدری فتح محمد صاحب سیال، ناظر دعوت وتبلیغ تھے۔ ان کی خدمت میں اپنا حال بیان کر کے قادیان جانے کی درخواست دے دی۔ دوسرے دن انہوں نے مشفقانہ انداز میں فرمایا کہ پاکستان میں دیہاتی مبلغین کلاس جاری کی جارہی ہے۔ میں آپ کو اس میں رکھ لیتا ہوں۔ میں آپ کو فوجیوں کی گولیوں سے بھنوانا نہیں چاہتا۔ آپ جیسے ہی واہگہ پار کر جائیں گے۔ گولی سے اڑا دیئے جائیں گے۔ لیکن میں قادیان جانے کے اپنے ارادہ کو دہراتا رہا۔ تب انہوں نے کہا کہ اچھا میں آپ کی درخواست حضرت امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) کے حضور پیش کر دیتا ہوں۔ حضور جو فیصلہ فرمائیں گے۔ بہتر ہوگا۔

ان ایام میں حضور انورؓ کی صدارت میں رتن باغ لاہور میں صدر انجمن احمدیہ کا روزانہ تین بار اجلاس ہوا کرتا تھا۔ میری درخواست پیش ہونے پر قادیان کیلئے آئندہ کا سوچا گیا۔ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ دیہاتی مبلغین کلاس قادیان میں ہی جاری رہے گی۔ وہاں کچھ عالم ہیں ان سے پڑھانے کا کام لیا جائے۔ مجھے یہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے بتایا تھا۔

میں راتوں جاگتا رہا تھا قادیان پہنچنے کی کوئی تجویز قابل عمل نظر نہیں آتی تھی۔ نیند کو بلاتا تھا۔

آ! کہ ہیں خورشید کے یہ آخری لمحات
مل لو گلے کہ آخری ہوگی یہ ملاقات

لیکن نیند نہ آئی۔ بالآخر میں نے پیدل ہی قادیان پہنچنے کا عزم صمیم کر لیا۔ ہلکا سا بستر تیار کیا پہنے ہوئے کپڑے، میلے کچیلے اور دریدہ سے تھے۔ دوسرے ہی دن چودھری فتح محمد صاحب نے جلدی میں بتایا کہ آج ہی ایک کنوائے قادیان جارہا ہے۔ فلاں امیر قافلہ سے بات کر لیں لیکن انہوں نے خود امیر قافلہ سے میرے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ مجھے بھی امیر قافلہ سے بات کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ تاہم میں نے اسی قافلہ کے تعلق سے قادیان جانے کا ارادہ کر لیا۔

میرے پاس بھارت جانے کا پرمٹ نہ تھا۔ نہ امیر قافلہ کو میرا علم۔ نہ ہی نظارت دعوت وتبلیغ لاہور کو اطلاع، بوجہ لمبا عرصہ نیند نہ آنے اور صدمات اور بھوک کے باعث پژمردگی کی وجہ سے مجھے اپنے آپ کی ہوش نہ تھی شائد جنون وجوش نے میرے دماغی توازن کو معطل کر دیا تھا۔

قادیان جانے والا پندرہ ٹرکوں کا یہ کنوائے حرکت کرنے کیلئے بالکل تیار تھا جبکہ میں سہما سہما سراسیمہ، سب سے پچھلے والے آخری ٹرک میں بستر لئے میلے کچیلے لباس میں ملبوس دیوانہ وار اس میں گھس گیا۔ اُس آخری پچھلے ٹرک میں لسٹ کے مطابق صرف ماں بیٹا دو ہی کا شمار تھا۔ پادری بیٹا کوئی چیز لینے ٹرک سے نیچے اتر کر چلا گیا تھا ٹھگنی کی سادہ سی بڑھیا عورت روئی ورضائی کا بڑا سا اونچا بنڈل رکھے اپنے بکس پر بیٹھی تھی۔ میں روئی کے اونچے بنڈل کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔

ایک فوجی افسر نے دور سے بلند آواز سے پکارا "ارے گنتی کی رپورٹ جلد دو" ایک فوجی جوان نے آکر جلدی سے حواس باختگی کے عالم میں بڑھیا سے پوچھا "کیا تم دونوں ہی ہو؟" اتنے میں سپاہی کو دوبارہ ڈانٹ بھری آواز رپورٹ دینے کی آئی۔ سپاہی بڑھیا کا جواب سنے بغیر واپس بھاگا۔ بڑھیا کھڑے ہو کر چلائی۔ ابھی رکو! میرا بیٹا آہی رہا ہے" ٹرک چلنے کیلئے حرکت کرنے لگا کہ نوجوان پادری صاحب عمدہ لباس میں ملبوس کود کر ٹرک پر چڑھ گئے۔ قافلہ واہگہ کیلئے روانہ ہوا۔

لاہور شہر سے باہر نکلتے ہی کنوائے روک لیا گیا فوجی چوکی میں چیکنگ ہوئی۔ ساتھ جانے والے سپاہیوں کے نام نمبر۔ بندوقوں، کارتوسوں۔ افراد قافلہ کی تعداد کو چیک کیا گیا۔ امیر قافلہ سب سے آگے تھے۔ انہیں کے ٹرک پر ہر بار جھمگھٹا رہا کرتا تھا۔ آخری پیچھے والے ٹرک تک کوئی نہ آتا تھا۔ پادری صاحب کی سادہ سی ماں کو دیکھ کر کوئی شک بھی نہ کرتا تھا۔ میرے میلے کچیلے کپڑے، روئی کا بڑا بنڈل، یہ سراب یہ تار عنکبوت میرے لئے مستحکم قلعہ ثابت ہوئے۔ اگر کسی نے دیکھا بھی ہوگا تو کسی بھنگی برادری کا فرد سمجھ لیا ہوگا۔ گویا بطور رفیوجی بڑھیا کا بیٹا۔ بھارت جارہا تھا۔

واہگہ سرحدی فوجی چوکیوں پر دونوں نے چیکنگ کی۔ یہ چیکنگ ذرا زیادہ احتیاط سے کی گئی۔۔۔ واہگہ سرحد سے امرتسر کیلئے روانگی ہوئی۔ میرے لئے اب وادئ مقتل کا سفر شروع ہو چکا تھا۔ یہی سرحد وادئ توبہ کا دروازہ تھی۔

حسرت رہے نہ باقی اے کاش میرے من میں
مامن سکون پاؤں اپنے ہی اس وطن میں

امرتسر شہر سے باہر ٹرک روک لئے گئے۔ جس حصہ سڑک سے یہ کنوائے بٹالہ جانے والا تھا وہاں کرفیو لگا دیا اور سڑک پر ڈالے گئے لکڑی کے بڑے بڑے تنے ہٹا دیئے گئے۔ میرے پژمردہ جسم کا خون مزید خشک ہونے لگا۔ امرتسر شہر میں ایک جگہ کافی دیر تک رکاوٹ رہی ڈی سی صاحب کی اجازت آگے جانے کیلئے حاصل ہو گئی۔ سینکڑوں شرنارتھیوں کو بٹالہ تک لے جانے کا مسئلہ امیر صاحب قافلہ نے انسانیت کی خدمت وہمدردی کے مدنظر حل کر دیا۔ اب کافی اندھیرا ہو چکا تھا۔ پادری صاحب اور ان کی والدہ۔ روئی کا بنڈل، یہ تار عنکبوت یہ سراب یکدم غائب ہو گیا۔۔۔

اچانک ٹرک میں بستروں۔ ٹرنکوں بکسوں اور سامان کا بلندی تک انبار لگ گیا۔ سینکڑوں شرنارتھی بچے۔ عورتیں بوڑھے جوان کچھ سامان کے اوپر چڑھ گئے کچھ نیچے گھوم رہے تھے بجلی کی تیز روشنی تھی۔ میں سامان کے اوپر ہوتے ہوتے پوری بلندی پر تنہا، نمایاں ہو کر نظر آرہا تھا۔ نوجوان رفیوجیوں نے بلند آواز سے پکارا "مسلمان" زمین پر کھڑے شرنارتھیوں میں سے چار چھ جوان بھاگے اور اُس ایریا کے چاروں طرف اسلحہ سے لیس فوجیوں کو میری موجودگی کی اطلاع دینے چلے گئے۔ شرنارتھیوں کی شکل میں میرے سامنے موت کے بھوت ناچ رہے تھے۔ بجلی کے بلب روشنی کافی تھی مگر میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ مجھ پر سکتہ طاری تھا۔

دستِ عزرائیل میں مخفی ہے سب راز حیات
موت کے پیالوں میں ہے بٹتی شراب زندگی
(المصلح الموعود)

صرف اتنا یاد رہا کہ ایک دھکا لگا بستر چھوٹ گیا رات کے سناٹے میں سینکڑوں شرنارتھی مکمل سکوت روشنی نہ آواز۔ صرف ٹرک چلنے کی گڑگڑاہٹ...... بٹالہ پہنچنے پر سوائے چند کے سب شرنارتھی اتر گئے...... میں اب وادئ توبہ میں داخل ہو چکا تھا۔ لائلپور کا علاقہ راوی دریا اور ہندوستانی نہریں پار کر چکا تھا۔ میری حالت میں خوف اور رجا تھی میری آنکھیں پنج گرایاں نہر کے دونوں اطراف گزرا ہوا دیکھا ہوا خونی منظر دیکھ رہی تھیں۔ جہاں سینکڑوں ادھ جلی لاشیں بدبو اور کتوں اور گدھوں کے لشکر تھے۔

زمین پنجاب تھی رنگین مگر تھا خون انسانی
درندے خون کے پیاسے بظاہر شکل انسانی

قادیان کے اڈا بس ہوزری کا ایریا۔ بازار، گلیاں، گھر، لاشوں سے بھرے ہوئے نظر آرہے تھے۔ کرفیو میں لوٹ مار، قتل گولیوں، دھماکوں کی گونجتی ہوئی آوازیں۔ جگہ جگہ بکھرا ہوا خون۔ بکھرا ہوا سامان۔ آتش زنی اور اغوا سبھی مناظر سامنے گھومنے لگے۔

بٹالہ سے پل نہر وڈالہ پنج گرایاں پہنچے۔ ٹرک بجائے مین روڈ کے کتراتے ہوئے کسی دوسرے راستہ سے قادیان اسٹیشن پر پہنچے۔ یہاں کی فوجی چوکی نہایت چوکس، چوبند، جفاکش اور مضبوط تھی۔ یہاں بیحد سخت چیکنگ ہوئی۔ پورا حلقہ اسلحہ سے لیس فوجیوں سے گھرا ہوا تھا۔ ٹرکوں سے تمام آدمیوں۔ ڈرائیوروں۔ کلینروں، محافظ دستہ کو اتار کر لائن میں کھڑا کر کے شمار کیا گیا۔ نام بنام عمر اور ایڈرسز پوچھے گئے۔ بندوقیں اور اسلحہ گنا گیا۔ دوبار ٹرکوں کی چھان بین کی گئی۔ یہ آخری مشکل مرحلہ میرے لئے انتہائی پیچیدہ، خطرناک اور نازک تھا۔ میری موجودگی کا امیر صاحب کو علم نہ تھا نہ کسی دوسرے کو۔ کیسے بچا۔۔۔ یہ ابھی راز ہی ہے۔

حائل خون کے دریا شناور پھر بھی آپہنچے
چلے تیر وسناں لیکن دلاور پھر بھی آپہنچے
سروں کو رکھ ہتھیلی پر مجاہد پھر بھی آپہنچے
مراد زندگی پائی در احمد پہ آپہنچے

وہ یکم محرم الحرام ۱۳۶۷ ہجری سبت (۱۵ نومبر ۱۹۴۷ء سنیچر) کا دن تھا۔ جبکہ میں ۱۰ بجے رات کی تاریکی میں اپنے احمدی ایریا میں پہنچ گیا۔ الحمدللہ۔

دن رات خدمت خلق میں مصروف
احمدیہ ہسپتال قادیان

ملک کی تقسیم سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی پر قادیان میں جماعت کا نور ہسپتال قائم تھا مگر تقسیم کے بعد یہ ہسپتال اگرچہ جماعت کی ملکیت تو ہے لیکن سرکاری ہسپتال کے طور پر کام کر رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں نور ہسپتال جماعت کے قبضہ سے نکل گیا مکان اور فرسٹ ایڈ تک کا سامان بھی نہ رہا۔ لہذا اس بے سرو سامانی کے عالم میں میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب کچھ سامان اور ادویات فراہم کر کے درویشوں کی طبی خدمات بجالاتے رہے۔

شروع ماہ صلح / جنوری ۱۹۴۸ء ہش میں میجر صاحب پاکستان تشریف لے گئے اور یہ اہم فریضہ کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کے سپرد ہوا جسے آپ خدمت خلق کی بہترین روح کے ساتھ قریباً ساڑھے سات برس تک نبھاتے رہے۔

ابتداء میں درویشوں کا طبی مرکز ڈاکٹر احسان علی صاحب والی دکان میں قائم کیا گیا۔ ان دنوں درویشوں کی نقل و حرکت صرف احمدیہ محلہ تک محدود تھی اور غیر مسلم بھی خال خال ہی احمدی علاقہ میں قدم رکھتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کو احمدیہ شفاخانہ کا چارج سنبھالے ابھی چند دن ہی گذرے تھے کہ بائیکاٹ کا المناک سانحہ پیش آگیا۔ بائیکاٹ کے ایام میں آپ ایک مرتبہ چند دوستوں کے ہمراہ بہشتی مقبرہ دعا کیلئے تشریف لے گئے وہاں موضع ننگل کی ایک بڑھیا آئی اور کہا کہ تم لوگ نیک ہو۔ اس مقدس مزار پر کھڑے ہو میرا داماد سخت بیمار ہے اس کی شفا کیلئے دُعا کرو۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم دُعا بھی کریں گے لیکن تم اپنے داماد کو ہمارے ڈاکٹر کو دکھا کر دوا وغیرہ بھی دو۔ پکٹنگ کی مشکلات کے پیش نظر دوسرے دن اپنے داماد کو چارپائی پر لٹا کر بہشتی مقبرہ کے گیٹ تک لے آئی ڈاکٹر صاحب نے وہاں جا کر مریض کو دیکھا اور ایک درویش کے ذریعہ دوا بھجوادی۔ دو تین روز بعد مریض کو افاقہ ہو گیا اور بڑھیا پکٹنگ والوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی دکان پر آگئی اور دو تین روز بعد اس کا داماد دو تین اور مریضوں کو ساتھ لیکر آگیا اور چند ہی روز بعد آس پاس کے مہاجر بھی آنا شروع ہو گئے۔ پندرہ روز کے اندر اندر مریضوں کی تعداد ۳۰۔۴۰ روزانہ تک پہنچ گئی۔ اس طرح پکٹنگ اور بائیکاٹ عملاً بالکل بیکار ہو کر رہ گیا۔ اور مریضوں کی آمد کے ساتھ ساتھ بعض غیر مسلم دودھ سبزی و دیگر ضروریات زندگی بیچنے کیلئے آنا بھی شروع ہو گئے۔

ڈاکٹر احسان علی صاحب کی دکان فسادات کے بعد بالکل خالی تھی۔ اس میں صرف ایک میز اور دو خالی الماریاں اور چند شیشیاں پڑی تھیں جن میں بعض میں بچی ہوئی ادویات تھیں۔ دو پرانے اور زنگ آلود چاقو اور دو ایک قینچی کے علاوہ کوئی دوسرا سامان نہ تھا۔ فرنیچر وغیرہ کا انتظام تو سٹور سے کر لیا گیا۔ ادویات اور دیگر سامان مہیا کرنا ناممکن نظر آرہا تھا۔ دار المسیح اور قرب و جوار کے مکانات میں سے جہاں سے بھی کوئی بوتل شیشی وغیرہ مہیا ہو سکی شفاخانہ میں جمع کر لی گئی۔ ان میں سے بعض میں کار آمد ادویات بھی مہیا ہو گئیں۔ اس اثناء میں گورنمنٹ کی طرف سے قریباً مبلغ یکصد روپیہ کی مالیت کی چند ادویات ریلیف جی فنڈ سے درویشوں کو دی گئیں۔ اس عطیہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔

غیر مسلم مریضوں کی حاضری روز بروز زیادہ ہوتی گئی اور تمام دوائیں ختم ہو گئیں۔ اس موقعہ پر ایک معزز سکھ دوست کے ذریعہ مبلغ ۸۰ روپیہ کی ادویات امرتسر سے منگوائی گئیں۔ شہادت / اپریل ۔ ہجرت / مئی ۱۹۴۸ء تک مریضوں کی تعداد ۹۰ سے ۱۰۰ تک روزانہ پہنچ گئی۔ شفاخانہ کے ذرائع آمد مسدود اور فنڈ محدود تھا۔ اسلئے فکر پیدا ہوئی کہ اتنے مریضوں کے اخراجات کیسے پورے ہو سکیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے انجمن سے اس بات کی اجازت لی کہ غیر مسلم ذی استطاعت مریضوں سے علاج کے معاوضہ میں آنہ دو آنہ وصول کرنے کی کوشش کی جائے چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں سو ڈیڑھ سو روپیہ جمع ہو گیا جس سے مزید ادویہ اور سامان خریدا گیا اور اس طرح عوام کے علاج میں سہولت پیدا ہو گئی۔

ڈاکٹر صاحب اور دوسرے درویش اپنے علاقہ سے باہر نہ جا سکتے تھے۔ جوں جوں مریض زیادہ آتے گئے۔ ان میں سے بعض کو دیکھنے کیلئے ان کے گھروں میں جانا پڑتا اور اس کے لئے خاص اہتمام کرنا پڑتا پہلے تو آپ چند درویشوں کی معیت میں جایا کرتے تھے لیکن آہستہ آہستہ خطرہ دور ہوتا گیا اور پھر ڈاکٹر صاحب نے اکیلے ہی جانا شروع کر دیا۔ اس طرح قریبی گاؤں میں جانے کیلئے بغیر تانگہ اور تین چار ہمراہیوں کے جانا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ یہ خطرہ بھی پھر رفتہ رفتہ دور ہو گیا اور آپ تنہا ہی سب طرف مریض دیکھنے نکل کھڑے ہوتے۔ اور کچھ عرصہ بعد تو خدا کے فضل سے ہر جگہ دن ہو یا رات جانے میں کوئی رکاوٹ نہ رہ گئی۔

ماہ مئی ۱۹۴۸ء کے بعد شفاخانہ کی ساتھ والی دکان شامل کر کے اس کی توسیع عمل میں آئی۔ لیکن چند روز بعد جب یہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی تو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ والا مکان خالی کروالیا گیا۔ اس کی نچلی منزل میں دفتر کنسلٹیشن، ڈریسنگ، ڈسپنسنگ، اوپریشن روم کیلئے علیحدہ علیحدہ کمرے بنالئے گئے۔ بالائی منزل میں دو کمروں کو درویشوں کیلئے بنالیا گیا اور باقی حصہ میں دو ڈسپنسر اور ایک مددگار کارکن کی رہائش کا انتظام کر دیا گیا۔

شفاخانہ میں جو آمد متمول مریضوں سے ہوتی اس سے شفاخانہ کیلئے سامان ادویات خرید کر لی جاتیں اور خدا کے فضل سے ایک سال کے عرصہ میں عام استعمال کی ادویات و سامان شفاخانہ میں فراہم ہو گیا اور سوائے ابتدائی ۸۰ روپیہ کے شفاخانہ کو نہ مزید کسی سے امداد کی ضرورت پڑی نہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ پر کوئی بوجھ ڈالا گیا۔ جوں جوں اردگرد کے علاقہ میں شفاخانہ کی شہرت پھیلتی گئی مریض بھی بکثرت آنے لگے۔ بعض غیر مسلم دور دور سے محض اس غرض سے آتے تھے کہ قادیان میں مسلمانوں کو دیکھ آئیں گے اور دوا وغیرہ بھی لیتے آئیں گے۔ اور پھر تو خدا کے فضل سے آہستہ آہستہ ایسی شہرت حاصل ہوئی کہ تمام ضلع گورداسپور کی مختلف جگہوں بلکہ ضلع امرتسر ہی سے نہیں شہر امرتسر سے بھی مریض آنے لگے۔ پہلے سال شفاخانہ نے کوئی غیر مسلم انڈور میں نہیں رکھا کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔ لیکن دوسرے سال شفاخانہ کے سامنے والا مکان جس میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے خالی کرالیا گیا۔

سال ۱۹۴۸ء میں آؤٹ ڈور مریضوں کی کل تعداد ۳۱۲۴۶ تھی جو سال ۱۹۴۹ء میں ۴۵۳۴۹ تک پہنچ گئی اس سال انڈور میں ۲۳۱ مریض تھے جن میں کثیر تعداد غیر مسلموں کی تھی سال ۱۹۵۰ میں ۴۱۷۹۰ مریضوں کا علاج آؤٹ ڈور اور ۲۰۰ مریضوں کا علاج انڈور کیا گیا۔ ۱۹۵۱ء کے اکتوبر تک کل تعداد آؤٹ ڈور کے مریضوں کی ۲۸۶۰۱ اور انڈور کی ۲۰۰ تھی۔ احمدیہ شفاخانہ کے قیام کے وقت ڈاکٹر صاحب کے پاس دو صاحب بطور ڈسپنسر کام کرتے تھے دو تین ماہ بعد ایک صاحب پاکستان چلے گئے چونکہ کام زیادہ تھا اس لئے دو درویش کو ڈسپنسنگ کی ٹریننگ کیلئے شفاخانہ میں رکھ لیا گیا۔ ان میں سے ایک محمد احمد صاحب مالاباری اور دوسرے مبارک علی صاحب واقف زندگی تھے۔ مبارک علی صاحب تھوڑے ہی عرصہ میں پوری ٹریننگ حاصل کر کے تسلی بخش کام کرنے لگے اور قریباً دس ماہ کام کرنے کے بعد مولوی فاضل کلاس میں داخل ہو کر یہ کام چھوڑ دیا۔ ان کی جگہ ایک اور درویش مکرم ملک بشیر احمد ناصر کو کام پر لگایا جو بہت جلد کام سیکھ کر شفاخانہ کیلئے مفید وجود ثابت ہوئے۔ مکرم غلام ربانی صاحب مکرم ملک بشیر احمد صاحب اور مکرم محمد احمد صاحب مالاباری کو بطور ڈسپنسر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ کیونکہ قادیان میں کوئی لیبارٹری نہ تھی اور پیشاب۔ پاخانہ، خون بلغم وغیرہ ٹسٹ کروانے کیلئے مریض کو امرتسر بھجوانا پڑتا تھا اس لئے ۱۹۵۱ء کے شروع میں ایک مائیکرو سکوپ اور لیبارٹری کا ضروری سامان خرید کر چھوٹے پیمانہ پر لیبارٹری کا کام بھی شروع کر دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۵۱ء میں مستورات کی مخصوص امراض کے علاج کیلئے ایک نرس کی خدمات بھی حاصل کر لی گئیں۔

الحمد للہ یہ شفاخانہ جس کی بنیاد میجر ڈاکٹر محمود مرحوم کے ہاتھوں پڑی اور جس کو ترقی دینے میں کیپٹن بشیر احمد صاحب نے ساڑھے سات سال محنت شاقہ سے کام لیا تھا اب تک نہایت کامیابی سے چل رہا ہے اور خدمت خلق میں مصروف عمل ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۶۴ تا ۶۷)

کوئی کوالیفائڈ اور قابل ڈاکٹر نہ ملنے پر احمدیہ شفاخانہ کی حیثیت ایک ڈسپنسری کی رہ گئی اور R.M.P ڈاکٹر خدمت کرتے رہے اسی سلسلہ میں ڈاکٹر غلام ربانی صاحب اور ڈاکٹر منور علی صاحب نے ایک لمبا عرصہ بزرگ درویشوں اور کارکنان کی خدمت سرانجام دی۔ ہسپتال کی موجودہ شکل میں تبدیلی سے پہلے ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب یہ خدمت کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ قادیان کی بار بار درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر طارق احمد صاحب کو جو اس وقت گھانا میں نصرت جہاں کے ماتحت جماعت کی خدمت کر رہے تھے اگست ۸۹ء میں قادیان بھیجنے کا فیصلہ کیا ڈاکٹر طارق احمد صاحب نومبر ۹۰ء میں ہی قادیان تشریف لائے۔ شفاخانہ کی عمارت میں ضروری مرمت اور تبدیلیاں اپنی نگرانی میں کرنے کے بعد ایک مکمل ہسپتال کی صورت میں جون ۹۱ء سے کام شروع کیا گیا۔ ہسپتال میں Consultation Room کے علاوہ داخلہ یعنی Indoor لیبارٹری۔ X-Ray۔ ای سی جی۔ زچگی اپریشن وغیرہ کی سہولیات مہیا کی گئیں۔ مارچ ۱۹۹۶ء سے ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر بھی کام کرنے لگی ہیں۔ اس آسامی پر پہلے ڈاکٹر منجوبٹ صاحبہ نے کام شروع کیا۔ اور ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر رافعہ خاتون صاحبہ یکم جولائی ۱۹۹۷ء سے خدمت کر رہی ہیں۔

ہسپتال میں چھوٹے بڑے تقریباً ہر قسم کے اپریشن ہوتے ہیں کرناٹک اور بہار سے آئے ہوئے احمدیوں کا اپریشن بھی اس ہسپتال میں کیا گیا ہے۔ دل کے مریضوں کیلئے Cardiac Monitor بھی یہاں رکھا گیا ہے جون ۱۹۹۷ء تک یعنی گزشتہ ۶ چھ سال میں ۱۵۲۶۷۰ مریضوں کا آؤٹ ڈور علاج کیا گیا۔ ۲۱۷۲ مریضوں کو داخل کر کے علاج کیا گیا۔ ۷۰۳ زچگی کے کیس کئے گئے اور ۸۵۹ چھوٹے بڑے اپریشن ہسپتال میں کئے گئے۔

دن بدن غیر مسلم بھائیوں کی توجہ ہسپتال کی طرف زیادہ ہو رہی ہے ہسپتال کی نئی عمارت بن جانے پر مریضوں کو زیادہ سہولت مہیا ہو سکے گی اور اس طرح امید ہے کہ دو تین سال کے بعد احمدیہ شفاخانہ اور بھی بہتر رنگ میں خدمت بجالائے گا۔

ہسپتال کی زیر نگرانی مجلس خدام الاحمدیہ کی مدد سے متعدد بار قادیان میں آنکھوں کے کیمپ لگائے جاچکے ہیں۔ سرکاری ڈاکٹروں کے علاوہ ڈاکٹر کرنل ظہیر الدین خاں صاحب بھی دو تین بار چند دنوں کیلئے ہسپتال آکر یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں قادیان کے اردگرد گاؤں میں خاص کر کے ۹۲ء جولائی میں سیلاب کے بعد متعدد بار Madical Camps لگ چکے ہیں جو احمدیہ شفاخانہ کے زیر نگرانی لگائے گئے۔ ☆☆☆

آزادی کے بعد

مرکز احمدیت کا پچاس سالہ دور

تاریخ وار خاکہ

آزادی کے بعد ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۹۷ء تک پچاس سالہ دور میں مرکز احمدیت قادیان کی سنہری مساعی کا ایک خاکہ قبل ازیں سوونیئر صد سالہ احمدیہ مسلم جشن تشکر میں ۱۹۸۹ء تک مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور نے ترتیب دیا تھا ۱۹۸۹ء کے بعد ۱۹۹۷ء تک بقیہ کارگزاری کی ترتیب مکرم منصور احمد صاحب نائب مدیر بدر نے دی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

۱۹۴۷ء

۲۸- جولائی۔ حفاظتی نقطۂ نگاہ سے بہشتی مقبرہ قادیان کے تین اطراف میں غیر پختہ فصیل کی تعمیر۔

۳۱/ اگست۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ قادیان سے لاہور تشریف لے گئے۔

۱۷/ ستمبر۔ باؤنڈری کمیشن کا تاریخی فیصلہ۔

۱۶/ نومبر قادیان سے آخری قافلہ کی روانگی کے بعد دور درویشی کا آغاز۔ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعتِ احمدیہ قادیان مقرر ہوئے۔

دسمبر۔ کمانڈر انچیف بھارت جنرل کریاپا اور سپیکر پنجاب اسمبلی ڈاکٹر ستیہ پال کی قادیان میں آمد۔

۲۶/ تا ۲۸/ دسمبر۔ جلسہ سالانہ قادیان مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ (اس کے بعد سے بفضلہٖ تعالیٰ یہ بابرکت روحانی جلسہ ہر سال باقاعدگی سے منعقد ہوتا آرہا ہے)

۱۹۴۸ء

۲/ فروری قادیان میں دیہاتی مبلغین کلاس کا اجراء۔

۵/ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب لاہور تشریف لے گئے اور آپ کی جگہ محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان، ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی مقرر ہوئے۔

۶/ مارچ ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب لاہور سے قادیان تشریف لائے۔

۲۶/ اپریل۔ درویشان میں مکرم حافظ نور الٰہی صاحب درویش کی پہلی وفات۔

۲۰/ اپریل۔ شعائر اللہ کی حفاظت کیلئے قادیان میں مقیم احمدی احباب کو سندِ درویشی دی گئی۔

۱۱ مئی۔ درویشانِ قادیان کے نام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بصیرت افروز تاریخی پیغام موصول ہوا۔

۱۵ نومبر۔ مسٹر دوہرہ نمائندہ خصوصی اخبار "سٹیٹمین" دہلی کی قادیان میں آمد۔

۲۴ نومبر۔ دفتر زیارت مقاماتِ مقدسہ قادیان کا قیام۔

دسمبر۔ آئن سٹیفن چیف ایڈیٹر اخبار "سٹیٹمین" دہلی اور امرتسر کے ایک جرنلسٹ مسٹر جی۔ آر سیٹھی کی قادیان میں آمد۔

۱۹۴۹ء

۱۶ فروری۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا دوبارہ اجراء۔

اپریل۔ صدر انجمن احمدیہ کے ڈیفنس بانڈز کی بازیابی کیلئے جماعتی وفد کا پولیس اسکارٹ کی حفاظت میں ایک لمبے عرصہ کی حالتِ محصوری کے بعد پہلا سفرِ بٹالہ۔

۱۷ اگست۔ وفات حضرت بابا شیر محمد صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۵۔ اگست حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ نے جنازہ گاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نشاندہی فرمائی۔ دسمبر۔ مجلس انصار اللہ قادیان کا قیام

۱۹۵۰ء

جنوری جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء پر موصولہ حضرت مصلح موعودؓ کے پیغام کی روشنی میں اوائل ۱۹۵۰ء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی نظارتوں کو منظم کیا گیا۔

۱۰ فروری۔ وفات حضرت بابا اللہ دتا صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۰ فروری۔ بیس احمدی مہاجرین کے پہلے قافلہ کی قادیان میں آمد۔ (اس سے قبل بھی بعض احمدی مہاجرین انفرادی طور پر قادیان آئے)

۲۸ فروری درویشانِ قادیان کی بارڈر پر اپنے رشتہ داروں سے پہلی ملاقات (بعد میں بھی وقتاً فوقتاً ایسے مواقع فراہم ہوتے رہے)

۱۰ مارچ ۔ درویشان قادیان میں مکرم مولوی عبدالقادر صاحب درویش کی پہلی شادی۔

۳۰ اپریل۔ صدر آل انڈیا نیشنل کانگرس کی قادیان میں آمد۔

۴ جولائی۔ قادیان میں جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد۔

۳۰ جولائی۔ وفات حضرت بابا محمد احمد خان صاحب عُرف بھبو صحابی درویشؓ۔

۱۸ اگست۔ پہلی غیر ملکی احمدی خاتون محترمہ رقیہ مارگریٹ جرنلسٹ کی قادیان میں آمد۔

۱۱ اگست۔ میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے محلہ احمدیہ کی پرائیویٹ گذرگاہوں کو شارعِ عام بنانے کا نوٹس دیا گیا۔

۲۴ اگست۔ جماعتی وفد کی وزیرِ اعلیٰ پنجاب شری گوپی چند بھارگو سے بٹالہ میں ملاقات۔

۳۱ اگست۔ جرمنی کے نواحمدی مسٹر عبدالکریم ڈنکرک اور انڈونیشیا کے مسٹر سوپرجا کی قادیان میں آمد۔

ستمبر۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائیدادوں سے متعلق محکمہ کسٹوڈین کا نوٹس ملا۔

۲۵ دسمبر۔ پہلی مرتبہ پاکستانی احمدی زائرین کے قافلہ کی جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (اس کے بعد بھی جب تک حالات سازگار رہے یہ سلسلہ جاری رہا)

۱۹۵۱ء

مارچ۔ چار دیواری بہشتی مقبرہ کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

۲۲ مارچ۔ جماعتہائے احمدیہ یو۔پی۔ بہار اور کلکتہ کا پہلا سروے۔

۲۸ جون۔ ۲۹ کس مستورات اور بچوں پر مشتمل درویشان کی ۱۴ فیملیز کا پہلا قافلہ قادیان آیا جس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہوگیا۔

یکم نومبر۔ وفات حضرت منشی محمد دین صاحب واصلباقی نویس صحابی درویشؓ۔

۱۹۵۲ء

۲۳ فروری۔ جلسہ آریہ سماج منعقدہ کپور تھلہ میں مرکزی وفد کی شمولیت اور تقسیم لٹریچر۔

۱۳ مارچ۔ بمقام باسری رام تھمن (نزد موضع بھجال) منعقدہ سکھ صاحبان کے ایک جلسہ میں جماعتی وفد کی شمولیت۔

۱۷ مارچ۔ ڈاکٹر ایس۔ سی۔ مکرجی گورنر بنگال کی خدمت میں بمقام بٹالہ قرآن مجید انگریزی کی پیشکش۔

۱۵ اپریل۔ وفات حضرت عبداللہ خان صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۹ اکتوبر۔ حضرت اُمّ المومنینؓ کی تدفین کیلئے مزارِ مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شرقی جانب جگہ مخصوص کی گئی۔

۲۰ دسمبر۔ قادیان سے ہفت روزہ بدر کا اجراء۔

۱۹۵۳ء

۲ جنوری۔ مقدمہ کسٹوڈین کا فیصلہ جماعت کے حق میں ہوا۔ اور بنکوں کی رقم واگذار ہوگئی۔

۱۵ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب شادی کے بعد اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ قادیان تشریف لائے۔

۱۷ مارچ۔ بمقام نروٹ جیمل سنگھ (گورداسپور) قومی سطح پر ایک مثالی وقارِ عمل۔

۱۵ اپریل: نصرت گرلز سکول قادیان کا دوبارہ اجراء۔

۱۷ نومبر: جنازہ گاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعیین کے لئے اس کے گرد پختہ گول دائرے کا سنگِ بنیاد۔

۱۹۵۴ء

۱۵ مارچ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کئے جانے کی تشویشناک اطلاع ملنے پر اجتماعی دُعا کی گئی۔

اپریل: مدرسہ احمدیہ قادیان کا دوبارہ اجراء۔

۱۹ جولائی: وفات حضرت حاجی ممتاز علی صاحب صحابی درویشؓ۔

۱۴ نومبر: زیرِ صدارت پنڈت موہن لال صاحب وزیر داخلہ پنجاب قادیان میں جلسہ سیرۃ النبیؐ اور پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد۔

۱۹۵۵ء

یکم مارچ: بمبئی میں عظیم الشان جلسہ سیرۃ النبی صلعم کا انعقاد۔

۱۶ مارچ: وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۸۔۱۹ مارچ: بمقام ظہیر آباد آل آندھرا احمدیہ مسلم سالانہ کانفرنس کا انعقاد۔

۲۱ مارچ: شری ہری کرشن مہتاب گورنر مہاراشٹر کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی کی پیشکش۔ اسی سال یکم اپریل کو میئر آف بمبئی مسٹر این ساپو بالا کی خدمت میں اور ۱۴ اکتوبر کو مہاراشٹر اسمبلی کے سپیکر شری ڈی۔ کے کنٹے کی خدمت میں بھی لٹریچر پیش کیا گیا۔

۱۰ اپریل: حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) کی قادیان میں تشریف آوری۔

۲۱ اکتوبر: بمقام پھیرو چچی جماعت احمدیہ کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کیلئے کیمپ لگایا گیا۔

۷ دسمبر: مارشل ملگانن سابق وزیر اعظم روس اور مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس کو بمقام دہلی قرآن مجید انگریزی کا تحفہ دیا گیا۔

۱۹۵۶ء

۲ جنوری: میڈم سن یاٹ چیئر مین عوامی چین کانگرس کو جماعتِ احمدیہ کلکتہ کی طرف سے لٹریچر کی پیشکش۔

۸ جنوری: وزیرِ اعلیٰ پنجاب شری بھیم سین سچر اور دیگر صوبائی وزراء سے جماعتی وفد کی امرتسر میں ملاقات۔

۷، ۱۲ فروری: آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے سالانہ اجلاس (جو ۱۹۱۹ء کے سانحہ جلیانوالہ باغ کے بعد پہلی دفعہ امرتسر میں منعقد ہوا) میں وسیع پیمانے پر تقسیم لٹریچر اور جماعتی بک سٹال۔

۲۵ فروری: شری سی۔ سی۔ ڈیسائی ہائی کمشنر بھارت متعین کراچی، شری رگھو ناتھ ڈپٹی ہائی کمشنر متعین لاہور اور شری ایشر ڈپٹی سیکرٹری

وزارتِ خارجہ حکومتِ ہند کی قادیان میں آمد۔

۹ مئی: چیف جسٹس بھارت شری ایس۔ آر۔ داس کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۸جون: وفات حضرت بابا بھاگ صاحب امرتسری صحابی درویشؓ۔

۱۰دسمبر: مسٹر چو۔ این۔ لائی وزیرِ اعظم چین کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۹۵۷ء

۲۶ جنوری: شری پرکاش گورنر مہاراشٹر کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۲۷ فروری: مسٹر یحییٰ پونتو قونصلر انڈونیشیا متعین بمبئی کی مع اہلیہ قادیان میں مع آمد۔

نوٹ:- جنوری اور فروری ۱۹۵۷ء کے دوران جماعتِ احمدیہ کلکتہ کی طرف سے وزیر اعظم بھارت شری جواہر لال نہرو، صدر جمہوریہ بھارت ڈاکٹر راجندر پرشاد، گورنر مغربی بنگال شریمتی پدما نائیڈو، پروفیسر آرنلڈ، نائب صدر جمہوریہ بھارت ڈاکٹر رادھا کرشنن وائس چانسلر بڑودہ یونیورسٹی اور وائس چانسلر مدراس یونیورسٹی کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

۱۱ مارچ: مسٹر اے۔ جے۔ بھان گورنر تاملناڈو کو مدراس میں لٹریچر کی پیشکش۔

۲۹ مارچ: وزیرِ اعلیٰ آندھرا شری سنجیوا ریڈی سے جماعتی وفد کی ملاقات اور لٹریچر کی پیشکش۔

۹ جولائی: حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب درویشؓ کی وفات کی اطلاع ملی۔

۲۹اکتوبر: شری بھیم سین سچر گورنر آندھرا کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۲نومبر: شری پی۔ وی۔ راج نئے گورنر آندھرا کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

نوٹ:- سال ۱۹۵۷ء کے دوران ۱۴، ۱۵ جنوری کو کرنول (آندھرا) میں۔ ۱۹ فروری کو ہبلی (کرناٹک) میں اور ۱۶، ۱۷ مارچ کو کالیکٹ (کیرالہ) میں صوبائی کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۵۸ء

۱۷ جنوری: دہلی کے بشپ پادری صاحب کی قادیان میں آمد۔

۱۰ فروری: وفات حضرت چوہدری شیخ احمد صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۲، ۲۳ فروری: بمقام یادگیر آل کرناٹک احمدیہ مسلم کانفرنس کا انعقاد۔

یکم مارچ: قادیان میں وقفِ جدید انجمن احمدیہ کا قیام۔

۱۰مارچ: گورنر مدراس شری بشنورام میدھی سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۱۲ مارچ: وفات حضرت بابا سلطان احمد صاحب صحابی درویشؓ۔

۳۰ اپریل: وفات حضرت حافظ صدرالدین صاحب صحابی درویشؓ۔

۳۰ اپریل: محکمہ کسٹوڈین کے نوٹس کے سلسلہ میں جماعتی وفد کی وزیرِ اعظم بھارت شری نہرو سے دہلی میں ملاقات۔

۲۱ مئی: بمقام پٹھانکوٹ آچاریہ ونوبا بھاوے کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی کی پیشکش۔

۲۳ مئی: راج بھون شملہ میں جماعتی وفد کی گورنر پنجاب سے ملاقات۔

۱۹۵۹ء

۲۸ تا ۳۱ جنوری: بمقام پٹیالہ منعقدہ آل انڈیا سٹوڈنٹس کانفرنس میں جماعتی وفد کی شرکت اور تقسیم لٹریچر۔

۹ اپریل: گورنر پنجاب شری این۔ وی۔ گیڈگل کی قادیان میں آمد۔

۲۴، ۲۵ اپریل: بمقام سونگھڑہ آل اڑیسہ احمدیہ مسلم کانفرنس کا انعقاد۔

۱۸جون: بدھ مذہب کے راہنما شری دلائی لامہ کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۶ جولائی: وزیرِ اعلیٰ کشمیر بخشی غلام محمد صاحب سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۲۱ اگست: وزیرِ اعلیٰ پنجاب سردار پرتاپ سنگھ کیروں سے موضع اُودھن میں جماعتی وفد کی ملاقات۔

۸ ستمبر: مسز اندرا گاندھی صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی سے جماعتی وفد کی بٹالہ میں ملاقات۔

۲۵ ستمبر: وفات حضرت بابا کرم الٰہی صاحب صحابی درویشؓ۔

۵ نومبر: آچاریہ ونوبا بھاوے جی کی محلہ احمدیہ قادیان میں آمد۔

۲۲ نومبر: لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ سردار سرائن سنگھ صاحب (جنہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے ماتحت ٹیریٹوریل میں کام کیا تھا) کی زیرِ صدارت مختلف زبانوں میں جلسہ تقاریر کا انعقاد۔

۲۳نومبر: محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی قادیان میں تشریف آوری۔

۱۹۶۰ء

۲۱ اپریل: بمقام دہلی صدر جمہوریہ مصر جمال عبدالناصر کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی کی پیشکش۔

۹ جولائی: علامہ نیاز فتحپوری کی قادیان میں آمد۔

۹ اکتوبر: مکرم سید محمد ہاشم صاحب شاہجہانپوری نے مسجد مبارک میں احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک کرتے کی زیارت کرائی۔

۶ نومبر: بمقام چودوار (اڑیسہ) صدر آل انڈیا کانگریس مسٹر سنجیوا ریڈی اور صوبائی وزیرِ اعلیٰ کو لٹریچر کی پیشکش۔

۳ دسمبر: وفات حضرت بابا صدر الدین صاحب قادیانی صحابی درویشؓ۔

۲۷ دسمبر: بمقام تاراپور چیف جسٹس بھارت ڈاکٹر بھبنیشور پرشاد کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۹۶۱ء

۵ جنوری: وفات حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی صحابی درویشؓ بمقام خانیوال۔

۷ جنوری: حضرت بھائی جی کی بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین۔

۴ مارچ: گورنر مہاراشٹر شری پرکاش کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۳مارچ: بمقام دہلی ملکہ برطانیہ کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۹ اپریل: وزیرِ اعلیٰ کشمیر بخشی غلام محمد صاحب سے جماعتی وفد کی پونچھ میں ملاقات۔

۲۳ اپریل: وفات حضرت مستری عبدالسبحان صاحب صحابی درویشؓ۔

ستمبر: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔

۱۶ تا ۱۸ دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان کا انعقاد جس میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) نے بھی شمولیت فرمائی۔

۱۳دسمبر: صدر جمہوریہ امریکہ جنرل آئزن ہاور کی خدمت میں بمقام دہلی لٹریچر کی پیشکش۔

نوٹ:- سال ۱۹۶۱ء کے دوران ۲۱ اپریل کو بھبنیشور (اڑیسہ) میں اور ۸ اکتوبر کو کالیکٹ (کیرالہ) میں جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۶۲ء

۱۰ جنوری: وزیر خزانہ ہند شری مرار جی ڈیسائی کی خدمت میں بمقام بٹالہ لٹریچر کی پیشکش۔

۲۳ فروری: کیرنگ (اڑیسہ) میں صوبائی وزیرِ اعلیٰ کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۲۷ فروری: وفات حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب سکندر آباد۔

۲۹ اپریل: قادیان میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا شایانِ شان انعقاد۔

۱۱جون: بمقام بٹالہ وزیرِ اعلیٰ پنجاب سردار پرتاپ سنگھ کیروں سے جماعتی وفد کی ملاقات اور لٹریچر کی پیشکش۔

۲۸جولائی: وزیرِ اعلیٰ پنجاب کی قادیان میں آمد۔

۸ اگست: جماعتی وفد کی وزیرِ اعلیٰ کشمیر بخشی غلام محمد صاحب سے ملاقات۔

۲۶ اگست: گیانی گورچرن سنگھ صاحب کو جماعت کی طرف سے گورو گرنتھ صاحب کی بیڑ پیش کی گئی۔

۳۰ اگست: طیب حسین صاحب ڈپٹی وزیرِ صحت پنجاب کی زیرِ صدارت قادیان میں شایانِ شان جلسہ سیرۃ النبی صلعم کا انعقاد۔

۹ ستمبر: بمقام مظفر پور (بہار) کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے لیڈر شری ایس کے ڈانگے کو لٹریچر کی پیشکش۔

۱۹ستمبر: جماعتِ احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے گورنر آندھرا کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۹ستمبر: مسجد احمدیہ کلکتہ کا سنگِ بنیاد۔

۲۰ ستمبر: نامدھاری گورو سردار جگجیت سنگھ صاحب کی قادیان میں آمد۔

یکم دسمبر: وزیرِ اعلیٰ پنجاب کو جماعت کی طرف سے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں عطیہ دیا گیا۔

۱۹۶۳ء

۱۷فروری: وزیرِ اعلیٰ پنجاب سردار پرتاپ سنگھ کیروں اور وزیرِ اعلیٰ کشمیر بخشی غلام محمد صاحب سے جماعتی وفد کی امرتسر میں ملاقات۔

۲۳ مارچ: وزیرِ اعلیٰ پنجاب کی قادیان میں آمد۔

یکم جولائی: بسلسلہ بحالی جائیداد صدر انجمن احمدیہ جماعتی وفد کی دہلی میں مرکزی وزراء سے ملاقات۔

۷ نومبر: محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ کی وفات۔

۱۴دسمبر: دو جرمنی کے سیاحوں کی قادیان میں آمد۔

۲۴ دسمبر: دو بسوں پر قافلہ قادیان کی جلسہ سالانہ ربوہ کیلئے روانگی۔

۱۹۶۴ء

۲۴ جنوری: سکھ صاحبان کی خدمت میں گورو گرنتھ صاحب کی بیڑ کی پیشکش۔

۲۶ فروری: دو درویشان قادیان کی فریضۂ حج کیلئے روانگی۔

۱۷ مارچ: ریتی چھلہ قادیان کی غربی جانب صدر انجمن احمدیہ کی دو دکانات کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

۲۴ مارچ: عزیز صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب ابن محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی ولادت۔

۲۵ مارچ: حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی فریضۂ حج کیلئے روانگی اور ۲۷ مئی کو واپسی۔

۲۷ اپریل: محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور کی قادیان میں آمد۔

۲۱ مئی: محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ کی قادیان میں آمد۔

۲۰ جون: پہلا انتخاب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ بھارت۔

۲۶ جون: بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں تمام حاضرین کو آبِ زمزم پلایا گیا۔

۳۱ جولائی: وفات حضرت بابا اللہ بخش صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۷ اگست: حضرت مولوی عبدالرحمٰن

صاحب صدر میونسپل کمیٹی قادیان منتخب ہوئے۔

۱۰ ستمبر: بمقام بٹالہ شری کے۔ کامراج صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو لٹریچر کی پیشکش۔

۸ نومبر: جماعتی وفد کی گورداسپور میں گورنر پنجاب حافظ محمد ابراہیم صاحب سے ملاقات۔

۸ نومبر: حیدر آباد میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا شایانِ شان انعقاد۔

نوٹ:- ۲۸ نومبر تا ۱۰ دسمبر بمبئی میں منعقدہ مسیحی کانفرنس میں پاپائے اعظم کی شمولیت اور جماعتِ احمدیہ کی طرف سے وسیع پیمانے پر تقسیم لٹریچر۔

۱۹۶۵ء

۴ فروری: قادیان کے معزز غیر مسلم شہریوں کے اعزاز میں عید ملن پارٹی کا اہتمام۔

۲۸ مئی: گورنر پنجاب سے جماعتی وفد کی گورداسپور میں ملاقات۔

۱۹ جون: حضرت حاجی محمد دین صاحب تہالوی صحابی درویشؓ کی وفات۔

۶ ستمبر: بوجہ جنگ ریل۔ ٹرانسپورٹ۔ ڈاک اور بدر کی اشاعت بند ہوگئی۔ اور ۸/ ستمبر سے بلیک آوٹ کا آغاز ہوا۔

۱۵ ستمبر: درویشان کی قادیان میں مقیم پاکستانی فیملیز کی لدھیانہ جیل میں منتقلی۔

۱۸ تا ۲۳ ستمبر: اِس سلسلہ میں جماعتی وفد کی وزیر اعظم ہند شری لال بہادر شاستری، مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات شریمتی اندرا گاندھی، مرکزی وزیر داخلہ شری گلزاری لال نندہ وغیرہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جن کے نتیجہ میں ۲۳ ستمبر کو حکومت کی طرف سے ان فیملیز کو واپس قادیان بھجوانے کے احکامات صادر ہوئے۔

۳۰ ستمبر: اخبار بدر دوبارہ چھپنا شروع ہوا۔

۴ نومبر: حضرت مصلح موعودؓ کی صحتیابی کیلئے قادیان میں نفلی روزہ رکھا گیا۔ اور صدقہ کیا گیا۔

۸ نومبر: حضورؓ کے انتقالِ پُر ملال کی خبر سنتے ہی تمام احباب جماعت مسجد مبارک میں جمع ہوئے جہاں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے انہیں پُر اثر الفاظ میں صبر کی تلقین فرمائی۔ پھر دُعا کی گئی۔ ۱۱/ نومبر کو بھی حضورؓ کی وفات اور انتخاب خلافتِ ثالثہ کے سلسلہ میں اہم جلسہ منعقد ہوا۔

نوٹ:- سال ۱۹۶۵ء کے دوران ۲۴ مارچ کو یادگیر (کرناٹک) میں اور ۴ اپریل کو مظفر پور (بہار) میں جلسہ ہائے پیشوایانِ مذاہب منعقد ہوئے۔ نیز ۱۰۔۱۱ جولائی کو کانپور (یو۔پی) میں صوبائی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۶۶ء

۵ جنوری: وزیر اعظم ہند شری لال بہادر شاستری کے انتقال پر منعقدہ تعزیتی جلسہ میں افرادِ جماعت کی شمولیت۔

۲۴ جنوری: جناب ایس۔ پی صاحب گورداسپور اور قادیان کے معزز غیر مسلم شہریوں کے اعزاز میں عید ملن پارٹی۔

۷ فروری: ٹانڈہ کالج میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریر۔

۲۶ فروری: جناب محب اللہ صاحب سیکرٹری وقف بورڈ کی قادیان میں آمد۔

۲۵ اپریل: وزیر خارجہ ہند سردار سورن سنگھ صاحب کی قادیان میں آمد۔

۲۴ جون: لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعمیرِ نو کا آغاز۔

۲۵ اگست: منارۃ المسیح پر سفید روغن کئے جانے کا کام شروع ہوا۔

۱۹ اکتوبر: گورنر پنجاب شری دھرم ویر کی قادیان میں آمد۔

۱۳ نومبر: وزیر اعلیٰ پنجاب گیانی گورمکھ سنگھ صاحب مسافر کی قادیان میں آمد۔

۳ دسمبر: ستانوے افراد پر مشتمل پاکستانی احمدی احباب کی جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت۔

نوٹ:- سال ۱۹۶۶ء کے دوران ۲۶۔۲۵ جنوری کو لکھنؤ (یو۔پی) میں اور ۱۰۔۹ اپریل کو کیرالہ میں صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ نیز ۱۸/ جون کو موسیٰ بنی مائنز (بہار) میں اور ۱۶ اگست کو کلکتہ میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۶۷ء

۱۴ جنوری: تین درویشان کی حج بیت اللہ شریف کیلئے روانگی۔

۲۴ فروری: چھ بسوں پر قافلہ قادیان کی جلسہ سالانہ ربوہ کیلئے روانگی۔

۲۰ اپریل: وفات حضرت بابا غلام محمد صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۹ جولائی: بسلسلہ مسجد احمدیہ سری نگر وزیر اعلیٰ کشمیر جی۔ ایم صادق صاحب اور صوبائی وزیر خزانہ سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۲۶ اگست: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بیرونی ممالک کے پہلے کامیاب سفر سے مراجعت کی خوشی میں ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان میں تعطیل اور پُر مسرت تقاریب کا اہتمام۔

۲۴ نومبر: قافلہ پاکستان کی جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت۔

۲۷ نومبر: محترم میر داؤد احمد صاحب ناظر خدمت درویشان کا احباب جماعت قادیان سے خطاب۔

نوٹ:- سال ۱۹۶۷ء کے دوران ۱۔۲ اپریل کو جمشید پور (بہار) میں ۱۰ اپریل کو سورو اور بھدرک (اڑیسہ) میں ۱۶۔۱۵ اپریل کو کیرنگ (اڑیسہ) میں، ۲۳ اپریل کو ٹیلی چری (کیرلہ) میں ۱۶۔۱۵ مئی کو رائچور (کرناٹک) میں، ۲۱ مئی کو پوری (اڑیسہ) میں، ۱۳ جون کو رانچی (بہار) میں، ۱۰۔۹ ستمبر کو سرینگر (کشمیر) میں اور ۱۰ ستمبر کو چک ایمرچھ (کشمیر) میں صوبائی کانفرنسوں اور تبلیغی جلسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۶۸ء

۹ جنوری: پانچ بسوں پر قافلہ قادیان کی جلسہ سالانہ ربوہ کیلئے روانگی۔

۲۶ جنوری: مدراس کی عالمی نمائش میں احمدیہ انٹر نیشنل تبلیغی بک سٹال اور مؤثر تبلیغ۔

۲، ۱۸ مارچ: ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے اجلاس و سیمینار منعقدہ دہلی میں مبلغین سلسلہ کی تقاریر۔

۱۰ مارچ: عیدالاضحیہ کے موقع پر قادیان کے غیر مسلم معزز شہریوں کو عید ملن پارٹی۔

۱۸ اپریل: وزیر اعلیٰ کشمیر جی۔ ایم۔ صادق صاحب سے جماعتی وفد کی اُدھم پور میں ملاقات۔

۵۔۴ نومبر: بمقام شاہجہانپور آل یو۔پی احمدیہ مسلم کانفرنس کا انعقاد۔

۴ نومبر۔: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی دہلی میں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب صدر جمہوریہ ہند سے ملاقات۔

۱۹۶۹ء

۲۵ جنوری: شریمتی اندرا گاندھی کی قادیان میں آمد۔

۲۴ مارچ: وزیر اعلیٰ پنجاب سردار گورنام سنگھ صاحب کی قادیان میں آمد

اگست: تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی محکمہ تعلیم پنجاب کی طرف سے منظوری۔

اگست: موضع بہادر پور رجوعہ میں صدر انجمن احمدیہ کو ۵۰ ایکڑ متبادل اراضی الاٹ ہوئی۔

۸ اکتوبر: سکھ نیشنل کالج قادیان میں منعقدہ شری گورو نانک جی کی پانچصد سالہ تقریب میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریر۔

۱۳ اکتوبر: بیرنگ کرسچین کالج بٹالہ کے کینیڈین پروفیسر ڈاکٹر لو کے ہمراہ ۲۹ امریکی سیاحوں کی قادیان میں آمد اور انہیں مؤثر تبلیغ۔

۱۶ دسمبر: ۷۷ پاکستانی احمدیوں کے قافلہ کی جلسہ سالانہ قادیان پر آمد۔

نوٹ:- سال ۱۹۶۹ء کے دوران ۳۱ اپریل کو آسنور (کشمیر) میں، ۵ جون کو کیرلہ میں ۸۔۷ جون کو کیرنگ (اڑیسہ) میں اور ۲۳۔۲۲ اکتوبر کو رانٹھ (یو۔پی) میں تبلیغی جلسوں اور صوبائی کانفرنسوں کا انعقاد۔

۱۹۷۰ء

۵ جنوری: مسٹر ابوبکر فون لیبر کمشنر گیمبیا کی قادیان میں آمد۔

۱۵ جنوری: وجے واڑہ (آندھرا) میں منعقدہ دہریوں کی کانفرنس میں احمدی مبلغ کی تقریر اور تبلیغ۔

۲۳ جنوری: جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر چناریڈی اور شری پرکاش ویر شاستری کو لٹریچر کی پیشکش۔

۹ فروری: بھانڈیر (مدھیہ پردیش) میں کامیاب مناظرہ۔

۱۰ جون: ہبلی (کرناٹک) میں منعقدہ عیسائیوں کے جلسہ میں تقسیم لٹریچر۔

۲۹ جون: گورنر کرناٹک شری دھرم ویر اور وائس چانسلر کرناٹک یونیورسٹی کو لٹریچر کی پیشکش۔

۳۰ جولائی: گورنر تاملناڈو سردار اُجل سنگھ صاحب (سابق وزیر پنجاب) کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

۲۳ اکتوبر: جنوبی ہند میں ہندوؤں کے مشہور مذہبی مقام سرینگری میں مؤثر اور کامیاب تبلیغ۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۰ء کے دوران ۱۹۔۱۸ اپریل کو کیرنگ (اڑیسہ) میں، ۲۳ اگست کو سری نگر (کشمیر) میں ۱۰۔۹ اکتوبر کو چنتہ کنٹہ (آندھرا) میں اور ۲۵ اکتوبر کو رُڑکی (یو۔پی) میں سالانہ کانفرنسوں کا انعقاد ہوا۔

۱۹۷۱ء

۱۵ مارچ: بیس امریکن طلباء کی قادیان میں آمد۔

۲۹ جون: گورنر تاملناڈو جناب کے۔ کے شاہ کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۲۶ نومبر: گیانی ذیل سنگھ صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب بعدہ صدر جمہوریہ ہند کی قادیان میں آمد۔

۵ دسمبر: محلہ احمدیہ قادیان کے انخلاء کا نوٹس اور تائید الٰہی۔ اندریں بارہ ۹ دسمبر کو ایس پی گورداسپور کی قادیان میں آمد۔

۲۰ دسمبر: صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے دفاعی فنڈ میں دس ہزار روپے کا عطیہ دیا گیا۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۱ء کے دوران ۲۱۔۲۰ مارچ کو پالگھاٹ کیرالہ میں، ۶ مئی کو سونگھڑہ (اڑیسہ) میں ۱۶۔۱۵ مئی کو موسیٰ بنی مائنز (بہار) میں، ۳۰۔۲۸ مئی کو سرینگر (کشمیر) میں اور ۸۔۷ جون کو امروہہ (یو۔پی) میں سالانہ صوبائی کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۷۲ء

یکم جون: دارالبیعت لدھیانہ پر قانونی حق ملکیت کی کارروائی عمل میں آئی۔

۱۷ اکتوبر: امریکن یونیورسٹی کے پروفیسر برائے مذہبی اُمور کی قادیان میں آمد۔

۲۱ دسمبر: مہمانان جلسہ سالانہ کے اعزاز میں سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کا عصرانہ۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۲ کے دوران ۱۶۔۱۵ فروری کو موگرال (کیرالہ) میں، ۲۳ مئی کو موسیٰ بنی مائنز (بہار) میں، ۱۰ جون کو کیرنگ (اڑیسہ) میں اور ۲۷۔۲۶ جولائی کو سرینگر میں صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۷۳ء

۱۰ اپریل: سری آنند پور صاحب میں گورو گوبند سنگھ مارگ کی افتتاحی تقریب میں محترم

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریر۔

۱۲ جون: وزیر اعلیٰ پنجاب گیانی ذیل سنگھ صاحب سے جماعتی وفد کی جالندھر میں ملاقات۔

۶ ستمبر: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی سفر برطانیہ کیلئے روانگی۔

۱۰ نومبر و ۲۶ دسمبر: مقدمہ عیدگاہ قادیان کے سلسلہ میں جماعتی وفد کی دہلی میں وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی۔ سردار سورن سنگھ صاحب اور بعض مرکزی وزراء سے ملاقات۔

۱۹۷۴ء

یکم جنوری: حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی رجسٹرار بین الاقوامی عدالت انصاف اور سیرالیون کے ایک پیراماؤنٹ چیف کے ہمراہ قادیان میں تشریف آوری اور ۳ جنوری کو لاہور واپسی۔

۷ ستمبر: نمائندہ اخبار ہندوستان ٹائمز شری کے۔این سود کی قادیان میں آمد۔

۲۳ ستمبر: جنرل کمانڈنگ آفیسر شری منوہر لال کی آمد قادیان۔

۷ نومبر: گورنر اڑیسہ جناب اکبر خان کو لٹریچر کی پیشکش۔

۲۴ نومبر: وفات حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۸ نومبر: محترم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی کی وفات۔

۱۴ دسمبر: وفات محترم ڈاکٹر عطر دین صاحب صحابی درویشؓ و محترم حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاوری صحابی درویشؓ۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۴ء کے دوران ۲۱۔۲۰ جنوری کو کوڈالی (کیرالہ) میں، ۳۱۔۳۰ مارچ کو کیرنگ (اڑیسہ) میں، ۱۸۔۱۷ اگست کو یاری پورہ (کشمیر) اور ۳۰ اکتوبر کو بھاگلپور (بہار) میں صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۷۵ء

یکم جنوری: بیرونی ممالک کے اڑتالیس احمدی احباب کی قادیان میں آمد۔

۵ جون: وفات محترم چوہدری حسن دین صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۶ نومبر: فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو اس کا افتتاح عمل میں آیا۔

۲۶ تا ۲۸ دسمبر: جلسہ سالانہ قادیان میں اٹھاسی غیر ملکی احمدی احباب کی شمولیت۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۵ء کے دوران ۱۲۔۱۱ جنوری کو ٹریونڈرم (کیرالہ) میں، ۳۱۔۳۰ مارچ کو پونچھ میں، ۱۸۔۱۷ مئی کو کیرنگ میں اور ۲۶۔۲۵ مئی کو مظفر نگر (یو۔پی) میں صوبائی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

۱۹۷۶ء

۲۹ جنوری: بمقام چنڈی گڑھ چیف جسٹس پنجاب وہریانہ ہائیکورٹ اور بعض صوبائی وزراء کو لٹریچر کی پیشکش۔

۸ مارچ: وزیر اعلیٰ پنجاب گیانی ذیل سنگھ صاحب کی قادیان میں آمد۔

۸ جون: چیئرمین سنٹرل ریونیو بورڈ سے جماعتی وفد کی دہلی میں ملاقات۔

۱۹ اکتوبر: چنڈیگرھ میں منعقدہ گورنر پنجاب کی ایک اہم میٹنگ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی شمولیت۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۶ کے دوران ۱۱۔۱۰ اپریل کو واڈنگلم (کیرالہ) میں، ۲۵۔۲۴ اپریل کو پونچھ میں، انہی تاریخوں میں کیرنگ (اڑیسہ) میں، ۸۔۷ جون کو آگرہ میں، ۸۔۷ اگست کو ناصر آباد (کشمیر) میں، ۲۱۔۲۰ اکتوبر کو جمشید پور میں اور ۲۸۔۲۷ نومبر کو کلکتہ میں صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۷۷ء

۷ جنوری: محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی قادیان میں تشریف آوری۔

۲۱۔۲۰ جنوری: (درمیانی شب) وفات حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضلؓ۔ آپ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی قادیان مقرر ہوئے۔

۳ فروری: ریونیو بورڈ کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

۳۰ مارچ تا ۱۵ اپریل مدراس میں منعقدہ عالمی مذہبی و فلسفی کانفرنس میں جماعتی وفد کی شری شنکر آچاریہ اور مختلف ملکی وغیر ملکی مندوبین سے ملاقات اور وسیع پیمانے پر تبلیغ۔

۳۱ مارچ: وفات محترم پروفیسر سید اختر احمد صاحب اورینوی پٹنہ۔

اپریل: وزیر اعلیٰ کشمیر سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۱۵ جولائی: مسجد احمدیہ سرینگر کی تعمیر نو کا آغاز۔

۲۱ تا ۲۳ جولائی: بمقام سکندر آباد منعقدہ آل ریلیجس کانفرنس میں احمدی مبلغ کی تقریر۔

۲۹ جولائی: گورنر تاملناڈو شری پربھوداس کو لٹریچر کی پیشکش۔

۱۱ ستمبر: بھبنیشور (اڑیسہ) میں منعقدہ پارلیمنٹ آف ورلڈ ریلیجس کانفرنس میں مبلغ احمدیت کی تقریر۔

۳۱۔۳۰ دسمبر: بشمول مسٹر فلپس نمائندہ سنڈے ٹیلیگراف اور مکرم امام بشیر احمد صاحب رفیق لندن چالیس غیر ملکی احمدیوں کی قادیان میں آمد۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۷ء کے دوران ۱۷۔۱۶ فروری کو کیرنگ میں، ۳۰ اپریل و یکم مئی کو ایراکرا (کیرالہ) میں، ۸ مئی کو اٹارسی میں ۳۔۲ اکتوبر کو لکھنؤ میں اور ۳۰۔۲۹ اکتوبر کو سرینگر میں سالانہ صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۷۸ء

۳۰ جنوری: وفات مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب ناظر بیت المال (خرچ) قادیان۔

۲۱ فروری: بمقام حیدر آباد گورنر آندھرا شریمتی شاردا مکرجی کو لٹریچر کی پیشکش۔

۸ اپریل: پروفیسر ہاورڈ یونیورسٹی مسٹر ولیم گلیڈسٹون کی قادیان میں آمد۔

۱۳ اپریل: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی وزیر اعلیٰ آندھرا ڈاکٹر چنا ریڈی سے حیدر آباد میں ملاقات۔

۱۵ جولائی: کنال ریسٹ ہاؤس سری ہرگوبندپور میں وزیر اعلیٰ پنجاب سردار پرکاش سنگھ صاحب بادل سے جماعتی وفد کی ملاقات اور ۴ اگست کو بادل صاحب کی قادیان میں آمد۔

۲۹ اگست: وفات مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ناظر بیت المال آمد۔ قادیان۔

۲۷ ستمبر: وفات مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تصنیف و اشاعت قادیان۔

یکم اکتوبر: قادیان میں پرائیویٹ طور پر نصرت گرلز کالج کا اجراء۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۸ء کے دوران ۳۔۲ اپریل کو چنتہ کنتہ (آندھرا) میں، ۹۔۸ اپریل کو حیدر آباد میں، ۱۶۔۱۵ اپریل کو کلکتہ میں، ۷۔۶ مئی کاسرگوڑ (کیرالہ) میں ۱۱۔۱۰ جون کو بھاگلپور (بہار) میں، ۹۔۸ ستمبر کو راجوری (پونچھ میں، ۱۰۔۹ ستمبر کو آسنور (کشمیر) میں، ۲۲۔۲۱ اکتوبر کو امروہہ (یو۔پی) میں اور ۵۔۴ نومبر کو مدراس میں صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۷۹ء

۱۵ اپریل: کشمیر میں فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کی امداد کے لئے مرکزی جماعتی وفد کشمیر گیا۔

۱۰ مئی: وزیر اعظم ہند شری مرار جی ڈیسائی سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۲۳ ستمبر: موضع سیکھواں میں وزیر اعلیٰ پنجاب سردار پرکاش سنگھ بادل سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

نوٹ:- سال ۱۹۷۹ء کے دوران ۲۵۔۲۴ مارچ کو کیرنگ میں، ۸۔۷ اپریل کو کلکتہ میں، ۱۲۔۱۱ اپریل کو رانچی میں ۲۹۔۲۸ اپریل کو بمبئی میں، ۱۰۔۹ ستمبر کو سرینگر میں اور ۲۵۔۲۴ اکتوبر کو شاہجہانپور میں سالانہ صوبائی کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۸۰ء

۲۱ جنوری: مدراس میں عالمی باکسر محمد علی کلے کو لٹریچر کی پیشکش۔

۶ اپریل: محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ کی قادیان میں آمد۔

۱۸ اپریل: تعمیر چہاردیواری ریتی چھلہ قادیان کے خلاف معاندین کا احتجاجی مظاہرہ۔

۹ مئی چنڈی گڑھ میں جماعتی وفد کی گورنر پنجاب شری جے سکھ لال ہتھی سے ملاقات۔

۲۴ اگست: ممبر پارلیمنٹ سردار خوشونت سنگھ صاحب کو لٹریچر کی پیشکش۔

۸ اکتوبر: پہلا ایک روزہ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ منعقد ہوا۔

نوٹ:- سال ۱۹۸۰ء کے دوران ۱۸۔۱۷ اپریل کو حیدر آباد میں، ۲۷۔۲۶ اپریل کو مدراس میں، ۱۱۔۱۰ مئی کو آلیپی (کیرالہ) میں، ۲۴۔۲۳ اگست کو سری نگر میں ۷۔۶ ستمبر کو جموں میں ۲۔۱ اکتوبر کو شاہجہانپور میں ۳۰۔۲۹ اکتوبر کو مظفرپور (بہار) میں ۱۱۔۱۰ نومبر کو بمبئی میں اور ۱۶۔۱۵ نومبر کو کلکتہ میں صوبائی سالانہ کانفرنسیں انعقاد پذیر ہوئیں۔

۱۹۸۱ء

۲۵ جنوری: نوبل انعام پانے کے بعد محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اپنے کل ہند دورہ کے تسلسل میں قادیان تشریف لائے۔

۱۳ مارچ: وزیر اعلیٰ پنجاب سردار دربارہ سنگھ صاحب کی آمد قادیان۔

۱۵ جون: سفیر عراق برائے ہند جناب فیصل العضادی کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۱ اگست: پاکستان میں احمدیوں پر ہو رہے تشدد کے انسداد کیلئے مرکزی جماعتی وفد کی سفیر پاکستان متعین دہلی جناب عبدالستار سے ملاقات۔

۲۶ ستمبر: ایوان خدمت (دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت) کا سنگ بنیاد۔

۱۵ دسمبر: گورنر پنجاب جناب امین الدین خان کی قادیان میں آمد۔

نوٹ:- سال ۱۹۸۱ء کے دوران ۱۰۔۹ مئی کو بمبئی میں، ۶۔۵ ستمبر کو سرینگر میں، ۲۳۔۲۲ اکتوبر کو خان پور ملکی (بہار) میں اور ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر کو کلکتہ میں سالانہ صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۸۲ء

۹۔۱۰ جنوری: بمقام کالیکٹ (کیرالہ) سالانہ احمدیہ مسلم کانفرنس کا انعقاد۔

۱۶ جنوری: مسز ماروِن انچارج ایجوکیشن سنٹر لندن (۱۹۸۲ء) کی قادیان میں آمد۔

۲ فروری: وزیر اعلیٰ کشمیر شیخ محمد عبداللہ صاحب سے جماعتی وفد کی سرینگر میں ملاقات۔

۱۵ مارچ: جماعتی وفد کی چنڈی گڑھ میں گورنر پنجاب سے ملاقات۔

۹ جون: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے انتقال پُر ملال کی خبر موصول ہوئی اور ۱۰ جون کو ربوہ میں خلافت رابعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

۱۴ جون: خلافت رابعہ کے انتخاب پر وزیر اعلیٰ کشمیر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی تہنیتی ٹیلیگرام موصول ہوا۔

۲۲ نومبر : ایشین گیمز کے موقع پر دہلی میں تقسیم لٹریچر کی اجازت کے حصول کیلئے جماعتی وفد کی کمشنر دہلی پولیس سے ملاقات۔

۲۸ دسمبر : وفات حضرت بھائی الٰہ دین صاحب صحابی درویشؓ۔

۲۹ دسمبر : قصرِ خلافت ربوہ میں درویشانِ قادیان کی دستی بیعت خلافتِ رابعہ۔

۱۹۸۳ء

۲ مارچ : جماعت احمدیہ مدراس کی طرف سے گورنر تاملناڈو کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۷ مارچ : جماعت احمدیہ بھدرک کی طرف سے صدر جمہوریہ ہند گیانی ذیل سنگھ صاحب کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۰ اپریل : احاطہ میونسپل کمیٹی قادیان میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا شاندار انعقاد۔

۲۲ اگست : مسجد احمدیہ دہلی کے پلاٹ کے سلسلہ میں لیفٹیننٹ گورنر دہلی سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۲۳ اگست : صدر جمہوریہ ہند گیانی ذیل سنگھ صاحب کی خدمت میں گورمکھی قرآن کریم کی پیشکش۔

۱۴ اکتوبر : جناب وی۔ خالد چیف جسٹس جموں وکشمیر کو لٹریچر پیش کیا گیا۔

۱۰ نومبر : بمقام گورداسپور جماعتی وفد کی گورنر پنجاب شری بی۔ ڈی۔ پانڈے سے ملاقات۔

نوٹ :- سال ۱۹۸۳ء کے دوران ۹۔۸ جنوری کو منجیری (کیرالہ) میں، ۲۲۔۲۱ مئی کو کیرنگ میں ۲۔۱ اکتوبر کو ساندھن میں، اور ۲۳۔۲۲ اکتوبر کو بمبئی میں سالانہ صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۸۴ء

۹ جنوری : پلاٹ برائے مسجد احمدیہ دہلی کے سلسلہ میں جماعتی وفد کی لیفٹنٹ گورنر دہلی سے ملاقات، ۱۱ اپریل کو الاٹمنٹ اور ۷ اگست کو لیز ڈیڈ پلاٹ کی رجسٹریشن۔

۲۹ مارچ : بمقام گورداسپور گورنر پنجاب کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۲۸ اپریل : سفیر پاکستان متعین دہلی کو حکومت پاکستان کے آرڈی نینس کے خلاف میمورنڈم دیا گیا۔

۱۳ جون : گورنر آندھرا کو لٹریچر کی پیشکش۔

۱۳ اگست : رجسٹرار آف سوسائٹیز پنجاب کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کی رجسٹریشن کا سرٹیفکیٹ ایشو کیا گیا۔

۳۱۔۳۰ اگست : وزیر اعظم ہند، سفیر غانا مقیم نئی دہلی اور سفیر برطانیہ مقیم نئی دہلی کے فرسٹ سیکرٹری سے حکومتِ پاکستان کے آرڈیننس کے سلسلہ میں جماعتی وفد کی ملاقات۔

۲۸ ستمبر : عیدگاہ اور قدیمی قبرستان کا کیس ہمارے حق میں فیصل ہوا۔

نوٹ :- سال ۱۹۸۴ء کے دوران ۱۵۔۱۴ جون کو کنڈور (آندھرا) میں اور ۱۹۔۱۸ اکتوبر کو کانپور میں سالانہ صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۸۵ء

۷ فروری : بمقام گورداسپور جماعتی وفد کی گورنر پنجاب کے۔ ٹی ستاروالا سے ملاقات۔

۱۹ فروری : یوتھ کانگریس آئی کے اجلاس میں میئر دہلی کارپوریشن شری مہندر سنگھ ساتھی سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۳۱ اگست : حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے انتقال پُر ملال کی خبر سنی گئی۔

نوٹ :- سال ۱۹۸۵ء کے دوران ۱۷۔۱۶ مارچ کو وارنگل (آندھرا) میں، ۲۲ تا ۲۴ جولائی پالگھاٹ (کیرالہ) میں ۱۲۔۱۱ مئی کو کیرنگ میں اور ۳۔۲ نومبر کو یادگیر میں سالانہ صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۸۶ء

جنوری : وزیر اعلیٰ کشمیر کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش۔

۱۲ فروری : محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان مقرر ہوئے۔

۲۰ فروری : وزیر اعظم ہند شری راجیو گاندھی سے جماعتی وفد کی ملاقات اور لٹریچر کی پیشکش۔

۱۱ اپریل : نقشہ مسجد احمدیہ دہلی کے سلسلہ میں مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کی دہلی میں آمد۔

۱۶ جون : حیدر آباد میں گورنر آندھرا شری رام لال کو لٹریچر کی پیشکش۔

۲۶ جون تا ۲۷ جولائی : جلسہ سالانہ برطانیہ میں بحیثیت نمائندہ جماعت احمدیہ بھارت محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ نے شمولیت فرمائی۔

۱۲ اگست : وفات مکرم منظور احمد خان صاحب سوز ایم۔ اے سابق ناظر تعلیم و وکیل المال تحریک جدید قادیان۔

نوٹ :- سال ۱۹۸۶ء کے دوران ۱۵۔۱۴ جنوری کو کوڈیا تھور (کیرالہ) میں، ۱۸ تا ۲۰ مئی موسیٰ بنی مائنز (بہار) میں اور ۲۱۔۲۰ اکتوبر کو کانپور میں صوبائی کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۸۷ء

۸ مارچ : تغلوالہ گرلز کالج کے سیمینار میں احمدی مستورات کی نمائندگی اور تقریر۔

۱۴ مارچ : بہار ہائیکورٹ کے جج مسٹر بی۔ پی جھا کو لٹریچر کی پیشکش۔

۱۵ مارچ : بیرنگ کرسچین کالج بٹالہ کے سیمینار میں نمائندہ جماعت کی تقریر۔

۱۴ اپریل : وفات مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب ناظر بیت المال خرچ قادیان۔

۳ تا ۶ اپریل : اشوکا ہوٹل دہلی میں منعقدہ انٹرنیشنل لبرٹی کانگریس میں نمائندہ جماعت کی تقریر۔

۱۸ جون : نقشہ مسجد احمدیہ دہلی کے سلسلہ میں مکرم ناظر صاحب جائیداد کی مرکزی وزیر محترمہ محسنہ قدوائی سے ملاقات۔ اور ۲۷ نومبر کو نقشہ کی منظوری حاصل ہوئی۔

۲۸ جولائی : محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب دوبارہ ناظر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ اور بحیثیت نمائندہ صدر انجمن احمدیہ قادیان جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کیلئے لندن روانہ ہوئے۔

۱۵ اکتوبر : گورنر پنجاب شری سدھارتھ شنکر رے سے جماعتی وفد کی ملاقات۔

۵ نومبر : مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ وایڈیٹر بدر کی وفات۔

۲۵ نومبر : ناصر آباد (کنی پورہ۔ کشمیر) میں احمدیہ ماڈل سکول کی تعمیر شروع ہوئی۔

نوٹ :- سال ۱۹۸۷ء کے دوران ۱۲۔۱۱ اپریل کو کیرنگ میں، ۱۸۔۱۷ اپریل کو بولپور اور گنگارام پور (بنگال) میں اور ۲۵۔۲۴ ستمبر کو آگرہ میں سالانہ صوبائی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۸۸ء

۱۶ جنوری : کشمیر کے بائیس غیر مبائعین کی قادیان میں آمد۔

۱۸ فروری : صدر جمہوریہ ہند شری آر وینکٹا رامن کی خدمت میں ہندی ترجمۃ القرآن کی پیشکش۔

۲۶ مارچ : مسجد احمدیہ جموں کی تعمیر۔

۵ مئی : گورنر بہار شری گوبند نارائن کو لٹریچر پیش کیا گیا۔

۱۶ جولائی : مسجد احمدیہ دہلی کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

۱۸ جولائی : بحیثیت نمائندہ صدر انجمن احمدیہ محترم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد کی جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کیلئے روانگی۔

۱۲ اکتوبر : بحیثیت نمائندہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ محترم منیر الدین صاحب شمس کی قادیان میں آمد۔

۱۸ تا ۲۰ دسمبر : گڑبڑ زدہ علاقہ ہونے کی وجہ سے پنجاب میں غیر ملکیوں کے داخلہ پر پابندی کے پیشِ نظر حکومت ہند سے بیرونی ممالک کے احمدیوں کیلئے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی خصوصی اجازت حاصل کی گئی اور کئی سالوں کے بعد بشمول مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ لندن و مکرم شجر احمد صاحب فاروقی نیشنل آڈیٹر لندن بیرونی ممالک سے خاصی تعداد میں احباب جماعت قادیان تشریف لائے۔

نوٹ :- سال ۱۹۸۸ء کے دوران ۲۸۔۲۷ فروری کو واشملم (کیرالہ) میں، ۵۔۴ فروری کو کیرنگ میں، ۱۰۔۹ اپریل کو سالار (بنگال) میں اور ۱۲۔۱۱ ستمبر کو بیاور (راجستھان) میں سالانہ صوبائی کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔

۱۹۸۹ء

۱۲ جنوری : مکرم صدیق امیر علی صاحب صوبائی امیر کیرلہ کی وفات۔

۲۴ فروری : سلمان رشدی کے متعلق حضور پُر نور کا بصیرت افروز مفصل خطبہ جمعہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نواسے محترم میاں طاہر احمد صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ واشنگٹن کی احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد میں تشریف آوری۔

۲۳ مارچ : جماعت احمدیہ کے قیام کے سو سال پر صد سالہ جشن کا قادیان دارالامان میں بڑے ہی دھوم دھام سے انعقاد۔ نماز تہجد اور نفلی روزوں کا اہتمام۔ مقامات مقدسہ کی دیدہ زیب اور پرکشش لائٹنگ گھروں میں چراغاں۔ امن مارچ جلسہ کا انعقاد۔ اور مرکزی وزیر شری آر۔ ایل بھاٹیہ کی شرکت۔ بھارت میں بیس جگہوں پر نمائشوں کا انعقاد۔

۱۳ مئی : نوبل انعام یافتہ ماہر فزکس تیسری دنیا اور عالم احمدیت و اسلام کے مایہ ناز سپوت ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں تیسری بار تشریف آوری۔

۲۸ مئی : بروز اتوار کوڈیا تھور (کیرالہ) کے ایک وسیع میدان میں احمدیوں و غیر احمدیوں کے مابین مباہلہ۔

۳۰ ستمبر : صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے "ہفتۂ خدمت" میں بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انعقاد ہیلتھ سکریٹری شری ٹی کے نائر کا افتتاح۔

۵ ستمبر : جماعت احمدیہ کے وفد کی ڈپٹی ہائی کمشنر سے دہلی میں ملاقات۔

۱۵۔۱۴۔۱۳ اکتوبر : قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے جوبلی اجتماع کا انعقاد اور حضور پرنور کا پیغام۔

۲۳ دسمبر : ایک جاپانی عالم سکالر پروفیسر رمضان اسوزاکی کی قادیان میں آمد۔

۲۶ دسمبر : جلسہ سالانہ کے موقع پر صد سالہ جوبلی کی مناسبت سے اردو، انگریزی اور ہندی میں نہایت دیدہ زیب سوونیئر شائع کئے گئے۔

مارچ : جماعت احمدیہ عالمگیر کے سو سالہ جشن تشکر کے موقع پر اقوام عالم میں امن و اتحاد پیدا کرنے کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نہایت بصیرت افروز پیغام۔

۱۹۹۰ء

۱ فروری : قادیان میں ایڈوائزر گورنر پنجاب کی تشریف آوری مقامات مقدسہ کی زیارت۔ جوبلی نمائش ہال کا معائنہ۔

۲۲ فروری : محترم مولانا شریف احمد صاحب

ایمنی ناظر دعوۃ تبلیغ کی وفات۔

۲۴ فروری : یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے موقعہ پر قادیان سے ۱۲۰ احباب و مستورات پر مشتمل وفد بغرض دُعا و زیارت ہوشیار پور گیا۔

۲۲ مارچ : یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقعہ پر قادیان سے ۳۰۰ سے زائد احباب و مستورات پر مشتمل قافلہ لدھیانہ روانہ ہوا جہاں شایان شان طریق پر جلسہ کا انعقاد ہوا نیز دار البیعت کی زیارت اور دُعا کی گئی۔

۲۶ جون : گورنر صاحب تامل ناڈو کی خدمت میں مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس اور ان کے رفقاء کی طرف سے قرآن مجید (انگریزی) و اسلامی لٹریچر کی پیشکش۔

۱۱ دسمبر : شری وی پی سنگھ صاحب سابق وزیر اعظم کی خدمت میں کالی کٹ (کیرالہ) میں ان کی تشریف آوری کے موقعہ پر مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ اور ان کے ساتھ شامل وفد کی طرف سے لٹریچر کی پیشکش۔

۱۹۹۱ء

۱۸ جنوری : محلہ احمدیہ قادیان میں بعض اعلیٰ سرکاری افسران کی تشریف آوری انہیں مقامات مقدسہ کی زیارت کروائی گئی اور جماعت احمدیہ کی تاریخ اور پُر امن تعلیم سے روشناس کروایا گیا۔

۲۰ جنوری : صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اکلوتے بیٹے مرزا کلیم احمد صاحب کی شادی ربوہ میں محترمہ سیدہ فرحانہ فوزیہ صاحبہ سے ہوئی۔

۲۶-۲۱ فروری : مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان کی طرف سے ایوان خدمت میں فری آئی کیمپ کا انعقاد۔ ڈپٹی کمشنر گورداس پور کی تشریف آوری اور افتتاح قادیان کے علاوہ ۱۱۸ دیہاتوں اور شہروں کے ۲۴۶۱ مریضوں کا چیک اپ اور ۱۲۱ آنکھوں کے میجر آپریشن اور ۳۶ مائنر آپریشن۔

۲۰ اپریل تا ۳ مئی۔ چندی گڑھ (پنجاب) میں پندرہ روزہ کامیاب تبلیغی کیمپ۔

۲۵ مئی : قادیان میں پہلی مرتبہ روٹی پکانے کی مشین کے کام کا آغاز۔

۲۹ مئی : ضلع نلگنڈہ (آندھرا) میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد۔ ایک نو مبائع نے دو ایکڑ زمین بطور عطیہ حضور کی خدمت میں پیش کی۔

۳ جون : صد سالہ جلسہ سالانہ ۹۱ کی تیاری میں محلہ دار الانوار (سول لائن) میں چار جدید قسم کے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کیلئے سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۸ جون : احمدیہ شفاخانہ قادیان کی از سر نو تشکیل کے بعد ۸ جون کو ٹھیک ۱۰ بجے اس کے افتتاح کا پروگرام عمل میں آیا۔

۷ اکتوبر : سابق صدر جمہوریہ ہند جناب گیانی ذیل سنگھ کی خدمت میں (حیدر آباد میں) مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس کی طرف سے جماعتی لٹریچر کی پیشکش۔

۶ دسمبر : محترم صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب کی پہلی بیٹی شائلہ کلیم کی ولادت با سعادت۔

۱۵ دسمبر : حضور پرنور کی لندن سے قادیان کیلئے روانگی اس تاریخی سفر میں ۷۴ افراد حضور کے ساتھ تھے۔

۱۶ دسمبر : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا سرزمین ہند میں ورود مسعود۔ صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء میں شرکت کی غرض سے حضور انور کا تاریخ ساز سفر۔ چوالیس سال کی طویل مدت کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ کا بابرکت نزول پر قادیان۔

۱۶ دسمبر : حضور پرنور کا ۱۶ دسمبر کو ہندوستانی وقت کے مطابق گیارہ بجے دہلی کے ہوائی اڈہ میں نزول ہوا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ مکرم سید فضل احمد صاحب سابق ڈی۔ آئی۔ جی بہار اور دیگر احباب نے حضور انور کا استقبال کیا۔

۱۷ دسمبر : صبح ساڑھے سات بجے اجتماعی دُعا کے بعد حضور انور تاریخی مقامات سکندرہ فتح پور سکری اور آگرہ وغیرہ کیلئے دہلی مشن سے روانہ ہوئے۔

۱۸ دسمبر : حضور پُر نور ایدہ اللہ مع اراکین قافلہ تغلق آباد میں غیاث الدین تغلق اور محمد بن تغلق کے قدیمی قلعہ کو دیکھنے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ قطب منار بھی دیکھنے گئے۔

۱۹ دسمبر : حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دہلی سے قادیان کیلئے روانگی۔

۲۰ دسمبر : حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔

۲۱ دسمبر : سہ پہر چار بجے مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقدہ ایک سادہ اور پروقار استقبالیہ تقریب میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے احباب جماعت بھارت کی جانب سے حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں سپاس نامہ پیش کیا۔

۲۲ دسمبر : بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں محفل سوال و جواب کی صورت میں مجلس عرفان کا انعقاد۔

۲۳ دسمبر : بعد نماز مغرب و عشاء محفل سوال و جواب کی صورت میں مجلس عرفان منعقد ہوئی۔

۲۴ دسمبر : بعد نماز مغرب و عشاء مجلس عرفان منعقد ہوئی۔

۲۴ دسمبر : محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدر آباد کی وفات۔

۲۵ دسمبر : بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں مجلس عرفان۔

۲۸-۲۷-۲۶ دسمبر : عالمگیر جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں صد سالہ جلسہ سالانہ کا روح پرور ماحول میں بابرکت انعقاد۔ دنیا کے باون ممالک سے شمع احمدیت کے پروانوں کا اجتماع۔ ۲۵ ہزار نفوس کی حاضری۔

۲۶ دسمبر : تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ کا افتتاح۔

حضور دس بجکر پانچ منٹ پر جلسہ گاہ روانہ ہوئے اور دس بجکر بیس منٹ پر لوائے احمدیت لہرایا۔ بعد تلاوت و نظم حضور کا خطاب پونے دو گھنٹہ جاری رہا۔

۲۷ دسمبر دیگر مصروفیات کے علاوہ حضور پُر نور نے تیرہ اخباری نمائندوں کو انٹرویو دیا۔ چار بجے کے بعد زنانہ جلسہ گاہ تشریف لے گئے اور عورتوں سے خطاب کیا۔

۲۸ دسمبر : دو بجے حضور پُر نور جلسہ گاہ تشریف لے گئے اور نماز ظہر و عصر پڑھائی بعدہ اختتامی خطاب فرمایا۔

۲۸ دسمبر اختتامی اجلاس میں حضور انور کے خطاب سے قبل حضور انور کی نظم ؎

"اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا"

سنائی گئی (یہ نظم بدر ۲۰ فروری ۹۲ء میں شائع کی جا چکی ہے)

۳۱ دسمبر : محترم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ انگلستان کے ایک پرانے خادم سلسلہ کی قادیان میں مختصر سی علالت کے بعد اچانک وفات۔

۱۹۹۲ء

۴ جنوری : حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوپہر دو بج کر پندرہ منٹ پر امرتسر سے بذریعہ شان پنجاب دہلی روانہ ہوئے۔

۶-۵ جنوری : دہلی مسجد احمدیہ میں بعد نماز مغرب و عشاء مجلس عرفان منعقد ہوئی۔

۱۰ جنوری : حضور انور دہلی سے قادیان کیلئے ۱۲:۲۵ پر بذریعہ جہاز روانہ ہوئے۔

۱۲ جنوری : راج پورہ کا سفر۔ حضور کی معیت میں ۹ گاڑیوں کا قافلہ قادیان سے نکلا بھینی، تغل والا، گھوڑے وان سے ہوتا ہوا راج پورہ پہنچا۔ یہاں کچھ دیر رُک کر چیک شریف شالے کے پتن سے میریاں ہوتے ہوئے موضع چکی کے ساتھ P.W.P. کے ریسٹ ہاؤس میں کچھ دیر قیام کیا۔

۱۳ جنوری : حضور پُر نور کی درویشان قادیان سے مسجد اقصیٰ میں ملاقات۔ اور گروپ فوٹو۔

ہندوستان کے سب سے بڑی T.V. نیوز کمپنی VIS News جو ساری دنیا کو TV کی خبریں ترسیل کرتی ہے کے نمائندہ نے دار المسیح میں آکر حضور ایدہ اللہ کا انٹرویو لیا۔

۱۴ جنوری : حضور انور کی بذریعہ ریل شان پنجاب امرتسر سے دہلی کیلئے روانگی ٹرین کی تاخیر کے سبب امرتسر سے ہی دہلی فون کیا گیا تو وہاں سے سکھر کے اسیران راہ مولیٰ مکرم ناصر احمد قریشی پروفیسر صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب کی رہائی کی خوشخبری ملی یہ خبر حضور کو امرتسر کے ویٹنگ ہال میں ہی سنائی گئی اور حضور کو اس سے بے انتہا خوشی ہوئی۔

۱۵ جنوری : آج حضور بھارت کے سابق وزیر خارجہ (حال وزیر اعظم) اندر کمار گجرال کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔

۱۶ جنوری : ڈیڑھ بجے شب کے قریب حضور اندرا گاندھی ائیرپورٹ پہنچے ایک گھنٹہ کی تاخیر کے ساتھ تین بج کر تین منٹ پر پرواز ہوئی۔

۲۹ تا ۲۵ فروری : محلہ احمدیہ قادیان میں فری آئی کیمپ کا انعقاد۔ تین ہزار مریضوں نے استفادہ کیا۔ ۱۷۹ اپریشن ہوئے۔ جن میں ۱۳۹ میجر اور ۴۰ مائنر تھے۔

۲۷ فروری : سی سبرا نیم گورنر مہاراشٹر نے مراٹھی و گجراتی تراجم قرآن کا اجراء کیا۔ اس سلسلہ میں پریس کانفرنس منعقد کی گئی جس میں P.T.I. اور U.N.I. کے نمائندوں کے علاوہ گیارہ اخباری نمائندے شامل ہوئے۔

۲۷ مارچ : ملیالی ترجمہ قرآن کا اجراء مشہور سکالر سی کے رام چندر نے کیا اجرائی تقریب ایک عظیم الشان جلسہ عام کی صورت میں کالیکٹ ٹاؤن ہال میں منعقد ہوئی۔

۴ مارچ : حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحب حرم محترم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتقال پُر ملال۔

۵ مارچ : سی، آر، پی، ایف کے پنجاب میں Posted آئی جی جناب جی پی دوبے صاحب مع اپنے جونیئر افسران D.I.G.، S.S.P. اور S.P. کے محلہ احمدیہ میں زیارت کی غرض سے تشریف لائے۔

۱۳ مئی : مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل سابق ایڈیٹر بدر کی وفات۔

۳۰ جون : محلہ احمدیہ میں اچانک دوپہر کے وقت پنجاب کے دو وزراء شری جگجیت سنگھ صاحب وزیر بحالیات اور شری مہندر سنگھ صاحب کے پی وزیر اسپورٹس تشریف لائے قادیان سے گزر رہے تھے کہ منارۃ المسیح دیکھ کر جستجو ہوئی کہ محلہ احمدیہ دیکھتے چلیں۔

۷ جولائی : وزیر اعلیٰ آسام کی خدمت میں مولوی سلطان احمد صاحب ظفر دڑانی کی طرف سے قرآن مجید (آسامی ترجمہ) کا ترجمہ پیش کیا گیا۔

۱۱ جولائی : وزیر اعلیٰ پنجاب اور دیگر وزراء کی قادیان آمد جماعت کی طرف سے قرآن (پنجابی ترجمہ) کا تحفہ پیش کیا گیا۔

۱۱ اکتوبر : مرکزی وزیر سیاحت محترمہ سکھ بنس کور بھنڈر کی محلہ احمدیہ قادیان میں تشریف آوری۔

۲۵ اکتوبر : وزیر ترقیات پنجاب سردار امراؤ سنگھ صاحب کی خدمت میں قرآن کریم و دیگر جماعتی لٹریچر کا تحفہ۔

۱۹۹۳ء

۴ فروری : پنجاب کے فائننشل کمشنر کی محلہ احمدیہ میں تشریف آوری ان کے ساتھ S.D.M. بٹالہ D.S.P. اور M.L.A. شری

پرتاپ سنگھ باجوہ بھی تھے۔

۲۳ مئی : عراقی ایمبسڈر کی خدمت میں ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب اور مولوی سلطان احمد ظفر صاحب کی طرف سے کتاب "گلف کرائسس" کا تحفہ۔

۱۲ اکتوبر : محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی سربراہی میں ایک وفد نے شری کرشن کانت صاحب گورنر آندھرا پردیش سے راج بھون میں ملاقات کی صاحبزادہ صاحب نے گورنر کی خدمت میں تلگو و انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔

۱۵ اکتوبر : جماعت احمدیہ کے وفد نے بھارت کے وزیر اعظم کی خدمت میں دو لاکھ روپے کا عطیہ مہاراشٹر میں آئے بھیانک زلزلہ کی ریلیف کے تعلق میں پیش کیا۔

۷ نومبر : مدراس میں جلسہ یوم انسانیت۔ شری آر۔ وینکٹ رمن سابق صدر جمہوریہ ہند کی تقریر "جماعت احمدیہ کی امن بخش اور مذہبی رواداری کی تعلیمات اور اس کی سرگرمیوں کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں"

۱۹۹۴ء

۷ جنوری : مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات ایشیا کیلئے روزانہ بارہ گھنٹے کیلئے کردی گئی۔

۶ فروری : حضرت سیدہ اُم طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے حصہ مکان کی از سر نو تعمیر کے سلسلہ میں سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری قائم مقام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے سنگ بنیاد رکھا۔

۱۸ فروری : ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی محلہ احمدیہ میں آمد۔

۵ اپریل : وائس چانسلر ایگریکلچر یونیورسٹی لدھیانہ کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ۔

۱۵ جون : وزیر اعلیٰ سکم کو قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش۔

۱۵ اگست : پنگاڑی (کیرالہ) میں فری میڈیکل کیمپ ۲۱۰ مریضوں کا علاج۔ ۵۰۰۰ روپے کی دوائیاں تقسیم کی گئیں۔

۲۷ اگست : پٹنہ Human Rights Association کے زیر اہتمام ایک پُر رونق تقریب میں گورنر بہار جناب اخلاق الرحمن قدوائی اور سابق چیف جسٹس آف انڈیا جگن ناتھ مشرا National Chairman Human Rights کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کی پیشکش۔

۸ اکتوبر : کالیکٹ میں دو منزلہ لائبریری دار البلاغ کا افتتاح۔

۹ دسمبر : محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت اور حافظ مظفر احمد صاحب کی کالیکٹ میں تشریف آوری۔

۱۹۹۵ء

۱ فروری : وزیر اعلیٰ ہماچل پردیش راجہ ویر بھدر سنگھ کی خدمت میں ضلع کانگڑہ کے گاؤں منڈیامی میں جماعت احمدیہ کے وفد کی طرف سے اسلامی لٹریچر کی پیشکش۔

۱۲ اگست : آنزاپورم (کیرالہ) میں میڈیکل کیمپ میں ۲۵۹ مریضوں کا مفت علاج اور قیمتی دوائیاں بھی مفت تقسیم کی گئیں۔

۲۴ اگست : ایشیا کی سب سے بڑی لائبریری "خدا بخش" (پٹنہ) کے وسیع ہال میں منعقد جلسہ کے موقع پر سابق گورنر اڑیسہ جناب بی این پانڈے کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کی پیشکش۔

۱۰ ستمبر : کوڈالی (کیرالہ) میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد۔

۱۱ دسمبر : محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ کا سانحہ ارتحال۔

۱۹۹۶ء

۸ جنوری : حیات نگر (آندھرا) میں ایک ہی وقت میں ۲۷ افراد کا قبول احمدیت۔

۴ اپریل : عزیز احمد اسلم مبلغ سلسلہ لکھنؤ کی ایڈیشنل ڈی۔جی۔پی اتر پردیش سے ملاقات اور اخبار بدر کا مسیح موعودؑ نمبر بطور تحفہ کے پیش کیا۔

۳۰-۲۹ جون : حیدر آباد میں چوتھی جنوبی ہند ریجنل سالانہ کانفرنس کا انعقاد۔ صوبائی وزراء اور ممبران اسمبلی کی شرکت اور ان کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی پیش کش۔

۲۳ اگست : بی بی سی ورلڈ سروس کے نمائندہ Andrew White اور ان کے ساتھیوں کی مسجد و مشن سرینگر میں آمد۔

۵ ستمبر : دہلی میں ایک روزہ سالانہ کانفرنس سابق یونین منسٹر شانتی لعل ممبر پارلیمنٹ اور ممبر راجیہ سبھا پروفیسر رتنا کر پانڈے کی شرکت۔ اور اسلامی لٹریچر اور قرآن الکریم کا تحفہ۔

۵-۶-۸ ستمبر : سانتی چھورا (اتھری) نیتا چوک ضلع دورنگ میں مفت طبی کیمپ ۴۲۲ مریضوں کو دیکھا گیا اور ادویات دی گئیں۔

۹ ستمبر : قادیان کے فضل عمر پریس میں آفسیٹ پرنٹنگ مشین کا افتتاح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے ۹ ستمبر بروز سوموار گیارہ بجے صبح ایک سادہ پر وقار تقریب کے بعد پرنٹنگ مشین کو آن کر کے اس کا افتتاح فرمایا۔

۲۱ نومبر : نوبل انعام یافتہ پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کی وفات۔

۱۹۹۷ء

۱۹ فروری : چیلاکرہ (کیرالہ) میں مسجد احمدیہ کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب۔

۲۱ فروری : قادیان کے ساڑھے تین صد احباب و مستورات پر مشتمل ایک قافلے کی حضرت مسیح موعودؑ کے مقام چلہ کشی کی زیارت کیلئے ہوشیار پور روانگی۔

۲۶ فروری : D.I.G. جموں اور انسپکٹر جنرل جموں کی خدمت میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا تحفہ۔

۲ مارچ : فضل عمر ہسپتال (کیرالہ) میں مفت میڈیکل کیمپ کا انعقاد ۲۸۳ افراد کا علاج اور مفت دوائیاں تقسیم۔

۲۳-۲۲ مارچ : پنجاب ایگری کلچر یونیورسٹی لدھیانہ میں کسان میلہ کے موقعہ پر احمدیہ بک سٹال کھیتی باڑی منتری پنجاب کی خدمت میں قرآن کا تحفہ۔

۲۳ مارچ : یوم مسیح موعودؑ کے موقع پر اسماعیل آباد (ہریانہ) میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ۔

۷ اپریل : عالمی یوم صحت کے روز قادیان میں صوبائی سطح کی تقریب جناب پورن سنگھ جسی Director Health اینڈ فیملی ویلفیئر پنجاب کی شرکت۔

۸ جون : شری نکلی سنگھ ممبر پارلیمنٹ سہارنپور (U.P.) کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کا تحفہ۔

۹ جون : شری کردار گیانی سنگھ D.I.G سہارنپور اور S.S.P سہارنپور کی خدمت میں جماعتی لٹریچر کا تحفہ۔

۱۴ جون : دہلی میں تحفظ ختم نبوت کے نام پر دیوبندی کا احمدیوں کے خلاف جلسہ حکومت سے احمدیوں کو کافر قرار دینے کی درخواست۔

۱۴ اگست : نونہ مئی کشمیر میں نئی مسجد کا سنگ بنیاد۔

۲۰ ستمبر : آزادی ہند کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر دہلی سٹیٹ کی چوتھی عظیم الشان کانفرنس سابق مرکزی یونین منسٹر شری وسنت ساٹھے کی بطور مہمان خصوصی شرکت۔

نوٹ :- آزادی ہند کے پچاسویں سالگرہ پر دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں تعطیل مسجد مبارک کے گیٹ اور منارۃ المسیح پر چراغاں۔

نیز آزادی ہند کی گولڈن جوبلی کے موقع کی مناسبت سے اخبار بدر میں شمارہ نمبر ۳۱ سے لیکر شمارہ نمبر ۴۵ تک "آزادی ہند اور جماعت احمدیہ" کے عنوان سے خصوصی مضمون ایڈیٹوریل کے رنگ میں۔

۲۶ اکتوبر : ڈگوہ ہماچل میں صوبہ ہماچل کی پہلی مسجد کا افتتاح اور جلسہ پیشوایان مذاہب۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی شرکت قادیان کے علاوہ صوبہ ہماچل کی ۲۰ جماعتوں کے نمائندگان کی شمولیت۔

کیا ہی اچھا ہو جو جانم لوٹ آتے شہر میں

کیوں اُداسی چھا گئی ہنستے ہنساتے شہر میں / اب خزاں کیوں آ گئی اس لہلہاتے شہر میں
پھول کھلتے تھے یہاں خوشبو فضا میں تھی بسی / اب گل و خوشبو کہاں اس گل کھلاتے شہر میں
آپ کے ہوتے ہوئے ہر سمت تھی اس میں بہار / ہائے وہ خوشیاں کہاں اس مسکراتے شہر میں
ہر بشر شاداں تھا کوئی بھی نہیں تھا بیقرار / اک سکوں سب ہی تھے پاتے من کو بھاتے شہر میں
محفلیں اور رونقیں بھی روٹھ سی اس کی گئیں / ہر طرف ہے خامشی اس گیت گاتے شہر میں
دل فسردہ روح کو ملتا نہیں اُس دم سکوں / جس گھڑی جاناں نہیں ہم تم کو پاتے شہر میں
ہم دیار غیر میں جائیں تو جائیں کس طرح / کیاں ہی اچھا ہو جو جانم لوٹ آتے شہر میں

(خلیق بن فائق گورداسپوری)

درویشان قادیان کو غیروں کا زبردست خراج تحسین

قادیان کے درویشوں کو خواہ وہ ۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء سے مسیح محمدی کی مقدس بستی میں آباد ہوئے یا بعد کو تشریف لے گئے اور اب تک دیار حبیبؐ میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔ اپنوں ہی نے نہیں غیروں نے بھی زبردست خراج تحسین ادا کیا ہے بطور نمونہ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ احراری اخبار "آزاد" نے اپنی ۲۹ مئی ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں مشرقی پنجاب کے سجادہ نشین کے عنوان سے حسب ذیل نوٹ شائع کیا۔

"مشرقی پنجاب کے عوام تو خیر عوام ہی تھے۔ اگر انہوں نے پولیس۔ فوج اور مسلح انسانوں کے ہجوم سے گھبرا کر مہاجرت اختیار کی تو ظاہر ہے کہ وہ مجبور تھے لیکن جس بزدلی سے مسجدوں کے اماموں خانقاہوں کے مجاوروں اور ابن شریف و آل شریف کے سجادہ نشینوں نے فرار اختیار کیا۔ وہ اسلام کی سپرٹ اور تعلیم کے صریحاً خلاف تھا۔ تمام عمر اوقاف کی کمائی اپنے نفس پر صرف کر کے شعائر اللہ کو کافروں کے حوالہ کر دینا اور خود بھاگ نکلنا قابل شرم فعل ہے۔ خواجہ بختیار کاکیؒ دہلی کے سجادہ نشین صاحب جو اس مقدس تربت کی کمائی تمام عمر کھاتے رہے۔ یوں بھاگے کہ بستی کے لوگوں سے فرمایا حضرت صاحب نے خواب میں حکم دیا ہے کہ میں پاکستان جا رہا ہوں تم بھی چلو۔ اجمیر کے متعلق حال ہی میں حیدر آباد سندھ کے متولیوں کا ایک پوسٹر آیا تھا جس میں درج تھا کہ خواجہ اجمیر کا عرس دار الکفر کی بجائے دار السلام میں منایا جا رہا ہے۔ اور تمام اہل اسلام کو دعوت شمول ہے۔ امام ناصر الدین جالندھر کا روزہ آج بے یار و مددگار پڑا ہوا ہے۔ مجدد الف ثانی کے مزار اقدس پر آج نہ کوئی چراغ جلانے والا ہے اور نہ کوئی پھول چڑھانے والا ہے اور ملحقہ مسجد میں اذان دینے والا ہے۔ اسی طرح ہزاروں مساجد جن میں کئی مسجدیں یادگاریں ہیں۔ سونی پڑی ہیں اور ان گنت اپنی حرمت کھو کر گوردواروں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ بعض کو گھروں کی شکل دے دی گئی ہے اور بہت سی اصطبلوں اور پاخانوں میں بدل دی گئی ہیں۔ کیا ان مساجد اور معابد کے ٹھیکیداروں کو علم ہے کہ ان کے اس اسلام پر خود کفر کی جبیں سے عرق ندامت کے قطرے جھلکتے ہیں؟۔

ان سطروں کے لکھنے کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی کہ انقلاب کی تازہ اشاعت میں ایک قادیانی ملک صلاح الدین ایم اے کا ایک مکتوب چھپا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آج بھی مرزا غلام احمد کے مزار کی حفاظت کیلئے وہاں جانثار مرزائی موجود ہیں۔ اور اب بھی وہاں کی مسجدوں میں اذان دی جاتی ہے۔ ایک طرف نبوت باطلہ کے پیروں کا اعتقاد دیکھئے کہ وہ اپنے "مقدس مقام" کی حفاظت کیلئے اب تک ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنی مسجدوں کی آبرو کو بچائے رکھا ہے۔ لیکن ذرا ان سے بھی پوچھئے جو درگاہ امام ناصر مزار مجدد الف ثانی اور اسی طرح دوسرے سینکڑوں اہل اللہ کے مقبروں کی آمدنی ڈکارتے رہے۔ اور اب دار الکفر کی بجائے دار السلام میں عرس مناکر ضعیف الاعتقاد مریدوں کی جیبیں ٹٹول رہے ہیں۔

۲۔ مسٹر ایچ آر ووہرا نے مشہور اخبار سٹیٹسمین نئی دہلی مورخہ ۱۷۔۱۸۔ نومبر ۱۹۴۸ء میں لکھا۔

" قادیان (حضرت مرزا) غلام احمد (علیہ السلام) کی جائے پیدائش ہے جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ نے اس بات کا اظہار کیا کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی صفات اور خوبیوں کو لے کر آئے ہیں۔ قادیان لاکھوں مسلمانوں کا جو احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقدس مقام ہے۔ اس کی چپہ چپہ زمین احمدیوں کو محبوب ہے۔ یہ قصبہ احمدیہ جماعت کا مرکز رہا ہے۔ اور اس میں مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کی رہائش رہی ہے۔

قادیان میں مقیم ۳۱۳ مومنین باوجود سرکاری افسران کی ابتدائی مخالفت اور غیر مسلم پناہ گزینوں کی عداوت کے قادیان میں قائم رہے۔ اس کی وجہ اپنی جماعت کے اصولوں میں ان کا غیر متزلزل ایمان حکومت وقت کے ساتھ وفاداری اور تمام مذاہب کے ساتھ ان کی رواداری کی تعلیم ہے۔

احمدیہ جماعت کے افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب سے یکساں سلوک کیا جائے۔ اسی اصول کی بناء پر وہ قادیان کے ہندو۔ سکھ یتیموں کی مدد کرتے رہے ہیں اور اب بھی جبکہ جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے ان یتیموں کی ایک تعداد اپنے وظائف حسب معمول احمدیہ جماعت سے حاصل کر رہی ہے"۔

۳۔ ڈاکٹر شنکر داس مہرہ بی ایس سی ایم۔ بی بی ایس نے اخبار سٹیٹسمین (۱۲/ فروری ۱۹۴۹ء) میں لکھا۔

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا۔ جس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات۔ اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔ احمدیہ جماعت کا نقطہ نظر تعمیری اور اس کا رویہ پابند قانون ہے۔ یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جرم سے پاک ثابت ہوتی ہے گذشتہ فرقہ وارانہ فسادات (فسادات ۱۹۴۷ء) میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ سے صاف رکھے۔ یہ سب کچھ ان کے روحانی پیشوا کی عمدہ تعلیم کے بغیر وقوع میں نہیں آسکتا۔ قادیان کے موجودہ خلیفہ (حضرت مرزا بشیر الدین محمود) احمد صاحب محبت اور خلوص کا مجسمہ ہیں۔

بہت کم شخصیتوں نے اہل اسلام پر ایسا اثر ڈالا ہے جیسا (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آپ کی عظمت کا اندازہ آپ کی شخصیت عقیدہ اور تعلیم کے خلاف پراپیگنڈہ کی شدت سے کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ پرانے عقائد کے مسلمانوں کو اس بات کا ڈر تھا کہ اُن کے ہم خیال (احمدیت میں داخل ہو کر) کم ہوتے جائیں گے۔ حکومت ہند کو چاہئے کہ امن اور انسانیت کے مفاد کے پیش نظر اس خالص ملکی اور ہندوستانی جماعت کو نظر انداز نہ کرے کیونکہ مناسب وقت میں احمدیہ جماعت ہمارے ملک کے تعلقات اسلامی دنیا میں مضبوط کرنے اور ہندوستان کو عظمت اور بڑائی حاصل کرنے میں ایک اہم پارٹ ادا کرے گی۔"

اخبار سٹیٹل رانچی نے ۱۴ جولائی ۱۹۵۱ء کی اشاعت میں لکھا۔

"تقسیم ملک کے وقت قادیان میں ایک بہت بڑی تعداد علماء سائنس دانوں اور مقدس بزرگوں کی تھی۔ اس پس منظر کے ساتھ ہمیں چاہئے کہ ہم موجودہ قادیان کا نظارہ کریں۔ تاکہ ہمیں اس میں رہنے والے احمدیوں کے صبر و استقلال۔ ایمان اور انجام کا علم ہو سکے۔ (ہندوستان کے) احمدیوں کی پورے طور پر جانچ پڑتال کی گئی ہے ان کی حکومت کے ساتھ وفاداری کسی طرح مشتبہ نہیں اور نہ ہی کوئی کدورت یا غیر مخلصانہ رنگ ان میں پایا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ انکے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ ہو۔ حکومت ہند کے وہ وفادار ہیں دل کی گہرائیوں سے اپنی انگلیوں کے پوروں تک بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں جس جس حکومت کے ماتحت رہتے ہیں اس کے وفادار ہیں اور جملہ پیشوایان مذاہب کا احترام و عزت کرنا ان کے بنیادی مذہبی اصولوں میں داخل ہے"۔

(بحوالہ بدر ۳۰ دسمبر ۱۹۵۱ء)

٦۔ مشہور بھارتی اخبار ہندوستان ٹائمز کلکتہ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء نے لکھا۔

"قادیان جو احمدی فرقہ کے مسلمانوں کا مقدس مذہبی مرکز ہے آئندہ کرسمس کے ہفتہ میں مذہبی تقاریر سے گونجے گا۔ اس موقع پر تقریباً آٹھ سو زائرین جن میں ایک صد کے قریب پاکستانی ہوں گے اور بقیہ ہندوستان کے تمام حصوں سے آئیں گے۔ جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے قادیان میں جمع ہوں گے۔ اس قسم کا جلسہ آج سے ساٹھ سال پیشتر ہوا۔ جس کی ابتداء (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ نے کی۔ ملک کی تقسیم سے پہلے اس مقام میں دنیا کے تمام علاقوں سے زائرین جمع ہوتے تھے لیکن تقسیم کے بعد ان کی تعداد چند سو رہ گئی۔

احمدیہ جماعت بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس کی شاخیں یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک افریقہ اور شمالی اور جنوبی امریکہ کے متفرق حصوں اور آسٹریلیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہر جگہ اس کے ماننے والے اپنی مخصوص تعلیم اور تبلیغی سرگرمی کیلئے ممتاز اور نمایاں ہیں۔ احمدیوں کی تعداد کا اندازہ دس لاکھ کے قریب ہے پرانے خیالات کے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف مسلمانوں کی یہ جماعت ان اختلافات کو جو مختلف قوموں اور مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ تسلیم کر کے یہ مناسب سمجھتی ہے کہ ان اختلافات کو جبر اور طاقت سے نہ مٹایا جائے بلکہ وعظ اور نصیحت اور باہمی مفاہمت سے دور کیا جائے۔ احمدیہ جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ تمام مذاہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے مدعی ہیں اور ایک لمبے عرصہ سے دنیا میں قائم ہیں۔ وہ یقیناً سچے اور خدا کی طرف سے ہیں۔ گو یہ ہو سکتا ہے کہ لمبا زمانہ گزرنے کی وجہ سے ان کی تعلیم میں بگاڑ پیدا ہو گیا اور ان کی روحانی طاقت کمزور ہو گئی ہو۔

احمدیت کی تعلیم کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ مذہبی معاملات میں طاقت اور جبر کا استعمال کیا جائے۔ عقیدہ ضمیر اور عمل کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے اور جہاد کا خیال جس رنگ میں پرانے خیالات کے دوسرے مسلمانوں میں رائج ہے۔ جس کے رو سے مذہب کے نام پر جبر اور طاقت کا استعمال جائز ہے احمدیت اس کو نہیں مانتی۔

سیاسی لحاظ سے احمدیہ جماعت کا یہ اصول اور طریق ہے کہ احمدی جس ملک یا علاقہ میں بھی رہتے ہیں وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں یہ بات ان کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی صورت میں بھی سٹرائیک (ہڑتال) تحریک عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران میں (حضرت) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اپنے ایک ہزار سے زائد پیروں کے ساتھ پاکستان ہجرت کر گئے۔ آپ اپنے پیچھے تین صد کے قریب اپنے مخلص پیرو مذہبی مرکز کی حفاظت کیلئے چھوڑ گئے۔

پاکستان میں آپ نے عارضی مرکز پہلے لاہور میں قائم کیا اور پھر ربوہ میں۔ اب تک بھی قادیان اہم مرکز ہے اور یہیں سے صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی ۱۲۵ شاخوں کی جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں دیکھ بھال اور نگرانی کرتی ہے۔ موعود نبی کی ایک پیشگوئی کے مطابق احمدیہ جماعت اس بات پر پورا یقین رکھتی ہے کہ قادیان دوبارہ جماعت کا ایک زندہ فعال اور معمور مرکز بن جائے گا"۔

بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر صفحہ ۱۳۲)

۷۔ روزنامہ "اجیت جالندھر" مورخہ ۲۱/ مئی ۱۹۵۳ء نے لکھا۔

"ہمیں خوشی ہے کہ اس وقت جماعت احمدیہ قادیان کے معزز افراد ان تعلقات محبت کو مضبوط کرنے کیلئے پے در پے سکھ بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا سلوک کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے کئی دفعہ اپنے تعاون اور محبت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ان کے اچھے سلوک سے ہم ان تلخ باتوں کو جو تقسیم ملک کے وقت ہمارے سامنے آئیں بھولتے جاتے ہیں۔

کچھ عرصہ پیشتر چند شرارت پسند لوگوں نے

(باقی صفحہ 47 پر ملاحظہ فرمائیں)

احمدیہ فرقہ مظالم کا شکار ....

ڈی آر آہوجہ

پاکستان ایک جمہوری ملک ہونے کی وجہ سے وہاں کا آئین ہر شہری کو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اسے اپنے مذہب کے بارے میں پروپیگنڈا کرنے اور مذہبی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا پورا حق حاصل ہے۔ آئین میں اس بات کی بھی ضمانت ہے کہ تمام مذاہب یا فرقہ جات کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنے مذہبی ادارے قائم کر سکتے ہیں اور اپنی خواہشات کے مطابق ان کو چلا سکتے ہیں۔ اسی طرح انسانی حقوق کے یونیورسل ڈیکلریشن میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر شہری کو اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے اور خیالات کے اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس میں مذہب کو تبدیل کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔ اس حق کا استعمال کوئی بھی شہری اپنی خواہش کے مطابق کسی فرقہ کے ساتھ یا نجی طور پر کر سکتا ہے اور کسی مذہب کو اختیار کرنے کے بعد اس مذہب کی تبلیغ یا عبادت کر سکتا ہے۔

مگر مذکورہ بالا اصول جو پاکستان کے آئین یا انسانی حقوق کے یونیورسٹی ڈیکلریشن میں دیئے گئے ہیں ان پر کبھی بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ مذہب کی بنیاد پر پاکستان میں خیالات کے اظہار کی آزادی پر حملے کئے جاتے ہیں۔ پاکستان کے فرقہ پرست عناصر اپنے مخالفین کو مذہب کی بنیاد پر حملوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور حکومت ملزمان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے میں چشم پوشی سے کام لیتی ہے۔ انتظامیہ اور عدلیہ بھی فرقہ پرستی کو روکنے کیلئے دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کرتی ہیں۔

ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار کے دوران احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔

۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء میں مرحوم جنرل ضیاء الحق کی جانب سے پاکستان میں علیحدہ انتخابی نظام کے نفاذ کے بعد اصولی طور پر غیر مسلم آبادی کو ملک کی دوسری آبادی سے الگ کر کے دکھایا گیا۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں درار پیدا کی گئی۔ سندھ میں مسلمان اور پسماندہ فرقوں میں تفریق پیدا کی گئی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت کو ہوا دی گئی۔ اسی دوران احمدیوں کے خلاف بھی نفرت کو پھیلایا گیا۔ پاکستان کے تبلیغی کارکن اور مولوی احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے اور ان کو ہراساں کرنے میں پیش پیش رہے۔ احمدیوں کے خلاف نفرت کو حکومت نے منظوری دینے کی غرض سے اپریل ۱۹۸۴ء میں پینل کوڈ کی دفعہ B-298 اور C-298 کو ایک قانون کی شکل دے دی اور یہ قانون تا حال نافذ العمل ہے۔ ان دو مذکورہ دفعات کی وجہ سے آئین کی دفعہ ۲۰ کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ احمدیوں پر اپنے مذہب کے بارے میں آزادی سے پروپیگنڈا کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ ان کو سرکاری ملازمتوں سے محروم کر دیا گیا۔ اسلام سے الگ تھلگ کر دیا گیا اور مسلمانوں کی طرح عبادت کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ جبکہ احمدیوں کی تمام رسومات و روایات مسلمانوں جیسی ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو مسلمان تصور کرتے ہیں۔ اب اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان قرار دیتے ہیں تو یہ ایک جرم تصور کیا جائے گا۔ اب پاکستان میں احمدیوں کو قانون بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے مذہب کے بارے میں پروپیگنڈا کر سکیں۔ اس کے علاوہ مقدس قرآن کی خلاف ورزی پر سزائے موت ہو سکتی ہے اور پیغمبر کی شان کے خلاف کلمات کیلئے تین سال کی سزا ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے قوانین احمدیوں کو ہراساں کرنے کی غرض سے احمدی فرقہ کے خلاف استعمال کئے جا رہے ہیں۔ احمدیوں کے علاوہ عیسائیوں کے خلاف بھی ان قوانین کا استعمال کیا گیا ہے۔ تقریباً پاکستان کے ۳۰ شہروں میں ۲۴۶۷ افراد کے خلاف ان قوانین کے تحت ۶۵۸ مقدمات موجود ہیں۔ ان میں سے احمدیوں کے خلاف ۱۴۴ اور عیسائیوں کے خلاف ۱۰ مقدمات پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کے متعلق ہیں۔ انتہا پسند مسلمان جن کو انجمن تحفظ ختم نبوت کی پشت پناہی حاصل ہے احمدیوں کے خلاف سرگرم ہیں۔ اس تنظیم نے احمدیوں پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ اپنے مذہب کا پروپیگنڈا غلط طریقے سے کر رہے ہیں۔ انجمن تحفظ ختم نبوت نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ احمدیوں کو مذہب کے پروپیگنڈا سے روکا جائے اور اس کے بعد کراچی میں بعض بنیاد پرست تنظیموں نے احمدیوں پر تشدد کیا اور ایک ہینڈ بل جاری کیا جس میں کہا گیا تھا کہ حکومت احمدیوں کے خلاف کارروائی نہیں کر رہی ہے۔ اور بنیاد پرست تنظیموں سے تعاون نہیں کر رہی ہے۔ اس لئے وہ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے پر مجبور ہیں۔ ہینڈ بل میں پیغمبر اسلام سے محبت رکھنے والوں سے اپیل کی گئی تھی کہ احمدیوں کو قتل کر دیا جائے۔ اور غیر مسلموں کو یہ یاد کروایا جائے کہ مسلمان ماؤں نے غازی علم الدین شہید جیسے مسلمانوں کو پیدا کرنا بند نہیں کر دیا جس نے ۱۹۲۷ء میں رسول پاک کے خلاف کفریہ کتاب کے ایک ہندو مصنف کو قتل کر دیا تھا۔ ایک شخص جو اپنی احمدی انٹرنیشنل مومنٹ کا سیکرٹری جنرل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے نے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان میں جاری دہشت گردی کی کارروائیوں میں احمدیوں کا ہاتھ ہے۔ اب پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ایک منظم مہم جاری ہے۔ گزشتہ سال عبوری حکومت کے ایک احمدی وزیر کو برطرف کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ سیالکوٹ میں انڈرسن ہائی اسکول کی پرنسپل کو صرف اس لئے معطل کر دیا گیا کہ وہ احمدی فرقہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس کے علاوہ احمدیوں کو ہراساں کرنے کی متعدد کارروائیوں کی رپورٹیں منظر عام پر آئی ہیں۔ متعدد احمدیوں کو بغیر کسی الزام کے قتل کیس کر دیا گیا۔

پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے متعلق ۱۹۹۶ء میں جاری ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق انتہا پسند مسلمانوں کی جانب سے احمدیوں کے خلاف تشدد کی کارروائی جاری ہیں۔ کئی احمدیوں کو تنگ نظروں نے گولی کا نشانہ بنایا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ظفر اقبال جو احمدی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا اور کراچی میں ایک بنک میں اہلکار تھا۔ ایک دن جب وہ اپنی کار پر جا رہا تھا۔ اس کو کار سے گھسیٹ کر باہر نکالا گیا اور پھر گولی مار دی گئی۔ کراچی کے فیڈرل۔ بی ایریا میں ایک دکاندار اور اس کے رشتہ دار کو بے رحمی سے پیٹا گیا اور زخمی کر دیا گیا۔ خوشاب میں شیخ مبارک احمدی کو ایک انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے کارکن کی طرف سے گولی مار دی گئی۔ احمدیوں کے ایک گروپ کو سرعام ٹارچر کیا گیا مگر پولیس تماشائی بنی رہی۔ ایبٹ آباد میں نماز جمعہ کے بعد احمدیوں کو مارا پیٹا گیا۔ راجن پور کے احمدیہ فرقہ کے چیف میاں اقبال احمد ایڈوکیٹ پر رسول پاک کے خلاف گستاخی کا الزام لگایا گیا اور سیشن کورٹ نے ان کی طرف سے اپیل کی عرضی کو مسترد کر دیا۔ میانوالی میں چار احمدیوں کو رسول پاک کی شان میں گستاخی کیلئے دو سال کیلئے جیل میں بند کر دیا گیا۔ اور ان کی طرف سے ضمانت کی عرضی کو مسترد کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ بیت المہدی راولپنڈی میں احمدیوں کی ایک عبادت گاہ میں زبردست بم دھماکہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں پندرہ افراد شدید زخمی اور احمدی جماعت کے دو کارکن ہلاک ہوئے۔ کراچی میں بھی احمدیہ فرقہ کی عبادت گاہ میں ایک دھماکہ ہوا جس میں احمدی تنظیم کے قائم مقام صدر شدید زخمی ہو گئے۔ ایک رپورٹ کے مطابق گجرات میں بنیاد پرست مسلمانوں کی طرف سے احمدیوں کے خطوط اور ڈاک کو قبضہ میں لیا گیا۔ خطوط کو پڑھنے کے بعد آگ لگا دی گئی۔ احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ صرف یہیں پر ختم نہیں ہوتا ہے احمدیوں کے خلاف مظالم کی کارروائیوں کے متعدد واقعات کو انسانی حقوق پاکستان کے کمیشن کے نوٹس میں لایا گیا ہے۔ چکوال میں فرحان ماڈرن اسکول کے مالک، ملک ریاض احمد کو صرف اس لئے گرفتار کیا گیا تھا کہ اس نے اسکول کا نتیجہ اپنی مرضی سے سنایا تھا اور والدین کو اپنے بچے اس اسکول میں داخل کروانے کی اپیل کی تھی۔ اسی شہر میں ایک استانی کو احمدی ہونے کی پاداش میں نوکری سے نکال دیا گیا۔ احمدیوں کی عبادت گاہوں کو بھی بخشا نہیں جاتا ہے۔ احمدیوں کے اجتماعوں پر حملے کئے جاتے ہیں۔ عمارتوں کو مسمار کیا جاتا ہے اور مرمت کی اجازت نہیں دی جاتی۔ شیخوپورہ کے محمد نواز کو صرف اس لئے زدوکوب کیا گیا اور شدید زخمی کر دیا گیا کہ اس نے احمدیہ مذہب کو اختیار کر لیا تھا۔

چکوال کے علاقہ دلیپال میں تقریباً ۳۰۰ افراد پر مشتمل ایک ہجوم نے احمدیوں کی ایک سو سال سے بھی پرانی عیدگاہ پر حملہ کر دیا۔ عیدگاہ کی عمارت کو مسمار کر دیا گیا۔ صوبہ سندھ کے رحیم یار خاں میں احمدیوں کو محمود اسٹیڈیم سے محروم کر دیا گیا یہاں پر وہ تقریباً ۳۰ سال سے عید کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

کمیشن کی طرف سے جاری کی جانے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ احمدیوں کے قتل ان کی عبادت گاہوں کو نذر آتش کرنے کے واقعات اور عبادت گاہوں پر جابرانہ قبضے اور احمدیوں کے قبرستانوں کی بے حرمتی کے واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں احمدیہ فرقہ کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق ۹۶-۱۹۹۴ کے دوران تقریباً ۹۴ احمدیوں کو قتل کیا گیا جب کہ ۷۰ افراد پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ اسی عرصہ کے دوران تقریباً ۸ عبادت گاہوں کو نذر آتش کیا گیا یا ان کو نقصان پہنچایا گیا یا پھر زبردستی قبضہ کر لیا گیا ۵ قبرستانوں کی بے حرمتی کی گئی۔ اور تقریباً ۲۶ افراد کو دفنانے سے روکا گیا۔ اپریل ۱۹۸۴ء کے بعد جب سے اینٹی احمدیہ آرڈی نینس نافذ ہوا ہے، ربوہ میں یہاں پر احمدیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام قسم کی میٹنگوں پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ انجمن احمدیہ کا کہنا ہے کہ ان کے فرقہ کیلئے کھیلوں پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔

پاکستان میں احمدیہ فرقہ کی طرف سے ایک روزنامہ "الفضل" ایک میگزین ایک خواتین کیلئے میگزین، ایک نوجوانوں کیلئے میگزین ایک چالیس سال سے زیادہ عمر کے افراد کیلئے میگزین، ایک بچوں کیلئے میگزین اور ایک میگزین بیرون ملک میں مقیم احمدیوں کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ ان اشاعتوں پر کئی بار پابندی لگائی جا چکی ہے۔ اور اشاعت سے وابستہ افراد پر مقدمات بھی درج کئے جا چکے ہیں۔

روزنامہ "الفضل" کے ایڈیٹر نسیم سیفی پر مختلف الزامات کے تحت ۴۰ مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ جب کہ احمدیہ میگزین کے پرنٹر قاضی منیر کے خلاف ۹۲ مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ الفضل کے پبلشر آغا سیف اللہ کے خلاف ۲۶ مقدمات ہیں۔ انصار کے ایڈیٹر ایم؛ ڈی ناز کے خلاف ۱۸ مقدمات ہیں۔ احمدی اور دیگر اقلیتی فرقہ جات کے ارکان جن میں عیسائی اور دوسری پسماندہ ذاتیں بھی شامل ہیں جن پر بنیاد پرست مسلمان، پاکستان کے وجود میں آنے کے وقت سے لگاتار مظالم ڈھا رہے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ان پر مظالم اور مصیبتوں کا دور کب ختم ہو گا۔ وہ کب مسلمان تصور کئے جائیں گے اور انہیں امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ یہ ایک المیہ ہے کہ حکومت پاکستان اس گھناؤنی حرکت پر تماشائی بنی ہوئی ہے۔ ایک کے بعد ایک برسر اقتدار حکومت آئین کی دفعہ ۲۰ کو نافذ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ پاکستان میں آئین کی دفعہ ۲۰ اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے مذہب کی رسومات میں حصہ لیں اور اپنے مذہب کا پراپیگنڈہ کریں۔ حال ہی میں شانتی نگر میں عیسائیوں کی ہلاکت ان کی عبادت گاہ کی تباہی اور سندھ میں احمدیوں کا قتل عام اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ حکومت اقلیتی فرقہ کے ارکان کی جان و مال کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ پاکستان کے بنیاد پرست مسلمان اب پڑوسی ملکوں میں مقیم احمدیوں کے لئے بھی مصیبتیں کھڑی کر رہے ہیں جب کہ حکومت تماشائی بنی ہوئی ہے۔ (روزنامہ قومی آواز دہلی ۹۷-۸-۱۲)

اعلان دُعا

خاکسار کی والدہ محترمہ عرصہ چار ماہ سے بوجہ ٹھوکر علیل ہیں۔ علاج جاری ہے احباب جماعت سے والدہ محترمہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(شیخ محمود احمد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

بقیہ: صفحہ 45

ہمیں احمدیہ جماعت کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی اور ہم حقیقتاً اس رواداراور صلح کل جماعت سے بدظن رہے۔ لیکن اب اس جماعت کو قریب سے دیکھنے سے اور اس سے پریم بڑھانے سے معلوم ہوا کہ اس جماعت کے لوگ بہت ہی بااخلاق اور روادار ہیں اور بہت بلند خیالات کے مالک ہیں۔ اُمید ہے کہ ایسے لوگوں سے ہی دوبارہ محبت اور سلوک پیدا ہوگا اور آپس میں جھگڑا اور فساد مٹ جائے گا"

(بحوالہ الفرقان درویشان قادیان نمبر صفحہ ۱۳۷)

۸۔ سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر "ریاست" دہلی نے اپنے موقر اخبار میں متعدد بار عام احمدیوں کی عموماً درویشوں کی پاک نہاد اور خدا نما جماعت کی خصوصاً بہت تعریف کی مثلاً ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء کے پرچہ میں لکھا۔

"ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احمدی ہونے کیلئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز روزہ زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ ایڈیٹر "ریاست" کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ ہے کہ ایک احمدی کیلئے بددیانت ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں اور ان کے مبلغین کو دیکھ کر تو عیسائیوں کے بلند کیریکٹر کے وہ پادری یاد آجاتے ہیں جن کے اُسوہ حسنہ کو دیکھ کر ہندوستان کے لاکھوں انسانوں نے عیسائیت کو قبول کیا"۔ (ایضاً)

۱۶ مارچ ۱۹۵۲ء کے ایشو میں لکھا:۔

"جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں ان کی تمام جائیداد لوٹ لی جائے۔ صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے۔ اور اُس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کروگے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا۔ (ایضاً)

ریاست ۲؍ دسمبر ۱۹۵۷ میں یہ ریمارکس دیئے۔

"یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے کہ جب مشرقی پنجاب میں خونریزی کا بازار گرم تھا مسلمانوں کا مسلمان ہونا ہی ناقابل تلافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب کے کسی ضلع کے کسی مقام پر بھی کوئی مسلمان باقی نہ رہا اور یا تو پاکستان چلے گئے اور یا قتل کر دیئے گئے تو قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے جنہوں نے اپنے مقدس مذہبی مقامات کو چھوڑنے سے انکار کردیا۔ اور انہوں نے ننگ شرافت لوگوں کے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے اور جن کو بلا خوف تردید مرد مجاہد قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور جن پر آئندہ کی تاریخ فخر کرے گی کیونکہ امن اور آرام کے زمانہ میں تو ساتھ دینے والی تمام دنیا ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دیا جانا چاہئے۔ جو اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور موت کی پرواہ نہ کریں۔ اب بھی ۔۔۔ قادیان کے درویشوں کے اسوۂ حسنہ کا خیال آتا ہے تو عزت واحترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے

اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دینا چاہئے۔"

۱۰۔ اخبار المنبر (لائل پور) نے لکھا۔

"یہ وہ واحد جماعت ہے جس کے ۳۱۳ افراد تقسیم کے لمحہ سے آج تک قادیان میں موجود ہیں اور وہاں اپنے مشن کیلئے کوشاں بھی ہیں اور منظم بھی۔ (۳ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰ کالم ۴)

۱۱۔ ہم عاجز ہیں اور ہمیشہ ہی اپنے عجز کا اقرار کیا ہے لیکن اتنے ہیٹے بھی نہیں کہ جماعت اسلامی کے ارکان کو اولیاء اللہ کی صف میں جگہ دیں اور خود مرید باصفا بنے رہیں۔ آدمی تو ہر شخص اکٹھا کر لیتا ہے۔ مرزا غلام احمد نے بھی اکٹھے کر لئے تھے۔ فضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت اس کی جاں نثار ہے۔ پھر یہ واقعہ نہیں ؟ کہ دارالسلام کے چابی برداروں میں اکثر برقعے پہن کر بھاگ نکلے تھے۔ مگر مرزا غلام احمد کے پیرو آج تک قادیان کی حفاظت تین سو تیرہ کی جتھہ بندی سے کر رہے ہیں۔

(چٹان جلد ۱۱ شمارہ ۱۴ صفحہ ۶ (۱۹۶۱)

(تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۳ تا ۴۰۱)

بقیہ: صفحہ 16

جماعت احمدیہ سو سال سے جہاد بالقرآن میں سرگرم عمل ہے جس کے شاندار نتائج ہر سال لاکھوں غیر مسلموں کے داخل اسلام ہونے کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں اور جس سے دنیا بھر میں ایک تہلکہ مچ گیا ہے اور وہ دن دور نہیں جب کہ قرآن مجید کی عالمگیر روحانی حکومت پوری شان و شوکت سے دنیا کے چپے چپے پر قائم ہو جائے گی انشاء اللہ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود نے ۱۹۴۷ء میں (جب کہ حضور قادیان میں ہی تھے) یہ پُر شوکت پیشگوئی فرمائی کہ :۔

"آج دنیا کے ہر برّ اعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہم پر کھولے جاتے ہیں دنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اٹھاتا ہو اور اس کا جواب خدا تعالیٰ مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو۔ ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جارہا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش کر رہے ہیں۔ دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے، مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں لیکن یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔ زمین اپنی حرکت سے رُک سکتی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا"۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۳۲۴)

جس بات کو کہے کہ کرونگا یہ مَیں ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

بقیہ: (صفحہ 23)

دن ہم نے محترم امیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارے یہاں آئے ہوئے سات مہینے گزر گئے لیکن ہمیں قادیان کی پوری بستی دیکھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی۔ اس عرصہ میں ہم مسجد اقصیٰ سے لیکر بہشتی مقبرہ تک کا علاقہ ہی دیکھ سکے تھے۔ ہماری درخواست قبول فرماتے ہوئے محترم امیر صاحب نے ایک خادم کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ ان دونوں کو قادیان کی بستی دکھائی جائے۔ یہ فرما کر منارۃ المسیح کی چابی دی اور ارشاد فرمایا کہ منارۃ المسیح کے نصف حصہ تک ہی چڑھنے کی اجازت ہے اوپر تک جانا خطرے سے خالی نہیں۔

اس طرح ہم نے منارہ کے نصف حصہ تک چڑھ کر پورا شہر دیکھنے کی سعادت حاصل کی۔

اُس وقت کے خطرناک حالات کے پیش نظر کسی کو بھی ہمارا محلہ چھوڑ کر باہر جانے کی اجازت نہیں تھی۔

۲۳؍ مئی ۱۹۴۸ء کو ہم ۲۰ افراد پر مشتمل ایک وفد قادیان سے روانہ ہو کر اُسی دن شام کو خیریت سے لاہور میں پہنچا۔ ہم نے عصر کی نماز سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی اقتداء میں پڑھی۔ اس کے بعد حضور اقدسؓ کو اپنا منتظر پایا۔ حضور نے ہم میں سے ہر ایک کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ اور خوشنودگی کا اظہار فرمایا۔

اس کے بعد ہم اپنی قیام گاہ میں گئے اور اپنے صندوق بیگ وغیرہ جو امانۃً سپرد کر گئے تھے حاصل کئے۔

دوسرے دن حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اقدس میں پھر حاضر ہوئے۔ حضور انور نے قادیان کے حالات تفصیل سے دریافت فرمائے۔ اس کے بعد بتایا کہ واپس دہلی کے راستے سے جانا خطرہ سے خالی نہیں۔ اس لئے آپ لوگ سیدھے یہاں سے کراچی جائیں۔ وہاں سے بمبئی ایک بحری جہاز جارہا ہے اس میں فوری طور پر سوار ہو جائیں۔ اس لئے کہ اس کے بعد ویزا اور پاسپورٹ وغیرہ کا سسٹم آنے والا ہے ہمیں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے تین منٹ کا وقت دیا تھا لیکن حضرت اقدسؓ نے ہمیں نو منٹ کا وقت ازراہ کرم عنایت فرمایا۔

اس کے بعد ہم نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس اور محترم حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ملاقات کی۔ محترم حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اتنی چھوٹی عمر میں آپ دونوں نے بہت بڑی قربانی کی ہے اور یہ قربانی وقت کا تقاضہ تھی۔ اُس وقت میری عمر ۲۰ سال اور میرے بھانجہ زین العابدین کی عمر ۱۹ سال تھی۔ محترم مفتی صاحب نے ہمیں چائے اور لوازمات سے نوازا۔

اُسی دن شام کو ہم لاہور سے کراچی کے لئے روانہ ہوگئے۔ اُسی وقت حضورؓ کے ارشاد کے مطابق بمبئی جانے والے بحری جہاز سے ٹکٹ حاصل کی۔ کراچی پہنچنے کی خبر ملتے ہی وہاں کے احباب کرام ہم سے ملاقات کرنے اور قادیان کے احوال دریافت کرنے کیلئے بہت ذوق وشوق سے آتے رہے۔

ایک دن کراچی میں قیام کر کے ہم بمبئی کیلئے روانہ ہوئے اور دو دن بعد ۲۶؍ مئی کو ہم خیریت سے بمبئی پہنچے۔ اُس وقت جماعت احمدیہ بمبئی میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب بطور مبلغ انچارج متعین تھے جماعت نے ہمارے اعزاز میں ایک بہت بڑی پارٹی دی۔ اور ہم نے قادیان کے احوال تفصیل سے سنائے۔

اس طرح خدا کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبیک کہنے اور قادیان دارالامان کی زیارت اور وہاں کے روح پرور روحانی ماحول سے سات ماہ تک فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک

میرا بھانجہ اور ساتھی مکرم زین العابدین صاحب آٹھ سال کا عرصہ ہوا اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور غریق رحمت کرے۔

آخر میں احباب کی خدمت میں خادم اپنی جسمانی و روحانی ترقی کیلئے اور انجام بخیر ہونے کیلئے عاجزانہ درخواست دعا کرتا ہے۔

امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر

(حضرت مسیح موعودؑ)

ڈیزائننگ وکمپوزنگ : کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان

بقیہ صفحہ 30

السلام کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور نئی نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آرہا ہے۔

بھوٹان

بھوٹان جو کہ پورا ملک پہاڑی علاقہ پر مشتمل ہے اس کی سرحدیں ہندوستان کے صوبہ بنگال کے ساتھ لگتی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک میں بھی ہماری تبلیغی مساعی جاری ہیں بھوٹان میں بدھ مذہب کے پیروکار کی اکثریت ہے۔ قانونی پابندیوں کے پیش نظر بھوٹان کے اندر باقاعدہ مشن ہاؤس قائم نہیں کیا جا سکتا تاہم بھوٹان بارڈر کے ساتھ جے گاؤں شہر میں تحریک جدید بھارت کے تحت مسجد و مشن ہاؤس کی پختہ بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے جہاں پر بھوٹانی افراد کثرت سے آتے ہیں وہاں ہمارے مشنری انچارج مکرم فاروق احمد صاحب ناصر اپنے سات معلمین کے ساتھ تبلیغی و تربیتی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک بھوٹانی معلم بھی ہیں جو قادیان سے ٹریننگ لینے کے بعد میدان تبلیغ میں سرگرم عمل ہیں۔ کئی بھوٹانی افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے۔ گذشتہ سال حضور پرنور نے بھوٹان کیلئے ایک ہزار کا ٹارگٹ مقرر فرمایا تھا جو خدا کے فضل سے پورا ہو گیا تھا۔

سکم

سکم کے دارالخلافہ گنگٹوک میں جو کہ ساڑھے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے وہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا مشن ہاؤس قائم ہے مشن ہاؤس میں ڈش انٹینا کی سہولت ہے اس جگہ اب نئے مشنری انچارج مکرم ہدایت اللہ صاحب بھدروہی مقرر ہوئے ہیں اس جماعت کے صدر مکرم ناصر شاہ صاحب جماعتی کاموں میں پیش پیش ہیں داعی الی اللہ کے پروگرام تیزی سے چل رہے ہیں۔ نئی بیعتیں ہو رہی ہیں گزشتہ سال بیعتوں کا ٹارگیٹ ۲۰۰ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے زائد بیعتیں حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں پر بھی احمدیہ جماعت ایک فلاحی تنظیم کے طور پر رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔

اس علاقہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلاۃ الصلام کی پرامن تعلیمات کو بہت پسند کیا جارہا ہے۔

شعبہ وقف نو

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید بھارت کے تحت بھارت اور پڑوسی ممالک کے واقفین نو کے لئے شعبہ وقف نو قائم ہے بھارت میں ابتک ۷۰۰ بچے بچیاں اس تحریک میں شامل ہیں۔ جو کہ واقفین نو کی تعداد کے لحاظ سے دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے بھارت کے نیشنل سکریٹری وقف نو مکرم وحید الدین صاحب شمس ان کاموں کی نگرانی فرمارہے ہیں۔ ۴۰ جماعتوں میں سکریٹریان وقف نو کا تقرر ہو چکا ہے اسی طرح بعض صوبوں میں کیریر پلاننگ کمیٹیوں کا تقرر عمل میں آچکا ہے باقی صوبوں میں عمل میں لایا جارہا ہے۔ واقفین نو بچوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے قادیان میں وقف نو بچوں کے لئے ایک سکول قائم کیا گیا ہے لجنہ اماء اللہ سے وقف نو کے بچوں کے پروگراموں میں پورا پورا تعاون ملتا ہے اسی طرح وکالت وقف نو ربوہ اور شعبہ وقف نو لندن سے بھی تعاون ملتا رہتا ہے واقفین نو کیلئے نصاب وقف نو۔ ا۔ سال سے ۹ سال کی عمر تک کیلئے شائع کیا جاچکا ہے اسی طرح مطالعہ کیلئے حضور انور کے خطبات وقف نو کتابی شکل میں شائع کئے ہیں۔

آخر میں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ تحریک جدید کی مساعی میں غیر معمولی برکت عطا کرے آمین۔

حضرت امیر المومنین المصلح الموعود اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے احباب کو سلام پہنچایا۔ نیز فرمایا کہ اس موقعہ پر ہمارا پیارا امام دُعا کرایا کرتا تھا۔ اب وہ تو ہم میں موجود نہیں لیکن اس کے دو عزیز موجود ہیں۔ مکرم صاجزادہ مرزا ظفر احمد صاحب نے میری درخواست پر جلسہ کے افتتاح کے موقعہ پر دُعا کرائی تھی۔ اب میں مکرم صاجزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی خدمت میں آخری دُعا کرانے کی تحریک کرتا ہوں۔ اس پر صاجزادہ مرزا خلیل احمد صاحب نے نہایت رقت اور آہ وزاری کے ساتھ قریباً دس منٹ تک دُعا کرائی جس کے بعد یونس احمد صاحب اسلم اور میر رفیع احمد صاحب نے نظمیں سنائیں اور عہد درویشی کا یہ پہلا سالانہ جلسہ چار بج کر اکیس منٹ پر بخیر و خوبی ختم ہوا۔ الحمد للہ۔ (الفضل ۷ر جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۶)

بقیہ صفحہ :- 32

سلوک ہونا چاہئے؟ اور کیا سلوک ہوگا؟ آپ کی تقریر کے بعد مولوی شریف احمد صاحب امینی نے حضرت امیر المومنین کا پیغام دوبارہ سنایا۔

آخر میں حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ صدر جلسہ نے پھر حکام اور غیر مسلم سامعین اور مقررین اور احمدی حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور حکام کو جماعت کی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے بتایا کہ جب کوئی غیر مسلم نہیں کہہ سکتا کہ قادیان میں اپنی اکثریت کے زمانہ میں ہم نے اس کی عزت، مال اور جان پر کبھی ہاتھ ڈالا ہو تو اب جبکہ ہم نہایت اقلیت میں ہیں ہم سے انہیں کیا خوف ہو سکتا ہے؟ نیز وعدہ کیا کہ ہم نئے بسنے والے غیر مسلموں سے بھی ہمیشہ اپنی طاقت کے مطابق حسن سلوک کریں گے کیونکہ وہ ہمارے مہمان ہیں۔ پھر آپ نے

بقیہ :- اداریہ

جب دیکھتے کہ احمدی تو خدمت خلق میں مصروف ہیں تو انہیں بائیکاٹ کرنے والوں سے نفرت ہونے لگتی۔

درج ذیل اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ سال بسال احمدیہ شفاخانہ نے کتنے مریضوں کی خدمت سرانجام دی۔

سال ۱۹۴۸ء آوٹ ڈور مریض ۳۱۲۴۶

سال ۱۹۴۹ء انڈور ۲۳۱ آوٹ ڈور ۴۵۳۴۹

آہستہ آہستہ تعداد سال بسال بڑھتی رہی۔

اس گفتگو کے آخر میں ہم بتاتے ہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اُس پر آشوب دَور میں نہ صرف خود اپنی جماعت کے ذریعہ مخلوق خدا کی خدمت کی بلکہ اس بارہ میں نہایت درد مند ہو کر مہاتما گاندھی جی کو بھی ایک خط لکھا تھا چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ کے خط کا ایک حصہ اور مہاتما گاندھی جی کا جواب لکھ کر ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ حضور رضی اللہ عنہ نے گاندھی جی کو لکھا:-

"مجھے یقین ہے کہ آپ پر ان اندوھناک واقعات کا اثر ہوگا جو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رونما ہو رہے ہیں میری اور آپ کی اور ہر رُوحانی شخص کی ڈیوٹی ہے کہ ان ننگ انسانیت واقعات کو روکا جائے۔ یہ کہنا کہ اگر مَیں نے جرم کیا ہے تو آپ نے بھی تو ایسا کیا ہے درست نہیں اور امن پیدا نہیں کر سکتا۔ سچائی اور انصاف ایک مقدس کام ہے سیاسی آدمی کہہ سکتے ہیں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو مَیں بھی ایسا ہی کروں گا لیکن اخلاقی اور مذہبی راہنماؤں کا یہ حال نہیں ہو سکتا۔ میری جماعت مغربی پنجاب میں اپنا فرض ادا کر رہی ہے اور ہم اس ظلم کو روکنے کی پوری کوشش کریں گے۔ جس کی ہمیں اطلاع مل جائے"۔

اس کے جواب میں گاندھی جی نے تحریر فرمایا:-

"از برلا ہاؤس نئی دہلی

۷۔۱۱۔۴۷

مرزا صاحب! آپ کا خط ملا آپ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے کہ جو خون خرابی ملک میں چل رہی ہے مٹنی چاہئے یہ بھی آپ ٹھیک فرماتے ہیں کہ فرض ادا کرنے میں امن کی بات چھوٹ جاتی ہے۔ جو کام مَیں مغربی پنجاب میں کر سکتا ہوں وہی یہاں کر رہا ہوں اس لئے میرا منتر ہے کرنا یا مرنا اگر کر سکا تب ہی آگے بڑھنے کی بات اُٹھ سکتی ہے یہ تو ہوئی آج کی بات کل کی بات خدا ہی جانتا ہے"۔

آپ کا

م۔ک۔ گاندھی"۔

اگر ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ۱۹۰۸ء کے "پیغام صلح" کو یاد رکھتے تو ہمیں یقیناً تقسیم وطن کا منحوس دن نہ دیکھنا پڑتا خدا کرے کہ آج بھی ہم اُس پیغام صلح کی اہمیت کو محسوس کریں اور سرحد کے دونوں طرف محبت کی شمعیں جلانے کی کوشش کریں-!!

(منیر احمد خادم)

نرم شعلوں کی لپک یاد آئی
تیری عارض کی دمک یاد آئی

کہکشاں پر جو نظر آج پڑی
تیرے آنچل کی دھنک یاد آئی

گل و گلزار کا جب ذکر آیا
تیری سانسوں کی مہک یاد آئی

ساز و آہنگ کے ہنگاموں میں
تیری باتوں کی کھنک یاد آئی

چار سو دیکھ کے بیباکی حسن
پھر مجھے تیری جھجک یاد آئی

شاخ گل جب بھی صبا سے کھیلی
تیرے پیکر کی لچک یاد آئی

جب بھی موزوں ہوا اک مصرعہ تر
کیوں تری نوک پلک یاد آئی

جب کبھی بجھ سا گیا دل کا چراغ
تیری آنکھوں کی چمک یاد آئی

جاگ اٹھے سوئے ہوئے غم ناہید
ایک خوابیدہ کسک یاد آئی

(عبدالمنان ناہید)

تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے

(حضرت مسیح موعودؑ)

لنگر خانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں پر تحقیق حق کیلئے آنے والوں کے قیام و طعام کا انتظام کیا جاتا ہے۔

مسٹر نچے سوری امریکہ سے شائع ہونے والے رسالہ (India Abroad) کے رپورٹر محترم چوہدری رشید احمد صاحب پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ مقیم لندن سے جلسہ سالانہ برطانیہ جولائی ۱۹۹۷ء کے موقع پر انٹرویو ریکارڈ کر رہے ہیں۔

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اُس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو
﴿حضرت المصلح الموعودؓ﴾

ہندوستان میں بنگال آسام اور کشمیر و کیرلہ میں مختلف جگہوں پر انگلش میڈیم احمدیہ سکول تعلیم الاسلام اسکول کے نام سے خدمت بجالا رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں تعلیم الاسلام انسٹی چیوٹ یاری پورہ کشمیر میں طلباء کے سالانہ امتحان کا ایک منظر۔

←

احمدیہ ہسپتال قادیان جو تقسیم ملک سے پہلے بھی مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف تھا تقسیم کے بعد بھی عرصہ پچاس سال سے خدمت کر رہا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ یہاں جدید سہولتوں کے علاوہ اپریشن بھی کئے جاتے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال ایک عورت کے پیٹ سے اپریشن کے ذریعہ ۸ کلو وزنی رسولی نکال رہے ہیں۔

مکرم عقیل احمد صاحب معلم وقف جدید آگرہ سرکل شری نکلی سنگھ جی ممبر پارلیمنٹ سہارنپور یوپی کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہوئے۔
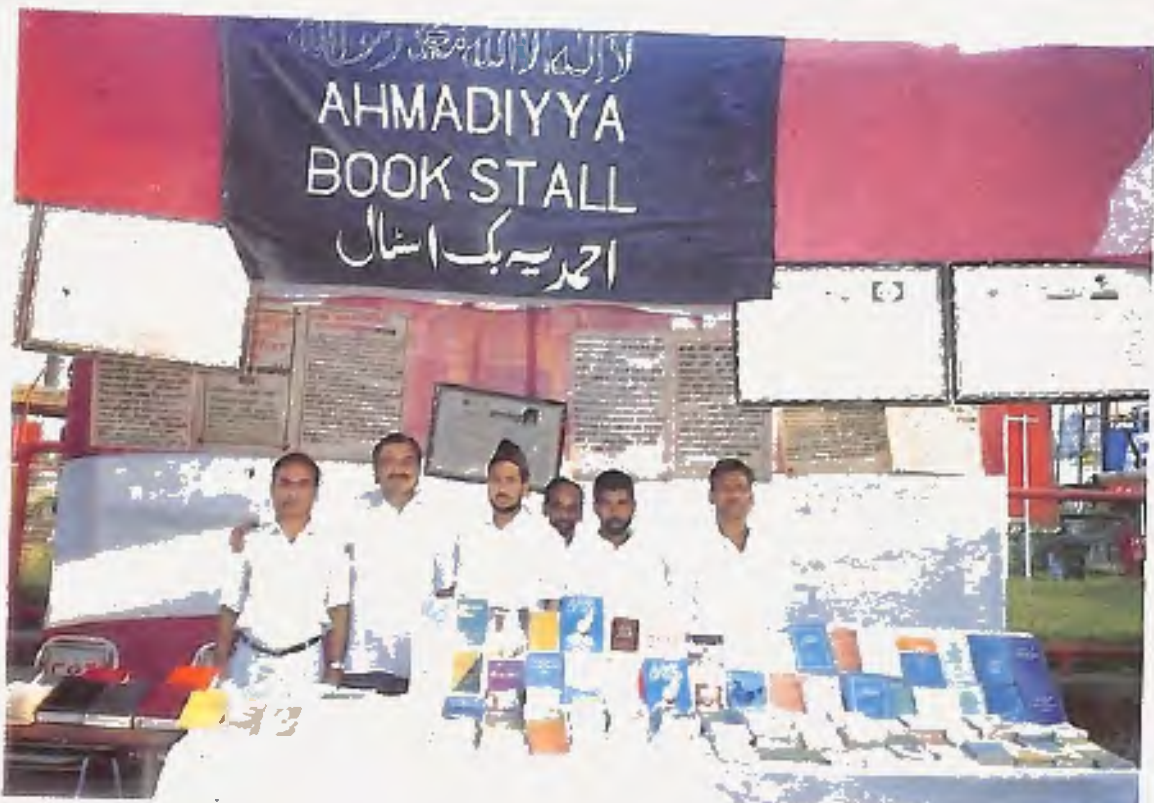
کلکتہ بک فیئر میں احمدیہ بک اسٹال: مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ و مکرم شہزادہ پرویز احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ احباب جماعت کے ہمراہ۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Rates
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pond or 40$ U.S.A
By Sea : 10 pond or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Dist Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol : 46 Thursday 18 & 25 December 97 Issue No- 51/52

☎ 01872-20757
FAX: 01872-20105

بھوٹان کے بارڈر جے گاؤں میں تحریک جدید کے ذریعہ تعمیر کی جانے والی مسجد و مشن ہاؤس۔

مدراس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ۷ / نومبر ۱۹۹۳ء کو منعقدہ جلسہ یوم انسانیت پر سابق صدر جمہوریہ ہند جناب آر وینکٹ رمن کی خدمت میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان نے قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔
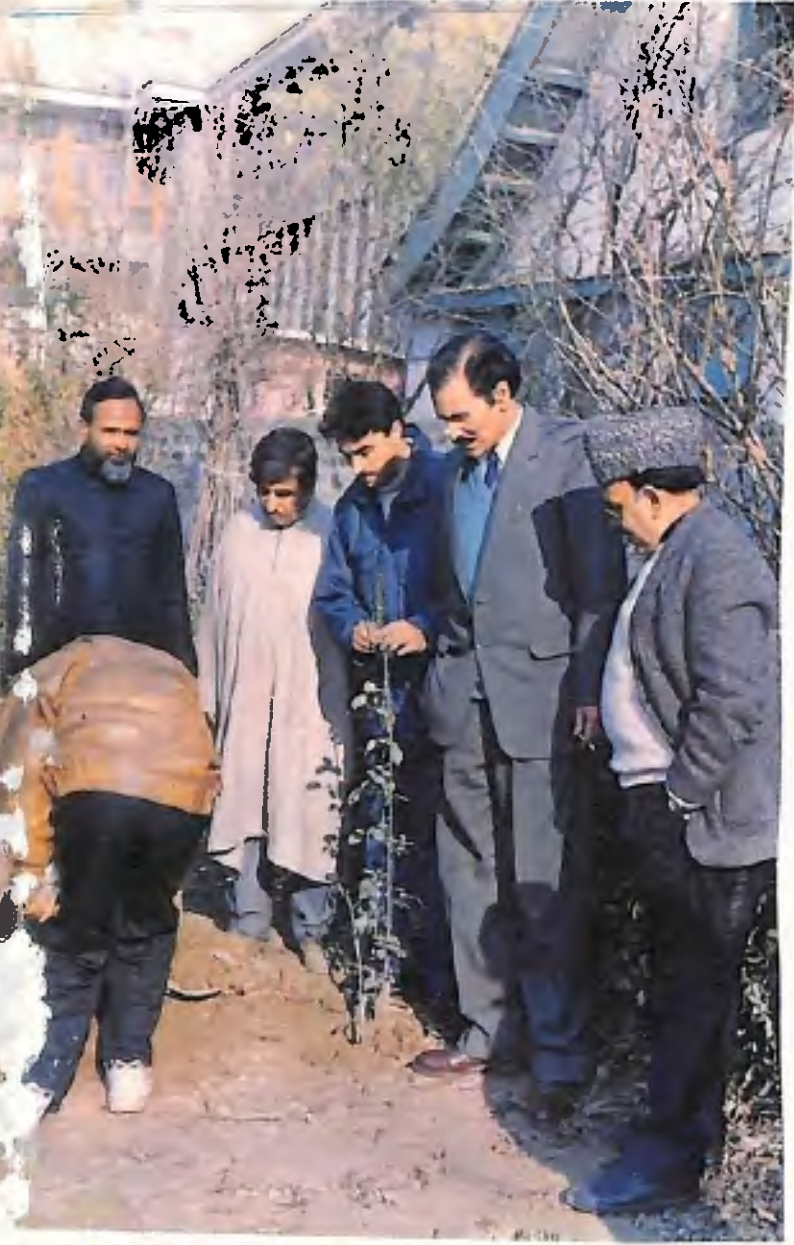
جماعت احمدیہ سری نگر کشمیر کے افراد شجر کاری مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔

نیپال کے سابق وزیر اعظم شری منوہن ادھیکاری سے کاٹھمنڈو میں احمدیہ وفد کی ملاقات۔ (دائیں) مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر صدر مجلس تحریک جدید (بائیں) مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ کھڑے ہیں۔

1993 میں بمبئی فسادات کے بعد مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر متاثرین کو ریلیف کا سامان دیتے ہوئے۔

نیپال کے اٹہری شہر میں یوم مسیح موعودؑ کے موقع پر جلسہ انسانیت کی تقریب۔ شہر کے میئر کی موجودگی میں ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب جماعت احمدیہ کا تعارف کرا رہے ہیں۔